۲۷- النمل

نام آیت ۱۸ میں حضرت سلیمان کے وادیٔ نمل (چونٹیوں کی وادی) سے گزرنے اور چونٹیوں کی بات سننے کا ذکر ہوا ہے۔اس مناسب سے سورہ کا نام **النَّمل** ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورۂ شعراء کے بعد نازل ہوئی ہوگی۔

مرکزی مضمون قرآن کو کتابِ الٰہی تسلیم کرنے اور شرک سے باز آنے میں سب سے بڑی رکاوٹ انکارِ حقیقت ہے۔جو لوگ دنیا کے عیش وعشرت میں مگن رہنا چاہتے ہیں۔ان پر نہ قرآن کی نصیحت کا کوئی اثر ہوتا ہے،اور نہ انبیائی تاریخ سے وہ کوئی سبق لیتے ہیں۔

نظم کلام آیت ۱ تا ۶ میں آفتابِ ہدایت (قرآن) کا ذکر ہے،جو افق سے اُبھر کر اہل ایمان کو ابدی کامیابی کی بشارت دے رہا ہے۔مگر وہ لوگ اس کی فیض رسانی سے محروم ہیں،جو اس دنیا کے خول میں بند ہیں،اور نہیں چاہتے کہ ایک ایسے عالمِ آخرت کی بات سنیں جہاں جزائے عمل کا معاملہ پیش آنے والا ہے۔

آیت ۷ تا ۱۴ میں حضرت موسیٰ کی سرگذشت کا کچھ حصہ بیان ہوا ہے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی طرف کس شان کا رسول بھیجا تھا۔مگر انہوں نے اپنی حکمرانی کے گھمنڈ میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا اور بالآخر کس انجام کو پہنچ گئے۔

آیت ۱۵ تا ۴۴ میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کی عظیم الشان سلطنت کا ذکر کرکے،ان کی سیرت کے اس پہلو کو پیش کیا گیا ہے کہ وہ اتنی بڑی نعمت پاکر کس طرح اللہ کے شکر گذار بندے بنے رہے۔اور حضرت سلیمان نے کس طرح اپنے اقتدار کو اشاعتِ اسلام کا ذریعہ بنایا۔اور اس کے نتیجے میں کس طرح ملکۂ سبا نے اسلام قبول کیا۔

آیت ۴۵ تا ۵۸ میں حضرت صالح اور حضرت لوط کی سرگذشتوں کا ایک حصہ پیش کیا گیا ہے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی قوموں نے ان کی دعوت کو رد کرکے زمین میں فساد پھیلانے کا جو کام کیا اس کی کیسی عبرت ناک سزا ان کو مل گئی۔

آیت ۵۹ تا ۷۵ میں توحید کے دلائل اور آخرت کا یقین پیدا کرنے والی باتیں پیش کی گئی ہیں۔

آیت ۷۶ تا ۹۳ میں اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن نے ہدایت کی راہ کھولی ہے۔اور اس کی صداقت کی نشانیاں مستقبل میں بھی ظاہر ہوتی رہیں گی۔

سُوۡرَۃُ النَّمۡلِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱﴾
هُدًی وَّبُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾
الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوۃَ وَ
هُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾
اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ
فَهُمۡ یَعۡمَهُوۡنَ ﴿۴﴾
اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ
هُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾
وَاِنَّكَ لَتُلَقَّی الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِیۡمٍ عَلِیۡمٍ ﴿۶﴾
اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِاَهۡلِهٖۤ اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡكُمۡ
بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾
فَلَمَّا جَآءَهَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِكَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ
مَنۡ حَوۡلَهَا ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾
یٰمُوۡسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۹﴾
وَاَلۡقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا
وَّلَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ یٰمُوۡسٰی لَا تَخَفۡ ۟ اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ
الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۰﴾
اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسۡنًۢا بَعۡدَ سُوۡٓءٍ فَاِنِّیۡ
غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱﴾

۲۷۔ سُورۃُ النمل

آیات ۹۳

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ طا۔سین۔ ۱ یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔ ۲

۲ یہ ہدایت وبشارت ہے مؤمنوں کے لئے۔

۳ جو نماز (صلوٰۃ) قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور یہی ہیں جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ۳

۴ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے کام ان کے لئے خوشنما بنا دیئے ہیں ۴۔ لہٰذا وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ ۵

۵ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی بُرا عذاب ہے ۶۔ اور آخرت میں بھی وہ بُری طرح تباہ ہوں گے۔

۶ اور بلاشبہ یہ قرآن تم (خدائے) علیم وحکیم کے حضور سے پا رہے ہو۔ ۷

۷ جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ میں وہاں سے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا آگ کا شعلہ لاتا ہوں تاکہ تم لوگ گرمی حاصل کر سکو۔ ۸

۸ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو ندا آئی مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور وہ جو اس کے اردگرد ہیں۔ اور پاک ہے اللہ رب العالمین۔ ۹

۹ اے موسیٰ میں ہوں اللہ غلبہ والا حکمت والا۔

۱۰ اور تم اپنا عصا ڈال دو۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ حرکت کر رہا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ ۱۰ اے موسیٰ! ڈرو نہیں۔ میرے حضور پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔ ۱۱

۱۱ مگر جو گناہ کا مرتکب ہوا ہو۔ پھر (اگر اس نے) برائی کو نیکی سے بدل دیا ہو تو میں بخشنے والا رحم کرنے والا ہوں۔ ۱۲

۱۔ یہ حروف مقطعات (الگ الگ پڑھے جانے والے حروف) ہیں اور ان کا اشارہ جیسا کہ ہم اس سے پہلے وضاحت کر چکے ہیں، سورہ کے مخصوص مضامین کی طرف ہوتا ہے۔

"ط" کا اشارہ طیر (پرندے) کی طرف ہے جس کا ذکر آیت ۱۶ میں اس طور سے ہوا ہے کہ ان کی بولی حضرت سلیمان کو سکھائی گئی تھی۔

''س'' کا اشارہ سلیمان کی طرف ہے اور سبا کی طرف بھی، جن کا ذکر بالترتیب آیت ۱۶ اور ۲۲ میں ہوا ہے۔

۲۔ یعنی قرآن کیا ہے ایک روشن کتاب اور یہ اسی کی آیتیں ہیں۔

قرآن کی دعوت اور اس کی تعلیم اتنی واضح ہے کہ ہر وہ شخص جو صاف ذہن سے اس کو پڑھے گا یا سنے گا، اس کے مدعا کو پا سکتا ہے۔
غیر عربی داں یہ فائدہ ترجمہ کی مدد سے بھی حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ ترجمہ صحیح ہو۔ رہیں تفسیریں تو ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ تفسیر کے بغیر قرآن کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ کتنے غیر مسلم ہیں جنہوں نے قرآن کے ترجمہ کو پڑھا اور انہیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی!

۳۔ تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۂ بقرہ، نوٹ ۷۔ اور ۱۰۔

۴۔ آدمی جب آخرت کا انکار کرتا ہے تو دنیا اس کا نصب العین بن جاتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اس کا طرز عمل غلط ہو کر رہ جاتا ہے۔ مگر چونکہ مقصود دنیا ہوتی ہے اس لئے بُرے کام بھی اس کی نگاہوں میں کھبنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج فیشن، جدت پسندی اور ترقی کے نام پر نہایت گھناؤنے اخلاق اور بدترین اعمال کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ جب طرز فکر غلط ہے تو طرز عمل بھی غلط ہوگا۔ اور پسند اور ناپسند کا معیار بھی غلط ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ نفسیات اللہ کے ٹھہرائے ہوئے قانونِ ضلالت کے مطابق بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کو اس طرح تعبیر کیا گیا کہ ''ہم نے ان کے کام ان کے لئے خوشنما بنا دیئے ہیں۔''

۵۔ انکارِ آخرت کے نتیجے میں آدمی راہِ راست سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور یقین کی دولت سے بھی۔ پھر اس کیلئے ادھر اُدھر بھٹکنا ہی مقدر ہے۔ آج انسانیت کو دیکھئے کس طرح بھٹک رہی ہے۔ کوئی کمیونزم کی طرف دوڑ رہا ہے، تو کوئی نیشنلزم کو اپنی منزل قرار دے رہا ہے، کوئی بھید بھاؤ مٹانے کے لئے وحدتِ ادیان کا راگ الاپ رہا ہے، تو کوئی اپنے کلچر کو اتحاد کی بنیاد بنا رہا ہے، کوئی فرقہ پرستی کو فروغ دینا چاہتا ہے، تو کوئی سیاست کو خدا اور مذہب سے بے تعلق دیکھنا چاہتا ہے، کسی کو تخریبی کارروائیوں سے فرصت نہیں، تو کوئی دہشت گردی کا بدترین نمونہ پیش کر رہا ہے، غرضیکہ آخرت کا انکار کرنے کے بعد انسان کی کوششوں کا کوئی ایک محور نہیں رہا۔

۶۔ جس قوم کو رسول، اللہ کا پیغام براہِ راست پہنچا دیتا ہے اور پھر وہ انکار کرتی ہے، اس پر تو ایسا عذاب آتا ہے کہ پوری قوم صفحۂ ہستی سے یک قلم مٹا دی جاتی ہے۔ لیکن جن کو بالواسطہ طور پر پیغام پہنچ جاتا ہے اور وہ اس کو قبول نہیں کرتے اور انکارِ آخرت پر جمے رہتے ہیں، ان کو ان کے مناسب حال دنیا میں سزا ملتی رہتی ہے۔ آج دنیا کے مختلف گوشوں میں آفتوں کا نزول اس کثرت سے ہو رہا ہے کہ اس سے پہلے شاید کبھی نہیں ہوا ہوگا۔

۷۔ قرآن کے مضامین اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ انسانی تصنیف نہیں ہے، بلکہ خدائے علیم و حکیم کا کلام ہے۔ کیوں کہ اس میں علم و معرفت اور دانائی و حکمت کے بے مثال خزانے پوشیدہ ہیں۔

۸۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ، نوٹ ۹۔

۹۔ حضرت موسیٰ کو جو آگ دکھائی دی تھی وہ جلنے والی آگ نہیں تھی ورنہ وہ اس سے انگارے لے لیتے، بلکہ وہ ایک غیر معمولی آگ تھی جس کے پردہ میں اللہ کی بابرکت ذات ان سے ہم کلام ہو رہی تھی۔ اور اس آگ کے ارد گرد فرشتے موجود رہے ہوں گے جیسا کہ اندازِ بیان سے ظاہر ہوتا ہے اور جن کی موجودگی باعثِ خیر و برکت تھی۔

حضرت موسیٰ سفر میں تھے، رات تاریک اور سرد تھی اور راستہ کا بھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اس حالت میں ندائے غیب کا آجانا ایک ایسی صورت حال تھی جس میں حوصلہ برقرار رکھنا اور ذہن کو یکسو کر لینا آسان نہ تھا۔ اس لئے ندائے غیب نے سب سے پہلے انہیں یہ اطمینان دلایا کہ یہ ندا اس بابرکت ہستی کی ہے جو کائنات کا

رب ہے۔ اور اس بقعۂ مبارکہ میں فرشتوں کا نزول ہوا ہے جو خیر ہی خیر ہے۔ شیطان اور اس کے شر سے اس پورے ماحول کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ نبوت ایسی چیز نہیں ہے کہ آدمی اپنی کوششوں سے حاصل کر سکے۔ بلکہ یہ وہ منصب ہے جسے اللہ جس کو چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کو بے خبری کی حالت میں نبوت عطا ہوئی تھی، اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ حرا میں بالکل بے خبری کی حالت میں نبوت عطا ہوئی۔ نبوت کا اچانک عطا کیا جانا انبیاء علیہم السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ ورنہ جو آدمی جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ پہلے ہی سے اس کے لئے ذہنی و علمی و عملی تیاری کرتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کی آواز کو کس طرح پہچانا؟ تو اولاً مخلوق اپنے خالق کی آواز سے نا آشنا نہیں ہو سکتی۔ اس کا رب جب اس کو پکارے گا وہ ضرور اس کی آواز کو پہچان لے گی۔ ثانیاً نبی کا وجدان جو ایک پاک طینتِ نفس کا وجدان ہوتا ہے، دل میں یہ یقین پیدا کرتا ہے کہ یہ میرے رب کی آواز ہے یا یہ اس کی طرف سے وحی ہے جو نازل ہو رہی ہے۔ ثالثاً وحی کے نزول کے موقعہ پر ماحول ایسا بنا دیا جاتا ہے کہ شیطانی وساوس ذہن میں نہیں آتے اور قلب اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اور رابعاً جو وحی نازل ہوتی ہے وہ اپنے مضمون اور معانی کے لحاظ سے اپنے وحی الٰہی ہونے کا بین ثبوت ہوتی ہے۔

اور یہ جو فرمایا ''پاک ہے اللہ رب العالمین'' تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی ندا اگرچہ آگ کے اندر سے آ رہی ہے، لیکن اللہ کا وجود اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی چیز کے اندر محدود ہو کر رہ جائے یا کسی چیز میں حلول (سرایت) کرے۔ وہ عرش پر جلوہ فرما ہے اور ہر بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر وہ آسمانوں اور زمین میں بھی ہے جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے:

وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ۔ (انعام ۔ ۳)

''اور اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔''

اور جس طرح اس کے آسمان اور زمین میں ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) عرش کو چھوڑ کر آسمان و زمین میں سرایت کر گیا ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ سے اس کا یہ ارشاد کہ ''مبارک ہے وہ جو آگ میں ہے'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کا کوئی جسمانی وجود ہے، جو آگ کے اندر ہے۔ اس کی صفت ہی یہ ہے کہ اس کے جیسی کوئی چیز نہیں لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اس لئے اس کو مخلوق پر قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں بلکہ کھلی گمراہی ہے۔ مادی دنیا میں یہ مشاہدہ تو ہم کرتے ہی ہیں کہ آئینہ میں آدمی کی تصویر دکھائی دیتی ہے، جب کہ وہ اس کے اندر موجود نہیں ہوتا۔ اور آج ٹی وی کے اسکرین پر بولنے والا بھی دکھائی دیتا ہے اور اس کی آواز بھی سنائی دیتی ہے، جب کہ وہ ٹی وی کے اندر موجود نہیں ہوتا۔ جب مادی دنیا کا یہ حال ہے تو خدا کے بے مثال، بے کیف اور لا مکان ہونے سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟

۱۰۔ یہ بشریت کا غلبہ تھا۔ سانپ کو لہراتا ہوا دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گئے۔

۱۱۔ یعنی جب اللہ کسی کو رسالت کے لئے منتخب کر کے اپنے حضور بلاتا ہے، تو اس کے لئے اندیشہ کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ وہ ہر قسم کے شر اور آفتوں سے اس کے حضور محفوظ اور مامون ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ سانپ جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۱۲۔ رہا وہ خوف جو اپنے کسی قصور کی بنا پر ہو تو اس کے بارے میں بھی یہ اطمینان دلایا گیا، کہ اگر ماضی میں تم سے جو قصور ہوا ہے اس پر اللہ گرفت کرنے والا نہیں، جب کہ تم نے اس کے بعد نیک روی اختیار کی۔ یہ اشارہ تھا قتلِ خطا کے قصور کی معافی کی طرف، جو حضرت موسیٰ سے سرزد ہوا تھا۔ جس کی تفصیل سورۂ قصص میں بیان ہوئی ہے۔

اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ کسی عیب کے بغیر
روشن ہو کر نکلے گا۔ یہ نو نشانیوں میں سے ہے، جن کے
ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ۔ وہ بڑے
فاسق لوگ ہیں۔ مگر جب ان کے سامنے ہماری کھلی نشانیاں
آئیں تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔(القرآن)

وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۣ
فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا
قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾

۱۲ اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ کسی عیب کے بغیر روشن ہو کر نکلے گا ۱۳۔ یہ نو نشانیوں میں سے ہے ۱۴، جن کے ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ۔ وہ بڑے فاسق لوگ ہیں۔ ۱۵

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾

۱۳ مگر جب ان کے سامنے ہماری کھلی نشانیاں آئیں تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

۱۴ انہوں نے ظلم اور غرور کی وجہ سے ان کا انکار کیا حالانکہ ان کو اپنے دل میں یقین ہو چکا تھا ۱۶۔ تو دیکھو مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔ ۱۷

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

۱۵ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا ۱۸۔ اور انہوں نے کہا شکر ہے اللہ کا ۱۹، جس نے ہمیں اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ ۲۰

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ
الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

۱۶ اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا ۲۱۔ اس نے کہا لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے ۲۲ اور ہمیں سب کچھ عطا کیا گیا ہے ۲۳۔ بیشک یہ نمایاں فضل ہے۔ ۲۴

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

۱۷ اور سلیمان کے لئے اس کے لشکر جو جنوں، انسانوں اور پرندوں میں سے تھے ۲۵، جمع کئے گئے تھے اور ان کی صف بندی کی جاتی تھی۔ ۲۶

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾

۱۸ یہاں تک کہ جب وہ چونٹیوں کی وادی میں پہنچے ۲۷، تو ایک چیونٹی نے کہا اے چونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں کچل ڈالے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ ۲۸

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

۱۹ سلیمان اس بات پر ہنس پڑا ۲۹ اور دعا کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرے اس احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور نیک عمل کروں جس سے تو خوش ہو ۳۰۔ اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل فرما۔ ۳۱

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ڮ اَمْ كَانَ
مِنَ الْغَاۗىِٕبِيْنَ ﴿۲۰﴾

۲۰ اور اس نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا کیا بات ہے میں ہُدہُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ غائب ہوا ہے ۳۲؟

۱۳؎ یہ دوسرا معجزہ تھا جو حضرت موسیٰ کو عطا کیا گیا۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ نوٹ ۲۳ ۔

۱۴؎ نو نشانیوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ بنی اسرائیل نوٹ ۱۳۲ ۔

۱۵؎ فرعون اور اس کی قوم کو فاسق کہا گیا، حالانکہ حضرت موسیٰ نے ابھی انہیں دعوت پہنچائی نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ انبیائی تعلیم سے بالکل ناآشنا نہ تھے۔ کیوں کہ مصر میں حضرت یوسف نے گہرے نقوش چھوڑے تھے۔ اور بنی اسرائیل خواہ کتنے ہی بگڑے ہوئے ہوں بہرحال مسلمان تھے۔ اس لئے ان کے ذریعہ خدا اور آخرت کی باتیں کسی نہ کسی درجہ میں ضرور پہنچتی رہی ہوں گی۔ اور بنیادی بات یہ ہے کہ انسانی فطرت کھلی ہوئی برائیوں اور معصیتوں کو جانتی ہے۔ مثلاً ظلم و زیادتی، بداخلاقی، تکبر اور گھمنڈ اور اپنے رب کے خلاف سرکشی وغیرہ۔ مگر فرعون اور اس کی قوم نے اپنی فطرت کی آواز کو دبا کر ظلم اور معصیت کا رویہ اختیار کیا تھا۔ اس لئے وہ فاسق کہلانے ہی کے مستحق تھے۔

اس سے یہ اصولی بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے اپنے کو عملاً فسق (اللہ کی معصیت) کی راہ پر ڈال دیا ہو، ان کو فاسق ہی کہا جائے گا خواہ دعوتِ دین کا کام ان پر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

۱۶؎ یعنی ان کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ حضرت موسیٰ جو نشانیاں دکھا رہے تھے، وہ جادو نہیں بلکہ معجزہ ہیں اور وہ واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اس یقین کے باوجود ان کے ایمان لانے میں جو چیز رکاوٹ بنی وہ ان کا ظلم اور گھمنڈ تھا۔ ظلم انسان کو حق پسندی سے دور رکھتا ہے اور گھمنڈ اس کو اس بات پر آمادہ نہیں ہونے دیتا کہ وہ اپنے مقام سے نیچے اتر کر حق کو قبول کرلے۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اصل چیز دل کا اقرار ہے، اور ایمان دل کے اقرار کے بغیر معتبر نہیں۔

۱۷؎ اس انجام کی تفصیل سورۂ یونس، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ شعراء میں بیان ہوئی ہے۔

۱۸؎ مراد علم خاص ہے جو ایک عظیم الشان اور بے مثال سلطنت کو عدل و انصاف اور اسلامی آئیڈیالوجی کے مطابق چلانے کیلئے ضروری تھا۔ بائبل میں ہے:

''اور خدا نے سلیمان کو حکمت اور سمجھ بہت ہی زیادہ اور دل کی وسعت بھی عنایت کی جیسی سمندر کے کنارے کی ریت ہوتی ہے اور سلیمان کی حکمت سب اہل مشرق کی حکمت اور مصر کی ساری حکمت پر فوقیت رکھتی تھی۔'' (ا۔سلاطین ۴:۲۹، ۳۰)

۱۹؎ اوپر فرعون کی مثال گذر چکی، جس کو اقتدار ملا تو گھمنڈ کرنے لگا اور ظلم پر اتر آیا۔ دوسری طرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی مثالیں ہیں، جنہیں اقتدار ملا تو انہوں نے اللہ کا فضل سمجھ کر اس کا صحیح استعمال کیا اور اس کے شکر گذار بن کر رہے۔

۲۰؎ فضیلت اس اعتبار سے کہ نبی بنایا اور اس اعتبار سے کہ علم و حکمت سے نوازا، اور اس اعتبار سے بھی کہ خلافت و حکومت سے سرفراز فرمایا، اور اپنے فضلِ خاص سے ایسی چیزیں عطا کیں جو طرۂ امتیاز قرار پائیں۔

۲۱؎ وارث کا مطلب مال کا وارث ہونا نہیں، بلکہ علمِ نبوت اور منصبِ خلافت کا وارث ہونا ہے۔ اگر مال کی وراثت مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمان کا ذکر نہ کیا جاتا، کیوں کہ حضرت داؤد کی اور بھی اولاد تھی۔ علاوہ ازیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے انبیاء علیہم السلام کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ ہو سورۂ مریم نوٹ ۸) اور محلِ کلام بھی دلیل ہے کہ یہاں مالی وراثت زیرِ بحث نہیں ہے۔ بائبل میں ہے۔

''اور سلیمان اپنے باپ داؤد کے تخت پر بیٹھا اور اس کی سلطنت نہایت مستحکم ہوئی۔'' (ا۔سلاطین ۲:۱۲)

۲۲؎ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پرندے کسی نہ کسی درجہ میں شعور رکھتے ہیں، اور اپنی ضرورتوں کا اظہار مختلف آوازوں کی صورت میں کرتے ہیں، عام مشاہدہ میں آنے والی چیز ہے۔ تجربہ بھی بتاتا ہے کہ طوطے کو جو کلمات سکھائے جائیں وہ ان کو ادا کرتا ہے، اسی طرح شکاری پرندوں کو سدھایا جاتا ہے۔ پھر پرندوں کے نغمے ہرگز بے معنی نہیں کہے جاسکتے، تاہم ان کی بولی کو سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی مشکل ہے، جیسے ٹیلیگراف کی زبان نہ جاننے والے شخص کیلئے کھٹ کھٹ

کی آواز سن کر اس کا مفہوم متعین کرنا۔ مگر حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی کا علم بخشا تھا جو معجزانہ نوعیت کا تھا، اس لئے وہ اپنی حکومت کے سلسلے میں ان سے بھی خدمت لیتے تھے۔

واضح رہے کہ پرندوں کی بولی حضرت سلیمان کو سکھائی گئی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ جو فرمایا کہ "لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے" تو یہ شاہی انداز بیان ہے جس میں بولنے والا جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔

۲۳۔ یعنی تمام ضروری ساز وسامان جو ایک مستحکم حکومت چلانے کے لئے ضروری ہے۔

۲۴۔ یعنی یہ بے مثال سلطنت، اللہ کا ایسا فضل ہے جس کو کوئی شخص بھی محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ہمیں اس فضل کا اعتراف کرنا چاہئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کی سیرت کس قدر بلند تھی۔ مگر یہود کی مکاری دیکھئے کہ انہوں نے بعد میں حضرت سلیمان پر یہ الزام لگایا، کہ انہوں نے یہ عظیم الشان سلطنت جادو کے بل پر حاصل کی تھی۔ اور وہ کفر کے مرتکب ہوئے تھے، ملاحظہ ہو سورہ بقرہ آیت ۱۰۲ اور نوٹ ۱۲۰۔

۲۵۔ حضرت سلیمان کی حکومت امتیازی شان کی تھی۔ ان کے لئے انسانوں کے ساتھ جنوں اور پرندوں کے لشکر بھی مہیا کر دیئے گئے تھے۔ وہ جنوں اور پرندوں سے جو خدمت لیتے تھے اس کا ذکر آگے ہوا ہے۔ اور اس سلسلہ کی کچھ باتیں سورۂ انبیاء میں گزر چکیں۔ (ملاحظہ ہو سورۂ انبیاء نوٹ ۱۱۰۔)

ہر نبی کی ایک شان ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے حکومت و دولت اور شان و شوکت والا نبی بنایا تھا۔ تاکہ دنیا والوں پر اسلام کی صداقت و عظمت کا یہ پہلو بھی روشن ہو کہ ایک نبی جاہ وحشمت کے ساتھ جب تخت پر بیٹھتا ہے تو اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اور محل میں رہ کر بھی صالحیت کی زندگی جب گذارتا ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو اقتدار حاصل ہو وہ اس کے نشہ میں مدہوش نہ ہوں، بلکہ اسوۂ سلیمانی کو سامنے رکھتے ہوئے احساس ذمہ داری کا ثبوت دیں۔

۲۶۔ یعنی ان لشکروں کو فوجی نظم وضبط کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔ ان کی صف بندی بھی کی جاتی تھی، اور درجہ بندی بھی تاکہ جس کام کے لئے جو موزوں ہوں ان سے وہ کام لیا جائے۔ مثلاً پرندوں سے پیغام رسانی کا کام وغیرہ۔

۲۷۔ یعنی سلیمان کا لشکر جب مارچ کرتے ہوئے ایک ایسی وادی میں پہنچا جہاں چونٹیوں کی کثرت تھی۔

۲۸۔ چونٹیوں میں اجتماعیت بھی ہوتی ہے۔ اور نظم بھی۔ چنانچہ ان کی لمبی قطاریں اور ان کا مل جل کر کام کرنا اس کا واضح ثبوت ہے۔ ان کی حرکات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک چونٹی دوسری چونٹی کو بلا کر لاتی ہے جس سے ان کی باہم گفتگو کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ان کی آواز سن نہیں پاتے۔ مگر ہم جانوروں کو انسان پر قیاس نہیں کر سکتے جس کی واضح مثال کتے کی قوتِ شامہ ہے جو اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ انسان کے جسم کی بُو کو محسوس کر کے اُسے شناخت کر لیتا ہے۔ چنانچہ جب پولس کسی تربیت یافتہ کتے کو موقع واردات پر لاتی ہے تو وہ اس بُو کو سونگھ لیتا ہے جو مجرم کے جسم سے نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ پھر وہ اس مخصوص بُو کے پیچھے جو راہ کی نشاندہی کرتی ہے مجرم تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر چونٹیوں کی باہم گفتگو اتنی خفی (ہلکی) ہو کہ ہم سن نہ سکیں تو یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ آج ہم دقیق چیزیں خوردبین کے ذریعہ دیکھ لیتے ہیں، لیکن اس سے پہلے ہمیں ان کے وجود کی خبر بھی نہیں تھی۔ اور اگر ابھی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا ہے جس کے ذریعہ ہم صوتِ خفی کو سن سکیں تو اس کے وجود سے انکار کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ اس کی خبر ہمیں کلام الٰہی کے ذریعہ مل رہی ہے۔ بلکہ یہ تو قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے کہ وہ کائنات کے بعض ایسے اسرار سے ہمیں آشنا کر رہا ہے جن کو جاننے کا ہمارے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ انسانی علم میں زبردست اضافہ ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان آیات کی الٹی سیدھی تاویل کر کے علم کے ان دروازوں کو بند کر لیں جو ہم پر کھل رہے ہیں اور قرآن میں تحریف کے مرتکب ہو جائیں۔ ایسی آیتوں کو پڑھ کر ہماری دعا یہی ہونی چاہئے کہ: رَبِّ زِدْنِی عِلْماً۔ (طٰہٰ ۔ ۱۱۴) "اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"۔

رہا یہ سوال کہ چونٹیوں کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ سلیمان کا لشکر ہے جو اس وادی سے گزر رہا تھا، تو یہ بات الہامی ہے۔ چونٹی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا الہام ہونا (اس کے دل میں ڈالا جانا) کچھ بھی عجیب نہیں۔ ابرہہ پر سنگ باری کے لئے پرندوں کے جو جھنڈ کے جھنڈ پہنچے تھے وہ خدا کی طرف سے الہام ہی کا تو نتیجہ

تھا۔(دیکھئے سورۂ فیل)

۲۹۔ حضرت سلیمان نے چونٹی کی یہ بات اس علم کے ذریعہ سنی جو انہیں پرندوں کی بولی سمجھنے کیلئے معجزانہ طور پر حاصل تھا۔ چونٹی کی بات سن کر انہیں خوشی ہوئی ہوگی کہ ان کے لاؤ لشکر کی خبر چونٹیوں کو بھی ہورہی ہے اور ان کا نام چونٹیوں کی زبان پر بھی ہے۔ بہر کیف ننھی منی چونٹی کی باتیں انہیں اتنی عجیب لگیں کہ وہ ہنس پڑے۔

۳۰۔ حضرت سلیمان کی ہنسی بھی سنجیدگی لئے ہوئے تھی۔ اس لئے مسرت کے ساتھ ان کے دل میں شکر کے جذبات اُمڈ آئے اور اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے شکر گذار اور صالح بننے کی توفیق عطا فرما۔ یعنی تیری طرف سے نعمتوں کی تو مجھ پر بارش ہوئی ہے، اور اس فضل میں سے بھی میں نے حصہ پایا ہے، جو تو نے میرے والدین پر کیا۔ اب مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ان احسانات کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کروں۔

۳۱۔ انبیاء علیہم السلام کے درجات بہت بلند ہوتے ہیں۔ لیکن درجات کی بلندی کے لئے عمل صالح بمنزلہ اساس ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام صالح بننے کی توفیق طلب کرتے ہیں۔ اور چونکہ جنت کے مستحق صالح لوگ ہوں گے اس لئے وہ اس زمرہ میں شامل کئے جانے کی دعا کرتے ہیں۔

ایک طرف حضرت سلیمان کی یہ دعا ہے جو ان کے پاکیزہ جذبات کی ترجمان اور ان کی نیک نفسی کی آئینہ دار ہے، اور دوسری طرف وہ لغو باتیں اور جھوٹے قصے ہیں جو بائبل میں ان کی طرف منسوب کردئے گئے ہیں!

۳۲۔ حضرت سلیمان نے جب پرندوں کے لشکر کا جائزہ لیا تو ہُدہُد کو غائب پایا۔ ہدہد (Hoopoe) کبوتر کی طرح ایک پرندہ ہے جس کے سر پر کلغی (Crest) ہوتی ہے، اس لئے اسے شاہی پرندہ (Royal Bird) کہتے ہیں۔ یہ فلسطین اور شام کے علاقہ میں بہ کثرت پایا جاتا ہے اور کبوتر ہی کی طرح نامہ بری کا کام کرتا ہے۔ مگر حضرت سلیمان کے جس ہُدہُد کا ذکر یہاں ہورہا ہے وہ ایک خاص اور خداداد صلاحیت رکھنے والا ہُدہُد تھا۔ اور اس نے جو غیر معمولی خدمت انجام دی اس کے پیش نظر اُسے عام ہُدہُد پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بعض لوگوں نے یہ تاویل بھی کی ہے کہ ہُدہُد ایک شخص کا نام تھا جو پرندوں کے نام پر رکھا گیا تھا مگر قرآن کا سیاق وسباق اس سے انکار کرتا ہے۔ اوپر گذر چکا کہ سلیمان کے لئے انسانوں اور جنوں کے علاوہ پرندوں کا لشکر بھی جمع کردیا گیا تھا۔ اور اس آیت میں طیر (پرندوں) کے جائزہ لینے کا ذکر ہوا ہے، نیز آگے حضرت سلیمان کا یہ بیان بھی نقل ہوا ہے کہ اگر ہدہد نے اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش نہیں کیا تو میں اُسے ذبح کردوں گا۔

یہ سب باتیں ہُدہُد کے پرندہ ہونے پر واضح طور سے دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے اس سے ہُدہُد نام کا آدمی مراد لینا ایک ایسی تاویل ہے جو سراسر باطل ہے۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾

۲۱ میں اسے سخت سزا دوں گا ۳۳؎ یا ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ میرے سامنے واضح حجت پیش کرے۔ ۳۴؎

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ
وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾

۲۲ کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ اس نے آ کر کہا میں نے وہ باتیں معلوم کی ہیں جس سے آپ پوری طرح باخبر نہیں ہیں۔ میں سبا سے یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ ۳۵؎

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾

۲۳ میں نے دیکھا ایک عورت ان پر حکومت کر رہی ہے ۳۶؎۔ اس کو سب کچھ بخشا گیا ہے ۳۷؎۔ اور اس کا تخت عظیم الشان ہے۔ ۳۸؎

وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾

۲۴ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتی ہے ۳۹؎۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کیلئے خوشنما بنا دیئے ہیں اور ان کو راہِ راست سے روک دیا ہے اسلئے وہ راہ یاب نہیں ہو رہے ہیں۔ ۴۰؎

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾

۲۵ کیوں نہیں وہ اللہ کو سجدہ کرتے ۴۱؎، جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو نکالتا ہے ۴۲؎۔ اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ ۴۳؎

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴿۲۶﴾ السجدۃ

۲۶ اللہ! کہ اس کے سوا کوئی لائق پرستش نہیں عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ ۴۴؎

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

۲۷ اس نے (سلیمان نے) کہا ہم دیکھ لیتے ہیں تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ ۴۵؎

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ
مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

۲۸ یہ میرا خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دے ۴۶؎۔ پھر ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ۴۷؎

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾

۲۹ اس (ملکہ) نے کہا اے اہلِ دربار! میرے پاس ایک نامۂ گرامی ڈال دیا گیا ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

۳۰ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے۔ ۴۸؎

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

۳۱ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ۴۹؎

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا
حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

۳۲ اس نے کہا اے اہلِ دربار! اس معاملہ میں مجھے رائے دو۔ میں کسی معاملہ کا فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ موجود نہ ہوں۔ ۵۰؎

۳۳؎ سخت سزا سے مراد ممکن ہے پَرنوچنے کی سزا ہو، تاکہ وہ اڑ نہ سکے۔

۳۴؎ واضح حجت سے مراد معقول عذر ہے۔

۳۵؎ سبا ایک قوم کا نام ہے جو یمن میں صنعا سے قریب آباد تھی اور جس کا دارالسلطنت مآرب تھا۔ ہُدہُد نے اس قوم کا حال معلوم کر کے اس کی رپورٹ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کر دی۔ جس سے یہ بات آپ سے آپ واضح ہوگئی کہ وہ سراغ رسانی کے کام میں مشغول رہا اس لئے وقت پر حاضر نہ ہو سکا۔

حضرت سلیمان سبا کی حکومت سے بے خبر تو نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن اس قوم کے حالات تفصیلی طور پر معلوم نہیں تھے، جیسا کہ ہُدہُد کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے، اس لئے ہُدہُد نے اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا۔

۳۶؎ عورت کی حکمرانی پر ہُدہُد کو بھی تعجب ہوا مگر موجودہ دور میں جمہوریت کا راگ الاپنے والی ''بلبلیں'' اس سے خوش ہوں گی۔

۳۷؎ یعنی وافر سروسامان۔

۳۸؎ معلوم ہوتا ہے ملکۂ سبا کا تخت سونے اور جواہرات سے مرصع تھا اس لئے ہُدہُد نے اس کو عظیم الشان تخت کہا۔

۳۹؎ ملکہ سبا اور اس کی قوم آفتاب پرست تھی۔ اور غیر اللہ کی پرستش ہُدہُد کی نظر میں بھی ایک نامعقول بات تھی۔ واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ جب جانور کو قوتِ گویائی عطا کرتا ہے تو وہ شرک کی مذمت کئے بغیر نہیں رہتا، مگر انسان ہے کہ شرک کی باتیں کرتا ہے!

۴۰؎ یہاں ہُدہُد کا بیان ختم ہوا۔ اس موقع پر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ ہُدہُد کوئی عام پرندہ نہیں تھا۔ بلکہ حضرت سلیمانؑ کا خاص تربیت یافتہ پرندہ تھا۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر انسانی شعور بخشا تھا۔ اس لئے یہ ممکن ہوا کہ وہ سبا کے حالات کو سمجھے اور اس سے حضرت سلیمانؑ کو مطلع کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔ جس سے واضح ہوا کہ ایک ہُدہُد انسانی شعور پا کر ہدایت و گمراہی میں تمیز کرتا ہے۔ اور شرک کو باطل اور شیطان کا فریب قرار دیتا ہے۔ مگر انسان ہے کہ باشعور ہو کر بھی بے شعور بنتا ہے۔

۴۱؎ ہُدہُد کے بیان پر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضافہ ہے، جیسا کہ اندازِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس موقع پر سجدہ کرنے کا حکم ہے جو اللہ کے اپنے بیان ہی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ مقصود قوم سبا کے نقشِ قدم پر چلنے والے مشرکوں کو متوجہ کرنا ہے کہ وہ خدائے واحد کو اپنا مسجود کیوں نہیں بناتے جس کی یہ اور یہ صفات ہیں۔

واضح رہے کہ متن میں لفظ **اَلاَّ** استعمال ہوا ہے جس کے معنی کیوں نہیں کے بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ لسان العرب ج ۱۵ ص ۴۳۴ میں بیان ہوئے ہیں، اس لئے ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

۴۲؎ آسمانوں کی پوشیدہ چیزوں کی واضح مثال تو بارش ہے جو بادلوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے، اسی طرح بجلی اور دن کی روشنی۔ اور موجودہ سائنس نے تو آسمان کی کئی پوشیدہ چیزوں کا انکشاف کیا ہے۔ مثلاً پلیٹو جیسے سیارے، نوری سال (Light Years) کی دوری پر واقع ستارے، کائناتی شعائیں (Cosmic Rays) وغیرہ۔ رہیں زمین کی پوشیدہ چیزیں تو ان کی واضح مثال نباتات ہیں۔ نیز ہر قسم کی معدنیات اور موجودہ دور میں تو زمین نے کالا سونا (تیل کی دولت) (Oil Minerals) بھی اگل دیا ہے اور پلیٹینم (Platinum) اور یورینیم (Uranium) جیسی قیمتی دھاتیں بھی۔

۴۳؎ یعنی جو خدا آسمان اور زمین کی چھپی چیزوں کو جانتا اور باہر لاتا ہے وہ تم لوگوں کے ظاہر و باطن کو بھی جانتا ہے۔ پھر جو خدا غیب کا علم رکھتا ہے اور غیب کی چیزوں میں تصرف بھی کرتا ہے وہ تمہارے سجدوں اور تمہاری پرستش کا مستحق ہے یا سورج اور پتھر کے بت جو نہ کچھ جانتے ہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہیں؟

۴۴؎ یہ آیتِ سجدہ ہے۔ تلاوت کرنے والے اور سننے والے کو چاہئے کہ وہ فوراً سجدہ کرے، جو درحقیقت اس بات کا اظہار ہے کہ وہ عرشِ عظیم کے رب ہی کو اپنا مسجود و معبود بنائے ہوئے ہے۔

اس موقع پر سجدہ اس لحاظ سے بھی برمحل ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں متعدد واقعات ایسے بیان ہوئے ہیں کہ اگر عقل پر ایمان کی گرفت مضبوط نہ ہو تو وہ کیوں اور کیسے اور ممکن اور ناممکن کی بحث ہی میں الجھ کر رہ جائے گی۔ قرآن نے بعض مقامات پر عقل کا امتحان لینا چاہا ہے جو سچے مؤمن ہوتے ہیں ان کی عقل ایسے نازک موقع پر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے اور یہ صفت اس کو عقل پرستی سے ممتاز کرتی ہے۔

۴۵۔ حضرت سلیمان کا ہُدہُد کو یہ جواب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ہُدہُد سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سلیمانؑ کے لئے معجزہ کا ظہور تھا۔

۴۶۔ واضح ہوا کہ یہ ہُدہُد نامہ بری کی خدمت بھی انجام دیتا تھا۔

۴۷۔ یعنی خط ڈال کر فوراً واپس نہ آ بلکہ کسی گوشہ سے دیکھتا رہ کہ وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔

۴۸۔ ملکۂ سبا نے اس خط کو قابلِ احترام سمجھا۔ جس کی ایک وجہ تو یہ رہی ہوگی کہ یہ کسی سفیر کے بغیر پرندہ کی نامہ بری کے ذریعہ مل گیا تھا۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ خط شام و فلسطین کی عظیم الشان سلطنت کے مشہور اور جلیل القدر بادشاہ حضرت سلیمانؑ کی طرف سے تھا۔ اور سب سے بڑی وجہ خط کا نفس مضمون اس کے وقیع ہونے کی شہادت دے رہا تھا۔ چنانچہ اس کا آغاز ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوا تھا۔ جو ایک ایسا بابرکت کلمہ ہے کہ معرفتِ الٰہی کے دروازے اسی کنجی سے کھلتے ہیں۔ اور یہ اسی کلمہ کی برکت ہے کہ ملکۂ سبا پر راہِ حق کھل گئی جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

حضرت سلیمان کے قلم سے نکلا ہوا یہ کلمہ درحقیقت وحی الٰہی ہے، جس کو قرآن نے اس طرح محفوظ کر لیا ہے کہ اس کا آغاز ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتا ہے۔ پھر ہر سورہ کے لئے یہ تاجِ مکلّل ہے، بجز سورۂ توبہ کے جو ایک بے تاج بادشاہ ہے شمشیرِ عریاں لئے ہوئے۔

حضرت سلیمانؑ کے خط سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ دعوتی اور تبلیغی خطوط کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی جانی چاہئے۔

۴۹۔ ایک طرف حضرت موسیٰ کو یہ ہدایت ہوئی تھی کہ فرعون کے پاس جاؤ تو اس سے نرمی سے بولو۔ اور دوسری طرف حضرت سلیمان کا یہ اسوہ پیش کر رہا ہے کہ انہوں نے ملکۂ سبا کو دعوتی خط لکھا تو چیلنج کا انداز اختیار کیا کہ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ دکھاؤ اور سیدھے مسلم بن کر میرے پاس آجاؤ۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان فرمانروا ہونے کی حیثیت سے حکومتی سطح پر دعوت پیش کر رہے تھے جب کہ حضرت موسیٰ کو اقتدار حاصل نہیں تھا۔

معلوم ہوا کہ ایک طاقتور اسلامی حکومت کسی مشرک حکومت کو چیلنج کے انداز میں اسلام کی دعوت پیش کر سکتی ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں جو ممالک فتح ہوئے، ان کو چیلنج کے انداز ہی میں دعوت پیش کی گئی تھی۔ یعنی یا تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دے کر اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کرو یا پھر تلوار فیصلہ کر دے گی۔

یہ بات کہ، مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ'' دوٹوک الفاظ میں قبولِ اسلام کی دعوت تھی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت سلیمان کے پیشِ نظر نہ ملک گیری تھی اور نہ شان و شوکت کی فضول نمائش، بلکہ ایک عظیم مقصد تھا اور وہ تھا اسلام کی اشاعت اور اس کا حکومتی سطح پر استحکام۔

اس سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ ایک اسلامی حکومت کو چاہئے کہ اس کو مقصد کی حیثیت سے سامنے رکھے، اور اس کے لئے اپنے وسائل استعمال کرے۔ اسلام کا بے لاگ نظریہ یہی ہے کہ کسی بھی ملک میں شرک کو اقتدار حاصل نہ ہو۔ کیوں کہ جب حکومت کی مشینری شرک کو پھیلانے میں لگ جاتی ہے، تو عوام بُری طرح گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی بہبود کے لئے ان کو شرک کے تسلط سے آزاد کرنا یا کم از کم اسلامی حکومت کے زیر اثر لانا بہت ضروری ہے۔ (مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ توبہ، نوٹ ۵۷۔)

۵۰۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہیں کہ ملکۂ سبا کی حکومت جمہوری حکومت تھی، کیوں کہ بادشاہ بھی اپنے وزیروں سے یا اہل دربار سے مشورہ کرتے رہے ہیں۔ فرعون نے بھی اپنے درباروالوں سے مشورہ کیا تھا۔ (سورۂ شعراء: ۲۵)

اس لئے سبا کی حکومت شخصی حکومت ہی تھی۔

جب وہ (سفیر) سلیمان کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کیا تم لوگ مال سے
میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اللہ نے جو کچھ دیا ہے وہ اس سے کہیں بہتر
ہے جو تم لوگوں کو دیا ہے۔ مگر تم لوگ ہو کہ اپنے ہدیہ پر نازاں ہو۔ واپس
جاؤان کے پاس۔ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے کہ وہ مقابلہ نہیں کر
سکیں گے اور ہم ان کو وہاں سے اس طرح ذلت کے ساتھ نکالیں گے کہ
وہ پست ہو کر رہ جائیں گے۔ (القرآن)

قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾

۳۳ انہوں نے کہا ہم طاقتور ۵۱؎ اور سخت جنگ آور ہیں ۵۲؎۔ مگر فیصلہ آپکے اختیار میں ہے ۵۳؎۔ دیکھئے آپ کیا حکم دینا چاہتی ہیں۔ ۵۴؎

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾

۳۴ اس (ملکہ) نے کہا بادشاہ جب کسی آبادی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو درہم برہم کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ ۵۵؎

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾

۳۵ میں ان کے پاس ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر آتے ہیں۔ ۵۶؎

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾

۳۶ جب وہ (سفیر) سلیمان کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اللہ نے جو کچھ دیا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم لوگوں کو دیا ہے۔ مگر تم لوگ ہو کہ اپنے ہدیہ پر نازاں ہو۔ ۵۷؎

ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾

۳۷ واپس جاؤ ان کے پاس۔ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ہم ان کو وہاں سے اس طرح ذلت کے ساتھ نکالیں گے کہ وہ پست ہو کر رہ جائیں گے۔ ۵۸؎

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾

۳۸ سلیمان نے کہا اے اہل دربار! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لاتا ہے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مسلم ہو کر حاضر ہوں۔ ۵۹؎

قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾

۳۹ جنوں میں سے ایک عفریت نے کہا ۶۰؎۔ میں اسے قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں حاضر کر دوں گا۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔ ۶۱؎

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾

۴۰ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس کو آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کئے دیتا ہوں ۶۲؎۔ جب سلیمان نے دیکھا کہ وہ اس کے سامنے رکھا ہوا ہے ۶۳؎، تو پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے ۶۴؎، تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ اور جو شکر کرتا ہے تو اس کا شکر کرنا اسی کے لئے مفید ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور کریم ہے۔ ۶۵؎

۵۱ ۔ مراد فوجی طاقت ہے۔

۵۲ ۔ یعنی جنگ سے گھبرانے والے نہیں بلکہ اس کے لئے مستعد رہنے والے لوگ ہیں۔

۵۳ ۔ فیصلہ کا اختیار ملکہ ہی کو تھا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ سبا کی حکومت شخصی حکومت تھی۔

۵۴ ۔ یعنی ہم نے اپنا رجحان ظاہر کر دیا اب فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔ لہٰذا آپ ہی غور فرمائیں کہ کیا کرنا مناسب ہوگا۔

۵۵ ۔ مطلب یہ ہے کہ ایک بادشاہ سے جنگ کرنے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ ہماری شکست ہو، تو پھر قوم کو تباہی کا اور ہم کو سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا، اس لئے جنگ کو ٹالنا ہی بہتر ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملکہ عورت ہونے کے باوجود مردوں سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتی تھی۔ عورتیں اقتدار کو سنبھالنے اور عدالتی فیصلے کرنے کی نسبتاً کم صلاحیت رکھتی ہیں، کیوں کہ ان پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ کوئی ایسا قاعدۂ کلیہ نہیں ہے کہ کوئی عورت بھی اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے بھی زیادہ سوجھ بوجھ والی ہوتی ہیں اور بعض مرد عورتوں سے بھی کم فہم ہوتے ہیں۔ ملکۂ سبا کی معاملہ فہمی اور دور بینی یقیناً اس کے درباروالوں سے بڑھ کر تھی اور یہ ایک استثنائی صورت ہے۔

۵۶ ۔ ملکہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس وقت قاصدوں کا ایک وفد ہدیہ لے کر سلیمان کی خدمت میں پہنچ جائے اور دیکھیں کہ وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ممکن ہے اس سے دوستانہ تعلقات کی کوئی صورت نکل آئے۔

۵۷ ۔ ملکہ سبا نے بیش بہا ہدیہ کے ساتھ ایک سفارتی وفد حضرت سلیمان کے پاس بھیجا۔ لیکن حضرت سلیمان نے ہدیہ قبول نہیں کیا۔ کیوں کہ یہ ہدیہ اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ سبا کے اصحابِ اقتدار کو آپ نے قبول اسلام کی جو دعوت دی تھی اس سے آپ دستبردار ہو جائیں اور خیر سگالی کے تعلقات پر اکتفا کریں۔ جب کہ حضرت سلیمان اس پوزیشن میں تھے کہ طاقت کے ذریعہ مشرکانہ اقتدار کو ختم کر کے قومِ سبا کو شرک کی گرفت سے آزاد کریں۔

سبا والوں کی اپنی دولت اور اپنی شان وشوکت پر بڑا ناز تھا۔ اس لئے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سے کہیں زیادہ اور بہتر نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس لئے مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے لالچ میں، ایک مشرکانہ ریاست کے وجود کو برداشت کروں۔

۵۸ ۔ حضرت سلیمان ایک مشرکانہ حکومت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ کیوں کہ اس زمانہ میں رعایا بالعموم بادشاہ کے مذہب پر ہوا کرتی تھی۔ اس لئے کسی قوم کو گمراہی سے نکالنے کے لئے ضروری تھا کہ فاسد اور باطل اقتدار سے اس کو آزاد کر دیا جائے۔ اور حضرت سلیمان تو زبردست طاقت کے مالک تھے اس لئے انہوں نے اپنے مقام سے بات کی اور اس طرح بات کی کہ ان کا غضب ایک مشرکانہ اور طاغوتی حکومت پر ٹوٹ رہا تھا۔ ان کا یہ غضب طاقت کے گھمنڈ میں نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ شرک کا زور ٹوٹے اور لوگوں کو ہدایت نصیب ہو۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اسلامی حکومت کے پیش نظر ایک اعلیٰ مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی مناسبت سے ضروری اقدام کرتی ہے۔ اس لئے یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ اس کی جنگیں مدافعت کی حد تک ہی ہوتی ہیں۔ اگر اسلام میں صرف مدافعانہ جنگ کی اجازت ہوتی تو حضرت سلیمان سبا کی حکومت کے خلاف فوجی کارروائی کرنے کا ارادہ ظاہر نہ فرماتے۔

۵۹ ۔ بین السطور سے یہ بات واضح ہے کہ وفد واپس چلا گیا، اور اس نے جب ملکہ کو حضرت سلیمان اور ان کی امتیازی شان رکھنے والی حکومت کے بارے میں آگاہ کیا تو وہ بنفس نفیس حضرت سلیمانؑ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوگئی۔ اور جب حضرت سلیمانؑ کو اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کا تخت اس کی آمد سے پہلے منگوانا چاہا، تاکہ اس کے سامنے ایک معجزہ کا ظہور ہو جو ان کی نبوت کی دلیل بنے۔

۶۰ ۔ عفریت یعنی ایک زبردست طاقت رکھنے والا۔

۶۱۔ جنّ زمین سے آسمان تک پرواز کرتے ہیں۔اس لئے ان کی رفتار کو ہم انسان کی رفتار پر اور ان کی طاقت کو انسان کی طاقت پر قیاس نہیں کر سکتے۔ عفریت نے دربار برخاست ہونے سے پہلے ملکۂ سبا کے تخت کو حاضر کرنے کی پیش کش تو کی اور یہ بھی کہا کہ میں اس امانت میں کوئی خیانت نہیں کروں گا۔یعنی قیمتی تخت کو جوں کا توں لے آؤں گا۔لیکن حضرت سلیمانؑ نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ یہ کام ایک جن سے لیا جائے۔

۶۲۔ کتاب سے کتابِ الٰہی یعنی تورات مراد ہے، کیوں کہ کوئی اور معنیٰ لینے کیلئے کوئی قرینہ نہیں ہے۔اور ''جس کے پاس کتاب کا علم تھا'' سے مراد حضرت سلیمان کے دربار کا وہ شخص ہے جو تورات کا بڑا عالم اور اس میں گہری بصیرت رکھنے والا تھا۔وہ سمجھ گیا کہ حضرت سلیمان معجزہ کے ذریعہ ملکہ کا تخت منگوانا چاہتے ہیں اور اس کیلئے ایک انسان کو واسطہ بنانا چاہتے ہیں۔اس لئے اس نے اس خدمت کیلئے اپنے کو پیش کیا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ معجزہ اللہ کے اذن سے ظہور میں آتا ہے اور اس کے ظہور کیلئے زماں اور مکاں کے فاصلے کوئی معنیٰ نہیں رکھتے اس لئے اس نے کہا میں اسے آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر سکتا ہوں مطلب یہ تھا کہ جب آپ کے ہاتھوں ایک معجزہ صادر ہونے جا رہا ہے تو وہ ایک لمحہ میں صادر ہو سکتا ہے۔اور میں اس خدمت کو انجام دینے کے لئے بالکل مستعد ہوں۔

حضرت سلیمان یہ معجزہ کسی آدمی کو ذریعہ بنائے بغیر دکھا سکتے تھے۔لیکن انہوں نے تورات کے سب سے بڑے عالم کو یہ شرف بخشا کہ اس معجزہ کے ظہور کے لئے وہ واسطہ بن جائیں۔بالفاظ دیگر یہ درحقیقت حضرت سلیمان ہی کا کارنامہ تھا جو اللہ کے اذن سے اسی طرح ظہور میں آیا۔جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں مختلف معجزے صادر ہوئے۔فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے معجزانہ طریقہ پر تخت منگوانے کی خدمت تورات کے ایک جید اور ممتاز عالم سے لی جوان کے دربار میں موجود تھا۔

بعض مفسرین کے نزدیک ''جس کے پاس کتاب کا علم تھا'' سے مراد اللہ کے اسم اعظم کا علم ہے۔یعنی وہ شخص اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کو جانتا تھا۔اس لئے اس نے اس کے ذریعہ تخت کو حاضر کیا۔اور پھر اس بحث میں پڑ گئے کہ اللہ کا اسمِ اعظم کیا ہے؟ اس طرح اسم اعظم کو ایک معمہ بنا دیا گیا، حالانکہ کہ خدا کا اسم اعظم کوئی راز نہیں ہے بلکہ ایک واضح حقیقت ہے اور وہ ہے اسم ''اللہ'' یہ اسم ذات ہے اور قرآن میں اس کثرت سے اس کا ذکر ہوا ہے کہ اس کو چھوڑ کر کسی اسم اعظم کی تلاش کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔یہ کس طرح باور کیا جا سکتا ہے کہ قرآن اسم اعظم سے خالی ہے۔اور بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورۂ اخلاص، جن میں ذات واحد کی معرفت بخشی گئی ہے اور اس بنا پران کی خاص فضیلت بھی ہے، اسم اعظم سے خالی ہیں۔اسی طرح یہ بات بھی کس طرح تسلیم کی جا سکتی ہے کہ اذکار مسنونہ میں رب کی حمد وثنا کے بہترین کلمات تو موجود ہیں لیکن اسم اعظم غائب ہے۔واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ عملیات کے گورکھ دھندے میں پھنس گئے ہیں انہوں نے ''اسم اعظم'' ہی کا سہارا لیا ہے۔اور علامہ سید سلیمان ندوی نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ''اسم اعظم'' کا تخیل ایک جاہلانہ اور غیر شرعی تخیل ہے۔(ارض القرآن ج ۱ ص ۲۷۰)

۶۳۔ یعنی تخت اسی لمحہ آموجود ہوا۔یمن اور بیت المقدس کے درمیان تقریباً ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔اس لئے بظاہر یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ اتنے دور کے فاصلے سے ملکہ کا تخت ایک لمحہ کے اندر سلیمان کے دربار میں پہنچ گیا۔لیکن جو لوگ اللہ کے قادر مطلق ہونے پر یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔اللہ تعالیٰ جب کوئی معجزہ اپنے نبی کے ہاتھ پر دکھانا چاہتا ہے تو عام قوانینِ طبعی اس میں رکاوٹ نہیں بنتے۔حضرت موسیٰ کی لاٹھی زمین پر ڈالتے ہی سانپ بن جایا کرتی تھی۔حضرت صالح کے لئے غیر معمولی اونٹنی کا ظہور یکا یک ہوا تھا اور نبی ﷺ نے مکہ سے بیت المقدس کا طویل سفر ایک رات میں طے کیا تھا۔پھر اس طبعی دنیا میں بھی بعض چیزیں بہت تیز رفتار ہیں۔مثلاً روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سکینڈ کی رفتار سے سفر طے کرتی ہے۔اور مقناطیس (Magnet) کے بل پر آواز ہزاروں میل کی دوری پر آناً فاناً پہنچ جاتی ہے۔جو خدا اپنی قدرت کے یہ کرشمے دکھاتا ہو اس کیلئے اپنے نبی کے ہاتھ پر یہ نشان ظاہر کر دینا کیا مشکل ہے، کہ ایک تخت ایک لمحہ کے اندر طویل فاصلہ طے کر کے سلیمان کے

دربار میں کھینچ آئے؟

۶۴؎ تخت کے غیر معمولی طریقہ سے دربار میں پہنچ جانے پر سلیمانؑ نے یہ نہیں کہا کہ یہ میرا کارنامہ ہے، بلکہ اس کو اللہ کا فضل قرار دیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کی بادشاہت عام بادشاہوں سے کتنی مختلف تھی۔

۶۵؎ یعنی میرا رب کسی کے شکریہ کا محتاج نہیں ہے اس کی شان بڑی کریمانہ ہے۔ لہٰذا جو ناشکری کرتا ہے وہ اپنے ہی حق میں بُرا کرتا ہے۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ
مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾

۴۱ سلیمانؑ نے حکم دیا ملکہ کے لئے اس کے تخت کی شکل بدل دو دیکھیں وہ ہدایت پاتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو ہدایت نہیں پاتے۔۶۶؎

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ
هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾

۴۲ جب وہ حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا گویا کہ وہی ہے۔اور ہم کو اس سے پہلے ہی علم حاصل ہو گیا تھا اور ہم مسلم تھے۔۶۷؎

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ
مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾

۴۳ اور اس کو روک رکھا تھا غیر اللہ کی پرستش نے جو وہ کیا کرتی تھی۔ وہ ایک کافر قوم میں سے تھی۔۶۸؎

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً
وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ
قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ۧ

۴۴ اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو جاؤ۔اس نے جب دیکھا تو سمجھی کہ گہرا پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔سلیمان نے کہا یہ محل ہے شیشوں سے جڑا ہوا۔وہ پکار اٹھی اے میرے رب! میں اپنے نفس پر ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اپنے کو اللہ رب العالمین کے حوالہ کر دیا۔۶۹؎

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

۴۵ اور ہم نے ثمود کی طرف ۷۰؎ ان کے بھائی صالح کو (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو یکا یک وہ دو فریق بن کر جھگڑنے لگے۔۷۱؎

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ
لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

۴۶ اس نے کہا اے میری قوم کے لوگوں! بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی مچاتے ہو؟ اللہ سے مغفرت کیوں نہیں طلب کرتے کہ تم پر رحم کیا جائے۔۷۲؎

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾

۴۷ انہوں نے کہا ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو باعثِ نحوست خیال کرتے ہیں۔اس نے جواب دیا تمہارا شگون اللہ کے پاس ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمہاری آزمائش ہو رہی ہے۔۷۳؎

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾

۴۸ اور شہر میں نو جتھے والے تھے جو زمین میں فساد برپا کرتے اور اصلاح کا کوئی کام نہ کرتے۔۷۴؎

۶۶۔ تخت کی شکل کو بدلنے کا حکم ایک خاص مقصد کے پیش نظر دیا گیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ ملکہ کو دعوتِ فکر دی جائے۔ اگر وہ شناخت کر لیتی ہے کہ ظاہری تبدیلی کے باوجود یہ تخت اُسی کا ہے، تو اس کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہو جانا چاہئے کہ میرا تخت یہاں آ کیسے گیا؟ اس سوال پر جب وہ غور کرے گی تو اس پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ حضرت سلیمان کا معجزہ ہے، جو ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔ اس طرح وہ ہدایت پا سکتی ہے۔ اگر اس نے اپنے تخت کو نہیں پہچانا تو واضح ہو گا کہ وہ غور و فکر نہیں کرتی، اور جو غور و فکر نہیں کرتا وہ ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

یہاں یہ فقہی بحث فضول ہے کہ ملکہ کی ملکیت میں تصرف کرنا حضرت سلیمان کے لئے کس طرح جائز ہوا؟ یہ سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے اذن ہی سے ظہور میں آتا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے وہ بندوں کی ملکیت میں بھی تصرف فرماتا ہے۔ حضرت صالح کی اونٹنی کے لئے پانی کی باری ایسی مقرر کر دی کہ ایک دن پانی کے تمام کنویں اور چشمے اس کیلئے مخصوص ہوں گے۔ اور قوم کو اپنے کنوؤں اور چشموں سے پانی لینے کی اجازت نہیں ہو گی۔ اسی طرح ملکۂ سبا کا تخت اپنے پاس منگوانے اور اس میں تغیر کرنے کا اختیار حضرت سلیمان کو حاصل تھا، تا کہ ایک معجزہ ظہور میں آئے۔ یہ کام ملکہ کی ہدایت کی غرض سے کیا گیا تھا نہ کہ تخت کے ہیرے جواہرات حاصل کرنے کی غرض سے!

۶۷۔ ملکہ نے اپنے تخت کو پہچان لیا مگر اس کی شکل قدرے تبدیل کر دی گئی تھی اس لئے کہا گویا کہ وہی ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا اعتراف کیا کہ حضرت سلیمان کے معجزانہ کارناموں کا ہمیں پہلے ہی سے علم ہو گیا تھا اور ہم دینِ اسلام کو قبول کر کے مسلم ہو گئے تھے۔

ملکہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی وفد کی رپورٹ سن کر ہی اسلام کے معترف ہو گئے تھے۔ لیکن ابھی اپنی قوم کے سامنے کھل کر اپنے مسلم ہونے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اور نہ ابھی ایمان کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

حضرت سلیمان نے جو خط اس کو بھیجا تھا اس میں یہی کہا گیا تھا کہ وہ مسلم ہو کر ان کے پاس حاضر ہو جائے۔ اس لئے ملکہؑ نے یہ سفر قبول اسلام کا فیصلہ کرنے کے بعد ہی کیا ہو گا۔

۶۸۔ یعنی ملکہ اسلام کی معترف تو ہو گئی تھی لیکن اس نے کھل کر اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کیوں کہ وہ ایک مشرکانہ مذہب سے تعلق رکھتی تھی اور ایک کافر قوم کی سربراہ تھی۔ اُس مذہب کو ترک کر کے اسلام میں داخل ہونا اس کے لئے آسان نہ تھا۔ لیکن جب وہ اس ماحول سے نکل آئی اور حضرت سلیمان کے پاس پہنچ گئی تو وہاں اسے اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے کا موقع مل گیا۔

۶۹۔ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کو اس کی فکری غلطی اور اعتقادی گمراہی کا احساس دلانے کے لئے ایک شیش محل تعمیر کرایا تھا، جس کا فرش شفاف کانچ کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا۔ دیکھنے سے دھوکا ہوتا تھا کہ یہ پانی ہی پانی ہے۔ اس لئے ملکہ نے اس میں سے گذرنے کے لئے اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑے ہٹا دیئے تا کہ وہ پانی میں بھیگ نہ جائیں۔ حضرت سلیمان نے کہا یہ شیشوں سے جڑا ہوا محل ہے۔ اس پر وہ فوراً چونک پڑی اور اس کا ذہن اس بات کی طرف منتقل ہوا کہ انسان اگر غور نہ کرے تو ظاہری چیز کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے، جب کہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ کائنات کے یہ مظاہر سورج چاند وغیرہ بھی خدا نہیں ہیں۔ بلکہ خدا وہ ہے جس کا نور پوری کائنات میں جلوہ گر ہے۔ جب یہ حقیقت اس پر کھل گئی تو اسے اپنی اس گمراہی کا احساس ہوا کہ وہ شرک میں مبتلا رہی ہے۔ اس لئے اس نے اپنے رب کے حضور اس گناہ کا اعتراف کیا۔

اب اسلام اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔ اس لئے اس نے پورے شعور اور پورے یقین کے ساتھ اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اس طرح حضرت سلیمانؑ کی حکمت عملی اس کی ہدایت کا سبب بنی۔

رہا یہ سوال کہ حضرت سلیمان نبی تھے اور انبیاء علیہم السلام پُرتکلف زندگی نہیں گذارتے۔ پھر حضرتِ سلیمان نے محل کس طرح تعمیر کر دیا؟ تو واقعہ یہ ہے کہ اولاً یہ سب کچھ دعوتی اغراض کے لئے اور اسلام کے سیاسی مصالح کے پیش نظر کیا گیا تھا، نہ کہ دادِ عیش دینے کے لئے یا فخر و نمائش کے لئے۔ ثانیاً حضرت سلیمان کو

غیر معمولی وسائل حاصل ہو گئے تھے، یہاں تک کہ جنوں سے خدمت لینا بھی ان کے لئے ممکن ہو گیا تھا۔اس لئے انہوں نے ان وسائل کو بیت المقدس کی شاندار تعمیر اور پرشکوہ سرکاری محل بنوانے کے لئے استعمال کیا جس کا کوئی بار غریبوں پر نہ پڑا تھا۔انہوں نے یہ تعمیرات غریبوں کی حق تلفی کر کے نہیں بنائی تھیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت کے جو خزانے عطا کئے تھے، ان کو انہوں نے دین کے اعلیٰ مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ثالثاً ایک نبی کی سیرت کا یہ نمونہ سامنے آیا کہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر رہتے ہوئے ایک شاندار حکومت بھی چلائی جاسکتی ہے۔کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ کسی بھی نبی کے لئے وسائل کی فراوانی نہیں ہوئی، اور نہ کوئی نبی تخت سلطنت پر بیٹھ کر صلاح و تقویٰ کا نمونہ پیش کر سکا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ملکہ اپنے ملک کو لوٹ گئی یا نہیں اس کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔کیوں کہ اس کا مقصد تاریخ بیان کرنا نہیں بلکہ شرک کی تردید میں ایک اہم تاریخی واقعہ کو پیش کرنا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ تخت و تاج پانے والی ایک خاتون بھی جب کھلے ذہن سے خدا کی نشانیوں پر غور کرتی ہے تو اس پر شرک کا باطل ہونا، اور توحید کا حق ہونا واضح ہو جاتا ہے۔اور وہ پورے یقین کے ساتھ اسلام میں داخل ہو جاتی ہے۔کوئی یہ خیال نہ کرے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت سے مفلوک الحال لوگ ہی متاثر ہوتے رہے ہیں، بلکہ ایسا بھی ہوا ہے کہ اصحابِ اقتدار دعوت کو قبول کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ہیں۔

بائبل میں البتہ یہ صراحت ہے کہ ملکۂ سبا اپنے ملک کو واپس لوٹ گئی تھی۔

''اور وہ لوٹ کر اپنے ملازموں سمیت اپنی مملکت کو چلی گئی''۔(۲:تواریخ ۹:۱۲)

بہر حال ملکۂ سبا سے حضرت سلیمان کے نکاح کا ذکر نہ قرآن میں ہوا ہے اور نہ حدیث میں اور نہ ہی بائبل میں۔اور قرین قیاس یہی ہے کہ وہ اپنے ملک کو واپس لوٹ گئی ہوگی تا کہ وہ اپنی قوم کو خدا پرستی کی دعوت دے۔اور حضرت سلیمانؑ نے سبا کے خلاف لشکر کشی کا جو ارادہ کیا تھا اسے اسی صورت میں ترک کیا ہوگا۔ جب کہ سبا کی حکومت ان کے ماتحت آ گئی ہوگی۔

بعض لوگ ملکۂ سبا کے واقعہ کو عورت کے سربراہی کے جواز میں پیش کرتے ہیں۔اُن کا استدلال یہ ہے کہ حضرت سلیمان نے ملکہ کو قبول اسلام کے بعد اپنے منصب پر برقرار رکھا۔اول تو اس بات کی تائید میں کوئی نصِ قرآنی نہیں ہے کہ ملکہ اپنے ملک کو واپس لوٹ گئی اور بدستور ملکہ رہی، کہ وہ بنائے استدلال بن سکے۔ دوسرے یہ کہ حضرت سلیمان نے اس کو سربراہی کا مقام عطا نہیں کیا تھا بلکہ اسکی قوم نے اس کو سربراہ بنایا تھا۔تیسرے یہ کہ اس کی قوم کافر اور مشرک تھی اور ملکہ کے ہدایت پانے کے بعد اس کو اپنی قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنایا جا سکتا تھا۔اس لئے اس عظیم دعوتی و اصلاحی مصلحت کے پیش نظر ایک ایسی خاتون کو جس نے پورے شعور کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔اپنے منصب پر برقرار رکھا گیا ہو تو یہ ایک استثنائی صورت ہی ہو سکتی ہے۔اس کو شریعت کا عام حکم سمجھنا صحیح نہیں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تو تکمیلی شریعت ہے جس میں پردے وغیرہ کے احکام بھی دیئے گئے ہیں، اس لئے ان کی پابندی کرتے ہوئے عورت کا سربراہِ مملکت بننا کوئی قابل عمل (Feasible) بات نہیں ہے۔

۷۰۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۱۱۵ تا ۱۲۶ اور سورہ فجر، نوٹ ۱۲، ۱۳۔

۷۱۔ یعنی حضرت صالح کی دعوت توحید خالص اور خدائے واحد کی عبادت کی دعوت تھی۔یہ دعوت اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایسی تھی کہ نزاع کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، لیکن جب انہوں نے دعوت پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی۔ایک نے دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کیا۔اس طرح توحید اور شرک اور ایمان اور کفر کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی۔انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر دعوت کو حکیمانہ طریقہ پر پیش کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ مگر جب انہوں نے شرک اور بت پرستی پر ضرب لگائی ہے اور خدائے واحد ہی کو لائق پرستش قرار دیا ہے تو ان کی مخالفت میں ایک طوفان اٹھتا رہا، مگر ساتھ ہی ایک گروہ ایسا بھی نکلتا رہا جس نے ان کی دعوت پر لبیک کہا۔یہ گروہ اگر چہ تعداد کے لحاظ سے قلیل رہا ہے لیکن اوصاف کے لحاظ سے سوسائٹی کا مکھن ثابت ہوا ہے۔اور یہی وہ مثبت نتیجہ ہے جو دعوت کا اصل مقصود ہے اور ایسے ہی لوگوں سے جنت کی سوسائٹی تشکیل پانے والی ہے۔

موجودہ دور میں دعوت اسلامی کو پیش کرنے والوں کی بڑی تعداد ایسی ہے، جو شرک اور بت پرستی پر ضرب کاری لگانے سے کتراتی ہے۔اور اس کشمکش کو مول لینے کے لئے آمادہ نہیں ہوتی جو توحید کی بے لاگ دعوت پیش کرنے کے نتیجہ میں برپا ہوتی ہے۔اسی لئے ان کی دعوت زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔

۷۲۔ یعنی جلد بازی سے کام لے کر تم حق کو جھٹلا رہے ہو اور اپنے بُرے انجام کو دعوت دے رہے ہو۔لیکن اگر سنجیدگی سے غور کرو تو تم پر حق واضح ہو سکتا ہے اور تمہیں اپنے گناہ کا احساس ہو سکتا ہے۔پھر تم اللہ سے معافی کے خواستگار اور اس کی رحمت کے مستحق بن سکتے ہو۔

۷۳۔ حضرت صالح کی بعثت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آفتیں نازل ہونے لگیں، تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگ بیدار ہوں اور رسول کی دعوت پر کان دھریں۔تو اس آزمائش کی انہوں نے یہ توجیہ کی کہ یہ صالح اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے۔حضرت صالح نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمہاری قسمت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔یہ جو کچھ پیش آ رہا ہے وہ اسی کی طرف سے ہے اور مقصود تمہاری آزمائش ہے۔اس کو دیوی دیوتا کی ناراضگی کا نتیجہ قرار دینا اور توحید کی دعوت دینے والوں کو نحوست خیال کرنا حقیقت کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا ہے۔

۷۴۔ یعنی سوسائٹی میں بگاڑ ہی بگاڑ پیدا کر رہے تھے۔اصلاح کے کسی کام سے انہیں دلچسپی نہیں تھی۔

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾

۴۹ انہوں نے (آپس میں) کہا اللہ کی قسم کھا کر عہد کرلو کہ ہم اس پر (صالح پر) اور اس کے گھر والوں پر شب وخون ماریں گے۔ پھر اس کے وارث سے کہدیں گے کہ ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے۔ اور ہم (اپنے بیان میں) بالکل سچے ہیں۔۷۵؎

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾

۵۰ انہوں نے ایک چال چلی اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی۔ ایسی کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔۷۶؎

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾

۵۱ تو دیکھو ان کی چال کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے ان کو اور ان کی پوری قوم کو تباہ کردیا۔۷۷؎

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾

۵۲ یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں ۷۸؎۔ اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے رہے ۷۹؎۔ اس میں بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔۸۰؎

وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾

۵۳ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور (اللہ سے) ڈرتے تھے۔۸۱؎

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾

۵۴ اور ہم نے لوط کو رسول بنا کر بھیجا ۸۲؎ ۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ کیا تم آنکھوں دیکھے بدکاری کرتے ہو۔ ۸۳؎

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾

۵۵ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے جاتے ہو؟ ۸۴؎ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بڑے جاہل ہو۔۸۵؎

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾

۵۶ مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو ۸۶؎۔ یہ لوگ بڑے پارسا بنتے ہیں۔۸۷؎

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾

۵۷ بالآخر ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو نجات دی بجز اس کی بیوی کے۔ کہ ہم نے طے کردیا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔۸۸؎

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾

۵۸ اور ہم نے ان پر ایک خاص طرح کی بارش برسائی ۸۹؎۔ تو کیا ہی بُری بارش ہوئی ان لوگوں پر جنہیں خبردار کیا جاچکا تھا۔

۷۵۔ شہر کے ان مفسد عناصر نے مل کر یہ منصوبہ بنایا، کہ سب مل کر صالح اور ان کے گھر والوں پر رات کے وقت حملہ کریں گے۔ اور ان کو ہلاک کرنے کے بعد ان کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم موقع واردات پر موجود نہ تھے۔ اس طرح ہم سے قصاص نہیں لیا جا سکے گا۔

واضح رہے کہ قبائلی نظام میں قصاص کا قاعدہ بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ اگر کسی فرد کو قتل کر دیا گیا ہو تو اس کا وارث قاتل سے خون کا مطالبہ کرتا تھا۔ یا تو اسے خون بہا ادا کرنا پڑتا تھا یا پھر اسے قصاص میں قتل کر دیا جاتا تھا۔ اس قاعدہ کی زد سے بچنے کے لئے ان مفسد عناصر نے یہ ترکیب لڑائی کہ سب مل کر قتل کریں گے۔ اور پھر جھوٹ بولیں گے تاکہ خون کا دعویٰ کسی پر نہ کیا جا سکے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آگے جا کر ایسے ہی حالات سے سابقہ پیش آیا۔ مکہ کے مختلف قبیلوں نے مل کر یہ سازش کی، کہ تمام قبیلوں کے سردار مل کر آپ کو قتل کریں گے، تاکہ بنی ہاشم کے لئے خون کا مطالبہ کرنا آسان نہ رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے عین موقع پر آپ کی رہنمائی اس طرح فرمائی کہ آپ خاموشی کے ساتھ مکہ سے نکل گئے۔ اور دشمنوں کی سازش ناکام رہی۔

۷۶۔ یعنی ان کی سازش کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ناکام بنایا، کہ انہوں نے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو وقت مقرر کیا تھا۔ اس سے پہلے ہی ان کو عذاب کی گرفت میں لے لیا۔

۷۷۔ ثمود پر جو عذاب آیا اس کی تشریح سورہ ہود، نوٹ ۱۲۳، ۱۲۴ میں گذر چکی۔

۷۸۔ یعنی حجر کے علاقہ میں ان کے کھنڈر رہ گئے ہیں، جو دیکھنے والوں کے لئے باعث عبرت ہیں۔

۷۹۔ قوم ثمود کے مشرکانہ عمل اور مفسدانہ رویہ کو ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ ظلم کا لفظ قرآن کن معنیٰ میں استعمال کرتا ہے۔

۸۰۔ یعنی جو لوگ جاہل بن کر نہیں رہتے بلکہ حالات و واقعات کا مطالعہ کر کے ان کے حقیقی اسباب کا علم حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے لئے ثمود کے اس واقعہ میں عبرت کی بڑی نشانی ہے۔

۸۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب فیصلہ کن عذاب آیا، جو رسول کی صداقت کی دلیل تھا۔ تو اس کی گرفت میں کافر، مشرک اور مفسد لوگ ہی آ گئے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے ایمان لا کر تقویٰ (خدا خوفی) کی روش اختیار کی تھی وہ اس سے بچا لئے گئے۔

۸۲۔ حضرت لوط کی سرگذشت متعدد سورتوں میں گذر چکی۔ مثلاً سورۂ اعراف، سورۂ ہود وغیرہ۔

۸۳۔ یعنی ایک ایسا فحش کام جس کو کوئی بھی سوجھ بوجھ (Common Sense) رکھنے والا آدمی برائی اور بداخلاقی قرار دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر تم دیدہ و دانستہ یہ گھناؤنا کام کس طرح کر رہے ہو؟

۸۴۔ یہ لوگ ہم جنسی (لواطت) کے مرض میں مبتلا تھے۔ عورتوں کو انہوں نے چھوڑ رکھا تھا اور مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے تھے۔ مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۂ ہود نوٹ ۱۲۹۔

۸۵۔ یعنی تم لوگ بڑے بے عقل ہو کہ صریح حماقت کے کام کرتے ہو۔ جہل کا لفظ کبھی علم کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی عقل کے مقابلہ میں۔ یہاں اس دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۸۶۔ وہ اپنی بستی میں ایک ایسے شخص کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے، جو ان کا سچا خیر خواہ تھا اور ان کی اصلاح کے لئے کوشاں تھا۔ اس سے ان کی مفسدانہ ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۸۷۔ یہ طنز تھا لوط اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں پر جو پاکیزگی اختیار کرنے پر زور دے رہے تھے۔

۸۸۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ ہود، نوٹ ۱۱۷۔

۸۹۔ یعنی پتھروں کی بارش۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ ہود، نوٹ ۱۱۹۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ
خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۵۹

۵۹ کہو حمد ہے اللہ کے لئے اور سلام ہے اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے چن لیا ۹۰؎۔ (ان سے پوچھو) اللہ بہتر ہے یا وہ جن کو یہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں؟ ۹۱؎

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَاۗئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ
لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝۶۰ۭ

۶۰ (معبود یہ ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ اور اس کے ذریعہ پُر رونق باغ اُگائے، جن کے درختوں کو اُگانا تمہارے لئے ممکن نہ تھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ ۹۲؎ نہیں بلکہ یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ
لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۱ۭ

۶۱ وہ جس نے زمین کو جائے قرار بنایا ۹۳؎۔ اور اس کے درمیان دریا جاری کئے اور اس میں پہاڑ کھڑے کر دیئے اور دو سمندروں کے درمیان پردہ حائل کر دیا ۹۴؎۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ نہیں بلکہ ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ ۹۵؎

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ
وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۲ۭ

۶۲ وہ جو بے قرار کی فریاد سنتا ہے جب کہ وہ اس کو پکارتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے ۹۶؎۔ اور تمہیں زمین میں با اختیار بناتا ہے ۹۷؎۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ تم لوگ کم ہی یاددہانی حاصل کرتے ہو۔ ۹۸؎

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ
الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ
تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۳ۭ

۶۳ وہ جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے ۹۹؎۔ اور جو اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری لئے ہوئے بھیجتا ہے ۱۰۰؎۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ بہت برتر ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ ۱۰۱؎

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ
السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶۴

۶۴ وہ جو پیدائش کی ابتداء کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرے گا اور جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ کہو اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ۱۰۲؎

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝۶۵

۶۵ (ان سے) کہو آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی ایسا نہیں جو غیب کا علم رکھتا ہو سوائے اللہ کے ۱۰۳؎۔ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ ۱۰۴؎

۹۰۔ اوپر جو سرگذشتیں بیان ہوئیں ان کا اختتام اللہ کی حمد اور برگزیدہ بندوں کے لئے سلام پر ہوا ہے، ان واقعات میں اللہ تعالیٰ کے عدل، حکمت اور رحمت کی صفات کا ظہور ہوا ہے اس لئے وہ اس پر حمد و ستائش کا مستحق ہے۔ اور اُس کے منتخب بندے۔۔۔۔ پیغمبروں۔۔۔۔ نے اپنی ذمہ داریوں کو جس حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا اس پر وہ اللہ کے ہاں اس بات کے مستحق ہوئے کہ ان پر سلامتی ہی سلامتی ہو۔ اہل ایمان کے دل سے ان کے لئے سلامتی ہی کی دعائیں نکلتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک نبی کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' کہا اور لکھا جاتا ہے۔

۹۱۔ سوال مشرکین سے ہے کہ بتاؤ جو خدا اس حکمت کے ساتھ بندوں پر حکومت کر رہا ہے، وہ بہتر ہے یا اینٹ پتھر کے وہ بت جن کو تم نے خدا کا درجہ دے رکھا ہے؟

۹۲۔ اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر قرآن کا استدلال فطری، عام فہم اور دلوں میں یقین پیدا کرنے والا ہے۔ وہ منطق اور فلسفہ کی زبان میں بات نہیں کرتا اور نہ نظریاتی بحثیں کھڑی کرتا ہے، کیوں کہ اس کا خطاب عام انسانوں سے ہے نہ کہ کسی مخصوص طبقہ سے۔ نیز اس لئے بھی کہ جو باتیں فلسفیانہ انداز اور نظریاتی اسلوب میں پیش کی جاتی ہیں وہ ذہن کو متاثر تو کر سکتی ہیں لیکن ان کا دل میں اترنا مشکل ہے۔ مگر قرآن کے دلائل سادہ ہونے کے باوجود اتنے مضبوط اور ایسے مؤثر ہوتے ہیں کہ دل و دماغ میں نفوذ کر جاتے ہیں اور ایمان و یقین کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں بھی قرآن سے اللہ کے الٰہ واحد ہونے پر اسی طرح استدلال کیا گیا ہے۔

انسان اگر صاف ذہن سے آسمان و زمین کے وجود پر اور ان کے ذریعہ حاصل ہونے والے رزق پر غور کرے، جس پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے تو اس کا دل پکار اٹھے گا کہ یہ سب کچھ آپ سے آپ وجود میں نہیں آیا ہے بلکہ ان سب کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ کائنات ایک مکمل نظام ہے جس کے مختلف اجزاء ایک دوسرے سے موافقت کر کے ان مقاصد کو پورا کرتے ہیں جن کے لئے ان کی تخلیق ہوئی ہے۔ چنانچہ آسمان و زمین کی موافقت ہی سے پانی برستا ہے جس کے ذریعہ انسان کے رزق کا سامان ہوتا ہے، اگر آسمان کی قوتیں مثلاً سورج کی حرارت، ہوائیں وغیرہ زمین کے ساتھ موافقت نہ کرتیں تو نہ بارش ہو سکتی تھی اور نہ رزق رسانی کا سامان ہو سکتا تھا۔ مشاہدہ میں آنے والی یہ چیزیں اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ یہ کائنات بے خدا نہیں ہے اور نہ ہی یہاں ایک سے زائد خداؤں کا وجود ہے۔ اگر کائنات بے خدا ہوتی تو نہ اس میں باقاعدگی ہوتی اور نہ مقصدیت، اور اگر ایک سے زائد خدا ہوتے تو اس کے مختلف اجزاء میں موافقت نہیں ہو سکتی تھی۔ توحید کے یہ دلائل سادہ ہیں لیکن اتنے گہرے، مضبوط اور قطعی ہیں کہ ان سے الحاد اور دہریت کی بھی جڑ کٹ جاتی ہے اور ایک سے زائد خداؤں کے وجود کی بھی۔ غرضیکہ خدا کا وجود اور اس کی وحدانیت کوئی قیاسی بات نہیں ہے اور نہ ہی کوئی فلسفیانہ تصور ہے۔ بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا علم انسان کو براہ راست ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور اپنی فطرت کو مسخ نہ کرے۔

جہاں تک آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا تعلق ہے، قرآن صاف کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور مشرکین عرب کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ لیکن مشرکین ہند کا عقیدہ بڑا الجھا ہوا اور حد درجہ گمراہ کن ہے۔ مثال کے طور پر رگ وید میں ہے کہ آسمان و زمین خدا کی ذات کے اندر سے وجود میں آئے ہیں:

"Out of himself came the invisible world, out of himself came the sky and this earth." (The Spiritual Heritage of India by Swami Prabhavananda P.32 with reference to Rg-Veda x 121:1-2)

رگ وید کا انگریزی ترجمہ وید پرتسھان نئی دہلی سے شائع ہوا ہے اس کے دیباچہ میں مترجم نے صراحت کی ہے کہ خدا تنہا کائنات کا خالق ضرور ہے لیکن اس مفہوم میں نہیں کہ اس کو عدم سے وجود میں لایا ہے، بلکہ ویدک فلسفہ کے مطابق خدا جو خالق ہے اور مادہ یا پرکرتی جو ازلی ہے دونوں کا وجود ہمیشہ سے ہے۔

"The Vedic Philosophy is a concept of co-existence of the two eternals. God the Creator and the Primordial matter or Prakrti ," (Rg-Veda Samhita VoI. 1.P.6)

کتنا گھٹیا تصور ہے یہ خدا کا کہ اس کو خالق مانا بھی تو مخلوق کی سطح پر رکھ کر۔ گویا خدا کسی چیز کو عدم سے (جو سرے سے موجود ہی نہ ہو) وجود میں لانے پر قادر نہیں

ہے۔جب کہ قرآن اللہ کو حقیقی معنیٰ میں خالق اور قادر مطلق ماننے کی دعوت دیتا ہے۔

۹۳۔ یعنی زمین کو اس طرح بنایا کہ اس پر رہنا اور زندگی بسر کرنا انسان کے لئے ممکن ہوا۔مثال کے طور پر اگر کرۂ ہوا نہ ہوتا تو زمین پر زندگی بسر کرنا اسی طرح ناممکن ہوتا جس طرح چاند پر ناممکن ہے۔اسی طرح زمین سورج سے جس فاصلہ پر رکھی گئی ہے۔اُس میں اگر کوئی کمی بیشی ہوتی تو اس پر زندگی کا وجود نہ ہوتا۔چنانچہ جو سیارے سورج سے بہت قریب یا بہت دور ہیں ان میں زندگی کے آثار کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔لیکن زمین اپنے وقوع کے لحاظ سے ایسے نقطۂ اعتدال پر ہے کہ زندگی کے لئے پوری طرح سازگار بن گئی۔کیا یہ سب کچھ آپ سے آپ ہوا یا ایک قادرِ مطلق کی تخلیق کا نتیجہ ہے؟

۹۴۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ فرقان، نوٹ ۷۱۔

۹۵۔ یعنی یہ لوگ خدا ناشناس ہیں اور نہیں چاہتے کہ خدا کی صحیح پہچان انہیں حاصل ہو جائے۔

۹۶۔ یہ تجربہ تو ہر شخص کو ہوتا ہے کہ جب وہ انتہائی کرب (تکلیف) میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسے خدا یاد آ جاتا ہے اور اسے فریاد رسی کے لئے پکارتا ہے۔پھر اس کی تکلیف کو بھی وہی دور فرماتا ہے۔یہ انسان کے اپنے اندروں کی شہادت ہے کہ اللہ ہی فریاد رس ہے، مگر اس اندرونی شہادت کے باوجود کتنے ہی لوگ غیر اللہ کو فریاد رس اور مشکل کشا ٹھہرانے لگتے ہیں۔

۹۷۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے انسان کو زمین پر بااختیار بنایا ہے کہ اس کی تمام چیزوں میں تصرف کرتا ہے اور سب پر اس کا تسلط قائم ہے۔اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ اختیارات کسی اور نے بخشے ہیں تو وہ اس کی دلیل پیش کرے۔مگر مشرکین بھی اس کے قائل نہیں کہ انسان کو خدا کے سوا کسی اور نے بااختیار بنایا ہے۔رہے منکرینِ خدا تو ان کے پاس اس سوال کا سرے سے کوئی جواب موجود ہی نہیں ہے کہ انسان کو یہ اختیارات کہاں سے حاصل ہو گئے؟

۹۸۔ یعنی خدا کی یہ مہربانیاں ایسی ہیں کہ انسان کو بارہا اس کی طرف متوجہ کر رہی ہیں، لیکن کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو۔

۹۹۔ یعنی ایسی علامتیں اس نے قائم کر دی ہیں کہ آدمی راہ پا سکے اور سمتِ سفر معلوم کر سکے۔مثلاً پہاڑ، دریا، جو خشکی کے سفر میں راستہ معلوم کرنے کے ذرائع ہیں اسی طرح ستارے جو جہاز رانی میں علامت کا کام دیتے ہیں۔

۱۰۰۔ مراد باران رحمت ہے۔

۱۰۱۔ یعنی اللہ کو مانتے تو مشرکین بھی ہیں لیکن ان کا تصورِ خدا بہت گھٹیا ہوتا ہے۔مشرکینِ عرب خدا کی قدرت وعظمت کا صحیح تصور قائم کرنے سے قاصر رہے اور مشرکین ہند نے تو خدا کو انسان سے بھی فروتر قرار دیا۔

۱۰۲۔ یعنی اگر تمہارے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی ہے، جو پہلی مرتبہ بھی پیدا کرتی ہے اور اس مخلوق کو دوسری مرتبہ بھی پیدا کر سکتی ہے، اور رزق بھی پہنچا رہی ہے تو اسے پیش کرو۔لیکن جو لوگ متعدد خداؤں کے قائل ہیں، ان کے پاس نہ پہلے کوئی دلیل تھی اور نہ آج ہے۔مشرکین عرب کا کہنا تو یہ تھا کہ باپ دادا سے یہی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔اور مشرکین ہند شرک کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کرتے ہیں مگر ہوتی ہیں بالکل اٹکل پچو باتیں، اور ایک دوسرے سے متضاد (Contradictory) بھی۔ایک طرف خدا کے واحد ہونے کا دعویٰ بھی:

"God alone is one" Rg-veda Samhita Introduction Vol.I.p.73) اور دوسری طرف تین خداؤں (Trinity) کا عقیدہ بھی۔

"Ours is a Holy Trinity, the family of three eternals; the Infinite Supreme self (the Father) (ii) the eternal Primal matter. the Prakriti (the Mother) and (iii) the numberless infinitesimal self (the sons)" (Rg-veda Samhita - Introduction Vol I.p 16).

اور ساتھ ہی بے شمار خداؤں کا تصور بھی:

"There are as many Devas or Spiritual Entities as there are qualities in the World ".
(Outlines of Vedanta p.131)

نیز یہ دعویٰ بھی کہ خدائے اعلیٰ نے دوسرے خداؤں کو جنم دیا ہے۔

"From a part of him was born the body of Universe and out of his body were born the gods, the earth and men" (Spiritual Heritage of India P.32)"

ان تمام الجھی ہوئی اور متضاد باتوں کے برخلاف، قرآن اللہ کی توحید کو اتنے معقول انداز میں پیش کرتا ہے کہ ایک صاف ذہن کا آدمی کوئی الجھن اور تضاد محسوس نہیں کرتا اور بات دل و دماغ میں اتر جاتی ہے۔

۱۰۳۔ یعنی جب اللہ کے سوا کسی کو غیب کا علم ہی نہیں ہے تو کسی کے بارے میں یہ اعتقاد کہ وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اور اس کی فریاد رسی اور حاجت روائی کرتا ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے، خواہ یہ اعتقاد فرشتوں کے بارے میں رکھا جائے یا جنوں کے بارے میں یا پیغمبروں، بزرگوں اور اولیاء کے بارے میں۔

افسوس ہے کہ قرآن کی اس صراحت کے باوجود مسلمانوں کا ایک طبقہ اس گمراہی میں مبتلا ہے، کہ فریاد رسی اور مشکل کشائی کے لئے بزرگوں کو جو قبر میں مدفون ہیں پکارنے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ قبر میں رہتے ہوئے ہر ایک کے حالات کو جانتے ہیں، اس کی پکار کو سنتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کی صراحت کے مطابق ان میں سے ایک بات بھی صحیح نہیں۔ نہ ان کو غیب کا علم ہے کہ قبر میں رہتے ہوئے دنیا کے ایک ایک شخص کے حالات کو جانیں، نہ وہ خدا ہیں کہ کوئی کہیں سے پکارے اور وہ اس کی پکار کو سُن لیں، اور نہ وہ عالم برزخ میں رہتے ہوئے کسی کی مدد ہی کو پہنچ سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی علمِ غیب کے تعلق سے بڑا غلو آمیز تصور قائم کر لیا گیا ہے اور پھر اس پر بحثیں اور مناظرے ہوتے ہیں۔ اگر صاف ذہن سے قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو تمام گمراہیوں سے نجات مل جاتی ہے۔ علم غیب کی مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ انعام، نوٹ ۸۱ اور سورۂ اعراف نوٹ ۲۹۱۔

۱۰۴۔ یعنی جو قبر میں مدفون ہیں انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی اور انہیں اٹھا کر کھڑا کیا جائے گا۔ اسی طرح فرشتوں اور جنوں کو بھی قیامت کی تاریخ معلوم نہیں ہے، پھر وہ عالم الغیب کس طرح ہوئے کہ کسی کی بھی پکار کو سنیں؟

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ
مِّنْهَا ۣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

۶۶ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم گڈمڈ ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں۔۱۰۵؎

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا
لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾

۶۷ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو چکے ہوں گے تو کیا ہمیں (قبروں سے) نکالا جائے گا؟

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ
اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

۶۸ اس کی دھمکی ہم کو بھی دی گئی ہے اور ہمارے باپ دادا کو بھی دی جاتی رہی ہے۔ مگر یہ محض اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔۱۰۶؎

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

۶۹ کہو زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا۔۱۰۷؎

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

۷۰ (اے پیغمبر!) تم ان (کے حال) پر غم نہ کرو اور نہ ان کی چالوں پر، جو وہ چل رہے ہیں دل تنگ ہو۔۱۰۸؎

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

۷۱ وہ کہتے ہیں کہ یہ دھمکی کب وقوع میں آئے گی اگر تم سچے ہو۔۱۰۹؎

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ
الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾

۷۲ کہو کیا عجب کہ جس چیز کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو اس کا ایک حصہ تمہارے پیچھے ہی لگا ہوا ہو۔ ۱۱۰؎

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

۷۳ درحقیقت تمہارا رب لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔۱۱۱؎

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾

۷۴ اور بلاشبہ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔۱۱۲؎

وَمَا مِنْ غَاۗىِٕبَةٍ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ
كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾

۷۵ اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں جو ایک واضح کتاب میں درج نہ ہو۔۱۱۳؎

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾

۷۶ بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل پر ان بہت سی باتوں کی حقیقت واضح کر رہا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔۱۱۴؎

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

۷۷ اور یہ ہدایت و رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لئے۔۱۱۵؎

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾

۷۸ یقیناً تمہارا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۱۱۶؎۔ وہ غالب اور علم والا ہے۔۱۱۷؎

فَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَي الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾

۷۹ تو (اے پیغمبر!) اللہ پر بھروسہ رکھو۔ یقیناً تم صریح حق پر ہو۔

۱۰۵ ۔ مشرکینِ عرب آخرت کے بارے میں جیسا کہ اوپر گذرا بالکل نابلد نہیں تھے ۔ انبیائی ہدایت کے جو آثار ان کے پاس رہ گئے تھے ان میں آخرت کا اجمالی علم بھی شامل تھا۔ لیکن اس کے ساتھ جب جاہلانہ اور مشرکانہ تصورات مل گئے تو ان کا یہ علم بھی الجھ کر رہ گیا۔ مثلاً ان کا یہ تصور کہ انسان جب مر کر مٹی ہو گیا تو اسے جسم سمیت دوبارہ کس طرح پیدا کیا جائے گا؟ اسی طرح ان کا یہ عقیدہ کہ ہمارے یہ معبود خدا کے حضور ہمارے سفارشی ہیں ۔ جب ہم ان کی پرستش کرتے ہیں تو آخرت کے حساب کتاب کا معاملہ اگر پیش آ ہی گیا تو وہ ہمیں عذاب سے کیسے نہیں بچائیں گے؟ اسی طرح جب ان کا علم گڈ مڈ ہو گیا تو آخرت کا انہیں یقین نہیں رہا بلکہ شک میں پڑ گئے کہ آخرت ہو گی یا نہیں ۔ پھر یہ شک ان کی خواہش پرستی کے نتیجہ میں انکارِ آخرت میں تبدیل ہو گیا۔ اور ایسے اندھے ہو گئے کہ وہ آخرت کی رہنمائی کرنے والی کسی بھی نشانی کو دیکھ نہ سکے ۔

اور جہاں تک مشرکینِ ہند کا تعلق ہے ان کے ہاں بھی جزا و سزا کا تصور ایک حد تک پایا جاتا ہے ، جو اپنی اصل کے اعتبار سے فطرت کی رہنمائی اور انبیائی ہدایت ہی کا نتیجہ ہے ۔ لیکن متعدد خداؤں کے تصور اور آواگون (تناسخ) کے نظریہ نے ان کو ایسا الجھا دیا ہے کہ آخرت کا ان کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں ہے ۔ جزائے عمل کا تصور ان کے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص بُرا (کرم) عمل کرتا ہے اس کی روح مرنے کے بعد مختلف روپ اختیار کرتی ہے ۔ وہ انسان کا روپ اختیار کر کے بھی دوبارہ جنم لے سکتی ہے اور ایک کیڑے کے روپ میں بھی ۔

"Souls enter various forms of existence from man to worm" (Outlines of Hinduism by T.M. Mahadevan P.63)

پھر یہ جنم در جنم کا چکر چلتا رہتا ہے ، جب تک کہ روح برہما (خدا) کی معرفت حاصل نہیں کر لیتی ۔ اور جس کا کرم (عمل) اچھا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی خواہشات مر چکی ہوتی ہیں ، وہ دوبارہ جنم نہیں لیتا بلکہ برہما (خدا) کا جزء بن جاتا ہے ۔

"But he in whom desire is Stilled suffers no rebirth after death, having attained to the highest desiring only the self , he goes to no other world . Realising Brahman, he becomes Brahman."(Spiritual Heritage of India P.68)

نعوذ باللہ من ذلک ۔ جزائے عمل کا یہ تصور کتنا مشرکانہ ہے کہ نیک عمل انسان خدا کا جزء بن جاتا ہے گویا خدا بھی کوئی سمندر ہے جس میں دریا جا کر گرتے ہیں ۔ اسی طرح بد عمل آدمی کا دنیا میں بار بار اور مختلف روپ میں جنم لینا محض اٹکل پچو بات ہے ، جس کو فلسفہ کے سانچہ میں ڈھالا گیا ہے ۔ یہ نظریہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے خلاف ہونے کے علاوہ خلاف عقل بھی ہے ۔ اور خلاف واقعہ بھی ۔ انبیاء علیہم السلام کی متفقہ تعلیم یہ ہے کہ جزائے عمل کے لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن مقرر کیا ہے جب وہ تمام انسانوں کو جسم سمیت دوبارہ زندہ کرے گا اور فرداً فرداً ہر شخص کو اللہ کے حضور اپنے عقیدہ و عمل کی جوابدہی کرنا ہوگی ۔ جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک عمل کیا تھا وہ دائمی انعام کے مستحق ہوں گے اور ان کو ہمیشگی کی جنت ملے گی ۔ اور جن لوگوں نے شرک اور کفر کیا تھا وہ اپنے باطل عقیدہ اور باغیانہ طرز عمل کی بنا پر دائمی سزا کے مستحق ہوں گے اور ابدی جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے ۔ مگر آواگون کا نظریہ اس انبیائی تعلیم کے خلاف ہے اور کسی بھی آسمانی کتاب سے اس کی تائید نہیں ہوتی ۔

آواگون کا تصور خلافِ عقل بھی ہے اور یہ ایک چکر ہے جس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہاء ۔ پہلے انسان وجود میں آیا یا حیوان ۔ اگر حیوان وجود میں آیا ہوگا تو وہ پہلے جنم میں انسان رہا ہوگا اور انسان وجود میں آیا تو وہ پہلے جنم میں کیا رہا ہوگا ؟ پھر کسی کو بھی یہ نہیں معلوم کہ وہ اس سے پہلے کتنی مرتبہ جنم لیتا رہا ہے اور کس جرم کی پاداش میں اس نے موجودہ جنم لیا ہے ۔

آواگون کا نظریہ خلاف واقعہ بھی ہے کیوں کہ نوعِ انسانی کا آغاز تو ایک مرد و عورت سے ہوا تھا ۔ اگر یہ نظریہ صحیح ہوتا تو یہ دو افراد ہی بار بار جنم لیتے رہتے ۔ مگر انسانی آبادی میں اس قدر اضافہ کہ وہ اربوں تک پہنچ گئی ہے اس نظریہ کی تردید کرتا ہے ۔

غرضیکہ آواگون کا عقیدہ ایک نامعقول اور باطل عقیدہ ہے ۔ اس کے برخلاف آخرت کا عقیدہ معقول بھی ہے اور ایک بہت بڑی حقیقت بھی ۔

۱۰۶ ۔ اس انکار میں یہ اعتراف موجود ہے کہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کی بات ایسی نہیں ہے جس کو پہلی مرتبہ انہوں نے پیغمبر کی زبان سے سنا ہو ، بلکہ یہ

ایک جانی بوجھی بات ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے عقیدۂ آخرت کی جو تعلیم دی تھی اس کے اثرات بنی اسمٰعیل میں موجود تھے۔

۱۰۷۔ یعنی جن قوموں نے آخرت کا انکار کیا تھا ان کی زندگیاں مجرمانہ بن کر رہ گئیں، اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے میں ان کا کوئی باک نہیں رہا۔ اور اخلاقی بندشوں کو توڑ کر وہ بالکل آزاد ہو گئے ہیں۔ ایسی قوموں کا جو حشر (انجام) دنیا میں ہوا اس کے کچھ آثار زمین پر بکھرے پڑے ہیں۔ قرآن ان آثار کو دیکھنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس غرض سے سفر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۰۸۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے کہ اگر وہ تمہاری تمام کوششوں کے باوجود اپنی آنکھیں کھولنے کے لئے تیار نہیں ہیں، تو ان کے حال پر تم افسوس اور غم نہ کرو۔ نہ ان کی ان چالوں سے جو وہ تمہارے خلاف چل رہے ہیں پریشان ہو جاؤ۔ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔

۱۰۹۔ یعنی قیامت جس کی دھمکی تم ہمیں دے رہے ہو کب آئے گی؟

۱۱۰۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارا یہ خیال کہ قیامت اگر قائم ہونے والی ہے تو ابھی کیوں نہیں قائم ہو جاتی؟ تمہاری جلد بازی کو ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ قیامت کا دن مجرموں کے لئے عذاب کا دن ہوگا۔ اگر قیامت آنے میں ابھی کچھ دیر ہے تو وہ دن تو بالکل قریب آ لگا ہے، جب کہ یہ دنیا میں ہی بُرے انجام سے دو چار ہوں گے۔ مراد وہ عذاب ہے جو رسول کو جھٹلانے والی قوم پر دنیا ہی میں آتا ہے۔ چنانچہ ابھی چند سال ہی گذرے تھے کہ بدر و حنین کے معرکے پیش آئے۔ اور پیغمبر کی زندگی ہی میں وہ لوگ ہلاک ہو کر رہے، جن کا کفر کبھی ان سے جدا ہونے والا نہ تھا۔ اور جب وہ ہلاک ہوئے تو عالم برزخ میں ان کی روحوں پر عذاب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس طرح جس عذاب کے لئے وہ جلدی مچا رہے تھے وہ بالآخر اس کی گرفت میں آ گئے۔

۱۱۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل ہے کہ وہ ان کی سرکشی کے باوجود انہیں سنبھلنے اور اپنی اصلاح کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اس پر لوگوں کو اس کا شکر گزار ہونا چاہئے لیکن وہ اس کے اس فضل کی قدر نہیں کرتے اور اپنا رویہ درست نہیں کرتے۔

۱۱۲۔ یعنی قیامت کے بارے میں جو غیر ضروری بحثیں انہوں نے چھیڑ رکھی ہیں، ان کو بھی اللہ جانتا ہے اور اس تعصب اور بغض و عناد کو بھی، جو اس کا اصل محرک ہے۔ اور جس کو یہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔

۱۱۳۔ کتاب سے مراد وہ عالمی ریکارڈ ہے جس میں کائنات میں واقع ہونے والی ہر بات، خواہ وہ کتنی ہی پوشیدہ کیوں نہ ہو صاف صاف درج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم میں تو ہر بات ہے ساتھ ہی اس نے کائناتی ریکارڈ رکھنے کا بھی انتظام کیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کائنات منصوبہ بند طریقے پر چل رہی ہے۔

۱۱۴۔ مکہ کے ابتدائی دور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی اسرائیل سے واسطہ نہیں پڑا تھا لیکن حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء کے جو قصے قرآن میں بیان ہوئے ہیں، ان میں اور تورات وغیرہ کے بیان کردہ قصوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ دوسری باتوں میں بھی اختلاف نمایاں ہے۔ اسی اشکال کا یہاں جواب دیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل نے تورات کو محفوظ نہیں رکھا بلکہ اس میں آمیزش کی اور انبیاء علیہم السلام کی سیرت کو داغدار بنایا۔ پھر عقائد وغیرہ کے بارے میں بھی وہ تاویلات کے چکر میں پڑ کر باہمی اختلافات کا شکار ہو گئے، یہاں تک کہ وہ فرقوں میں بٹ گئے۔ اور ایک دوسرے کے خلاف ضد پیدا ہو گئی اور زیادتی پر اتر آئے۔ مگر قرآن نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور عقائد و احکام کو اس خوبی کے ساتھ بیان کیا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہ گیا۔ یہ عصائے موسیٰ تھا جو ان کی جھوٹی روایتوں کو نگل گیا۔

۱۱۵۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۳۰۸ اور سورۂ یونس، نوٹ ۸۹، ۹۰۔

۱۱۶۔ یعنی ایسا فیصلہ جو عدالتی ہوگا اور جس کے بعد کسی کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہے گی، بلکہ فوراً اس کا نفاذ عمل میں آئے گا۔

۱۱۷۔ وہ غالب ہے اس لئے اس کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا جس کو نافذ ہونے سے کوئی روک نہ سکے گا۔ اور وہ علم والا ہے اس لئے اس کے فیصلہ میں کسی غلطی کا امکان نہیں ہے۔

تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا
سکتے ہو، جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں ۔ اور نہ تم اندھوں کو
ان کی گمراہی سے ہٹا کر راہ پر لا سکتے ہو۔ تم تو ان ہی کو سنا سکتے ہو، جو ہماری آیات
پر ایمان لاتے ہیں اور فرمانبردار بن جاتے ہیں ۔ اور جب ان پر ہمارا فرمان لاگو ہوگا
تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکال کھڑا کریں گے جو ان سے بات
کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے ۔ (القرآن)

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾

۸۰ تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے ۱۱۸ ۔ اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو، جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔

وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾

۸۱ اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر راہ پر لا سکتے ہو۔ تم تو ان ہی کو سنا سکتے ہو، جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ ۱۱۹ ۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾

۸۲ اور جب ان پر ہمارا فرمان لاگو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکال کھڑا کریں گے جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ ۱۲۰ ۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾

۸۳ اور وہ دن کہ ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کی ایک فوج اکٹھا کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے۔ پھر ان کی درجہ بندی کی جائے گی۔ ۱۲۱ ۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾

۸۴ یہاں تک کہ جب وہ سب حاضر ہو جائیں گے تو (اللہ) پوچھے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا؟ اور ان کو اپنے دائرہ علم میں نہیں لایا؟ ۱۲۲ ۔ یا پھر تم کیا کرتے رہے؟

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾

۸۵ اور ان کے ظلم کی وجہ سے ہمارا فرمان ان پر لاگو ہوگا ۱۲۳ ۔ اور وہ کچھ بول نہ سکیں گے۔ ۱۲۴ ۔

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾

۸۶ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے رات کو اس لئے بنایا تا کہ وہ اس میں سکون حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ ۱۲۵ ۔

وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾

۸۷ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں گھبرا اٹھیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ (اس سے محفوظ رکھنا) چاہے گا ۱۲۶ ۔ اور سب اس کے حضور عاجز بن کر حاضر ہونگے۔ ۱۲۷ ۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾

۸۸ تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور خیال کرتے ہو کہ وہ جمے ہوئے ہیں مگر وہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے ۱۲۸ ۔ یہ اللہ کی کاریگری ہوگی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ۱۲۹ ۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔ ۱۳۰ ۔

۱۱۸؎ یعنی جن کے ضمیر مُردہ ہوگئے ہیں ان پر تمہاری نصیحت اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ یہ بات اگرچہ استعارہ کے پیرایہ میں بیان ہوئی ہے لیکن آیت کے الفاظ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتیٰ (تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے) سے ایک اہم حقیقت بھی واضح ہوتی ہے، وہ یہ کہ مُردے سنتے نہیں ہیں۔ اگر مُردے سنتے ہوتے تو یہاں یہ تشبیہ موزوں نہیں ہوسکتی تھی۔ ہاں اللہ کسی شخص کو جو مر گیا ہو کچھ سنوانا چاہے تو اور بات ہے ایسی استثنائی صورتیں تو ممکن ہیں۔ لیکن اصولی حقیقت یہی ہے کہ مُردے سنتے نہیں ہیں۔ رہا زیارتِ قبر کے موقع پر اہلِ قبور کو خطاب کر کے سلام و دعا کرنا تو یہ ایک مؤثر اسلوب ہے، جس میں غائب کو حاضر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، تاکہ زیارت کرنے والا یہ محسوس کرے کہ وہ مُردوں کی دنیا میں پہنچ کر ان سے ملاقات کر رہا ہے۔ یہ بات موت کو یاد دلانے والی اور آخرت کا یقین پیدا کرنے والی ہے۔ چنانچہ زیارتِ قبر کی مسنون دعا کا آخری فقرہ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ (اور ہم انشاء اللہ تم سے ملیں گے) یہی تاثر دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے بچہ ابراہیم کے انتقال پر فرمایا تھا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ "اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں" (بخاری کتاب الجنائز)۔ اس میں خطاب ایک مرنے والے بچہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ اظہارِ غم کا ایک اسلوب ہے۔ لوگوں پر یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ اظہارِ غم کا جائز طریقہ کیا ہے، تاکہ وہ نوحہ اور ماتم کے طریقے اختیار نہ کریں۔

۱۱۹؎ یعنی تمہارے آیات سنانے کا فائدہ ان ہی لوگوں کو پہنچتا ہے، جو قبولِ حق کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ اللہ کی آیتوں کو سن کر ایمان لاتے اور اس کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ ایمان کا تعلق دل کی کیفیت اور زبان کے اقرار سے ہے اور اسلام (فرمانبرداری) کا تعلق عمل سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ محض عقیدہ کی حد تک مسلمان نہیں بنتے، بلکہ دل سے ایمان کو قبول کرتے، زبان سے اس کا اقرار کرتے اور اس کے مطابق عملی رویہ اختیار کرتے ہیں۔

۱۲۰؎ "**دابۃ الارض**" (زمین سے نکلنے والا جانور جو لوگوں سے باتیں کرے گا) اللہ کی بہت بڑی نشانی ہوگی، جس کا ظہور اس وقت ہوگا جب کہ قیامت کا وقت بہت ہی قریب آ لگا ہوگا۔ "جب ان پر ہمارا فرمان لاگو ہوگا" کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کافروں کو عذاب کی نشانی دکھانا چاہے گا۔ اور کافروں سے مراد مطلق کافر ہیں نہ کہ نزولِ قرآن کے زمانہ کے کافر۔ یہ ایک بہت بڑی پیشین گوئی ہے جو قرآن میں کی گئی ہے۔ حدیث میں بھی اس کا ذکر قیامت کی نشانیوں میں ہوا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن) یہ ایک نیا جانور ہوگا جو زمین سے نکلے گا اور اس کی خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ لوگوں سے باتیں کرے گا۔ ایسی باتیں جس سے واضح ہوگا کہ لوگوں کا اللہ کی نشانیوں اور اس کی آیتوں پر یقین نہ کرنا بالکل غلط تھا۔ گویا یہ جانور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا ایسا نشان بن کر ظاہر ہوگا کہ آخرت کے وقوع پر حجت، اور قرآن اور پیغمبر کی صداقت کا کھلا ثبوت ہوگا۔ اسی سورہ میں اللہ کے اس معجزہ کا ذکر گزر چکا کہ ہُدہُد نے حضرت سلیمان سے کلام کیا۔ مگر جو اللہ کے معجزوں کو نہیں مانتے یا سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں وہ قرآن کے اس بیان پر یقین نہیں کرتے۔ مگر جب قربِ قیامت میں ایک ایسا جانور ان کے سامنے لا کھڑا کیا جائے گا جو ان سے ہم کلام ہوگا تو اس وقت وہ اس کی کیا توجیہ کریں گے؟

واضح رہے کہ **دابۃ الارض** کے بارے میں قرآن نے بہت مختصر بات کہی ہے اور حدیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل بیان نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے یہ بات کہ یہ جانور کس ملک میں ظاہر ہوگا اور اس کی شکل و صورت کیا ہوگی اور اس قسم کے دیگر سوالات کا جواب مستقبل کے پردہ میں چھپا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں قیاسی باتیں کرنا صحیح نہیں جن روایتوں میں **دابۃ الارض** کے بارے میں تفصیلات بیان ہوئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور ان میں متضاد باتیں بیان ہوئی ہیں۔ اس لئے ان کو قرآن کی اس آیت کی تفسیر قرار دینا صحیح نہیں۔ ترمذی کی بھی ایک حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ **دابۃ الارض** کے ساتھ حضرت سلیمان کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ کا عصا ہوگا۔ عصا سے وہ مؤمن کے چہرہ کو روشن کرے گا اور انگوٹھی سے کافر کے ناک پر مہر لگاوے گا۔ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ النمل)

اس حدیث کو اگرچہ ترمذی نے حسن کہا ہے لیکن اس کا ایک راوی اوس بن خالد ہے جس کو متعدد محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ چنانچہ اسماء الرجال کی کتاب (راویوں کے حالات بتانے والی کتاب) تہذیب التہذیب میں ہے: **قَالَ ازدی مُنکر الحدیث وَقَالَ ابنُ القَطَّانِ اوس مجھول الحالِ لَہ ثلاثۃُ اَحَادِیث عَن اَبی ھریرۃ مُنکرَ وَذکرَہُ ابنُ حبان فِی الثِقَاتِ۔** (تہذیب التہذیب۔ ابن حجر ج ا۔ ص ۳۸۲)

ازدی کہتے ہیں وہ مُنکر الحدیث (ضعیف) ہے اور ابن قطان کہتے ہیں اوس کا حال مجہول ہے۔ اس نے ابوہریرہ سے تین حدیثیں روایت کی ہیں جو منکر (ضعیف) ہیں اور ابن حبان نے اس کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔

اور دوسرا راوی علی بن زید ہے اور وہ بھی ضعیف ہے چنانچہ امام احمد کہتے وہ کچھ بھی نہیں ہے، جوز جانی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے، نسائی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے اور ابن خُزیمہ کہتے ہیں اس کے سوئے حفظ کی وجہ سے میں اس کی حدیث سے استدلال نہیں کرتا۔ (دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۲۲) اس لئے یہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

۱۲۱۔ یعنی قیامت کے دن ہر اس گروہ میں سے جس کو رسول کی دعوت پہنچ گئی تھی ان لوگوں کو اکٹھا کریں گے، جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس کی نازل کی ہوئی آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ یہ لوگ فوج درفوج جمع کئے جائیں گے اور پھر ان کے کرتوتوں کے لحاظ سے ان کو مختلف ٹکڑیوں (Divisions) میں بانٹ دیا جائے گا۔

۱۲۲۔ یعنی تم نے میری آیتوں کو کس بنیاد پر جھٹلایا تھا۔ کیا تمہیں تحقیقی طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ اس کائنات میں اور خود تمہارے اپنے وجود میں کوئی نشانی ایسی نہیں ہے، جو اللہ کے وجود، اس کی وحدت، اس کی قدرت وعظمت، جزائے عمل اور آخرت کا یقین پیدا کرتی ہو۔ اور یہ کہ اللہ کی جو آیتیں جس رسول نے بھی پیش کیں وہ واقعی اللہ کی آیتیں نہیں تھیں؟ اگر تحقیق سے تمہیں یہ معلوم نہیں ہو گیا تھا، اور واقعہ یہی ہے کہ تمہارا یہ جھٹلانا کسی تحقیق کا نتیجہ نہیں تھا تو پھر کیا تم نے بلا تحقیق اور بلا علم ان کو جھٹلا دیا تھا؟

آج بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ڈارون کے نظریۂ ارتقا اور مارکس کی جدلی مادیت اور اس قسم کے دیگر نظریات سے متاثر ہو کر خدا اور آخرت کے منکر ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ علم کے نام پر جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اگر وہ کھلے ذہن سے آثار کائنات کا مشاہدہ کرتے اور اللہ کی ان آیتوں پر جو قرآن کی شکل میں ان کے سامنے موجود ہیں غور کرتے تو ان کو علمِ حق حاصل ہو سکتا تھا۔ مگر تعصب اور تکبر نے ان کو اس سے دور رکھا۔

۱۲۳۔ یعنی عذاب کا فیصلہ ان پر لاگو ہو جائے گا۔

۱۲۴۔ قیامت کے دن مجرموں کو مختلف مراحل سے گذرنا ہوگا۔ ایک مرحلہ وہ ہوگا جب کہ اللہ اُن پر اُن کے اس ظلم کو جو انہوں نے اپنے ہی اوپر کیا تھا اس طرح واضح فرمائے گا کہ وہ کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔

۱۲۵۔ یعنی یہ لوگ اگر اس بات پر ہی غور کرتے کہ جو رات ان کیلئے ذریعۂ سکون اور دن ان کیلئے سرگرم عمل ہونے کا باعث ہے، تو کیا یہ اللہ کی ربوبیت کی دلیل نہیں ہے؟ کیا اس سے انسان کی زندگی کا با مقصد ہونا ظاہر نہیں ہوتا، اور کیا یہ مشاہدہ اس بات کی یاددہانی نہیں کرتا کہ مرنے کے بعد قیامت کی صبح نمودار ہونے والی ہے۔

۱۲۶۔ جب قیامت کا پہلا صور پھونکا جائے گا تو پوری کائنات میں ایسی ہولناک صورت پیدا ہوگی کہ زمین تو زمین آسمان کے رہنے والے بھی گھبرا اٹھیں گے۔ اس گھبراہٹ سے صرف وہی محفوظ رہیں گے جن کو اللہ محفوظ رکھنا چاہے گا۔

۱۲۷۔ یعنی جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب اللہ کے حضور اس طور سے پیش ہوں گے کہ عجز و نیاز میں جھکے ہوئے، کوئی اکڑ اور گھمنڈ نہ دکھا سکے گا۔ بڑے بڑے گھمنڈ کرنے والوں کا گھمنڈ خاک میں مل چکا ہوگا۔

۱۲۸۔ یعنی پہاڑ آج اپنی جگہ جمے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن قیامت کے دن وہ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔

۱۲۹۔ یعنی یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہوگا جس نے ہر چیز کو ایسے مضبوط قوانین میں جکڑ رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ یا اپنے دائرہ ہی میں رہتی ہے۔ مثال کے طور پر زمین میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مقناطیسی قوت (Magnetic Force) رکھی ہے کہ ہر چیز اس کی طرف کھنچ آتی ہے۔ اور زمین کے حدود سے کوئی چیز بھی

باہر نہیں جاتی الا یہ کہ کسی دوسرے قانون طبعی کے تحت کوئی چیز اس کے دائرہ کشش سے نکل جائے۔لیکن اگر زمین اپنی اس قوت کشش (Gravity Force) کو کھو دے تو پہاڑ بھی اسی طرح بے وزن ہو کر ہوا میں اڑ سکتے ہیں، جس طرح خلاء میں چیزیں بے وزن ہو کر منتشر ہو جاتی ہیں۔

۱۳۰۔ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے اس لئے جب قیامت قائم ہوگی تو وہ تمہارے اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ تمہیں دے گا۔

❏❏❏❏❏❏

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ
يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ
كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

۸۹ جو شخص نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر اجر ملے گا ۱۳۱؎۔
اور ایسے لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ ۱۳۲؎

۹۰ اور جو بُرائی لے کر آئے گا ۱۳۳؎۔ تو ایسے لوگ اوندھے منہ
جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ تم کو بدلہ میں وہی کچھ دیا جارہا ہے
جو تم کرتے رہے ہو۔ ۱۳۴؎

۹۱ (کہو) مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے رب کی عبادت
کروں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے ۱۳۵؎۔ اور جو ہر چیز کا
مالک ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مسلم بن کر رہوں۔ ۱۳۶؎

۹۲ اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سناؤں ۱۳۷؎۔ جو ہدایت اختیار کرے
گا وہ اپنی ہی بھلائی کے لئے اختیار کرے گا۔ اور جو گمراہ ہو تو کہہ دو میں
تو بس خبردار کرنے والا ہوں۔

۹۳ کہو تعریف اللہ کے لئے ہے ۱۳۸؎۔ وہ تمہیں اپنی نشانیاں
دکھائے گا اور تم انہیں پہچان لو گے ۱۳۹؎۔ تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو
اس سے تمہارا رب بے خبر نہیں ہے۔

۱۳۱ ۔ مراد عقیدہ و عمل کی نیکی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ جو نیکی کا وصف لے کر حاضر ہو گا ۔

۱۳۲ ۔ جب قیامت کا دوسرا صور پھونکا جائے گا اور سب لوگ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہوں گے ، تو نیک لوگوں پر اس روز کی ہولناکی کے باوجود کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہو گی کیوں کہ انہیں اچھے انجام کی امید ہو گی ۔

۱۳۳ ۔ مراد عقیدہ و عمل کی برائی ہے ۔

۱۳۴ ۔ یعنی جزا جنس عمل سے ہو گی جیسی کرنی ویسی بھرنی ۔ وہ اللہ کی آیتوں سے منہ پھیرتے تھے ۔ اس طرح جب انہوں نے عذاب ہی کی طرف اپنا رُخ کر لیا تھا تو وہ بجا طور پر اس بات کے مستحق ہوئے کہ اوندھے منہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں ۔

۱۳۵ ۔ یعنی شہر مکہ جس کو ابراہیم (علیہ السلام) کے وقت سے حرم قرار دیا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور اس کی تاریخی اہمیت اس کے مرکزِ توحید ہونے کی بنا پر ہے ۔ لہٰذا یہ بات کہ اللہ ہی اس شہر کا رب ہے ایک جانی بوجھی حقیقت ہے ، اور اس نے حکم یہی دیا ہے کہ میں اس کی عبادت کروں ۔

۱۳۶ ۔ یعنی اپنے کو اللہ ہی کے حوالہ کروں اور اسی کا فرمانبردار بن کر رہوں ۔

۱۳۷ ۔ قرآن پڑھ کر سنانے کا حکم دعوتی لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف تذکیر و دعوت ہی کا حکم نہیں دیا گیا تھا ، بلکہ ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں ۔ یہ اس لئے کہ اللہ کے کلام سے بڑھ کر انسان کو متاثر کرنے والی کوئی چیز نہیں ۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ کے کلام کے ذریعہ اس کی حجت اس کے بندوں پر بدرجۂ اتم (مکمل طور پر) قائم ہو جاتی ہے ۔ یہ بات کہ قرآن عربی میں ہے اور اس کے مخاطب اول عرب تھے ، غیر عربوں کے سامنے قرآن پیش کرنے میں مانع (رکاوٹ) نہیں ہے ۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو جو دعوتی خط لکھا تھا اس میں قرآن کی آیات نقل کی تھیں اور قیصر نے ترجمان کے ذریعہ اس کا مطلب معلوم کر لیا تھا ۔

موجودہ دور میں ہر زبان میں ترجمہ اور طباعت کی سہولتیں فراہم ہو گئی ہیں ، لہٰذا اس کو دعوت و تبلیغ کا ذریعہ کیوں نہ بنایا جائے ؟ اور اس کے تراجم کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کیوں نہ عمل میں لائی جائے ؟

۱۳۸ ۔ سورہ کا خاتمہ اللہ کی تعریف پر ہو رہا ہے کہ وہ ذات یقیناً لائق ستائش ہے ، جس نے اس شان کا قرآن نازل کیا کہ علم کے دریا بہا دیئے ۔

واضح رہے کہ اس سورہ میں علم کا ذکر بار بار ہوا ہے جس سے اس کے مختلف گوشے روشن ہو گئے ہیں ۔ یہ گویا اس سورہ کا امتیازی پہلو ہے ۔

۱۳۹ ۔ اشارہ ہے قیامت کی نشانیوں کی طرف جو قیامت کے قریبی زمانہ میں ظاہر ہوں گی ۔ اور ان کو دیکھ کر اس زمانہ کے منکرین جان لیں گے کہ قیامت ایک حقیقت بن کر سامنے آ رہی ہے ۔

اس طرح دنیا ہی میں قرآن اور پیغمبر کی صداقت دنیا والوں پر واضح ہو کر رہے گی ۔ مثال کے طور پر دابۃ الارض کا خروج جس کا ذکر اوپر گزر چکا اور یاجوج ماجوج کی یلغار ۔ (سورۂ انبیاء : ۹۶)

اسی طرح حدیث میں قیامت کی کچھ نشانیاں بیان ہوئی ہیں ۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور سورج کا مغرب سے نکلنا وغیرہ ۔

(بخاری کتاب الرقاق) مزید تشریح کے لئے ملاحظہ سورۂ انعام ، نوٹ ۲۹۳ ۔

قیصرِ روم کے نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نامہ گرامی کا عکس

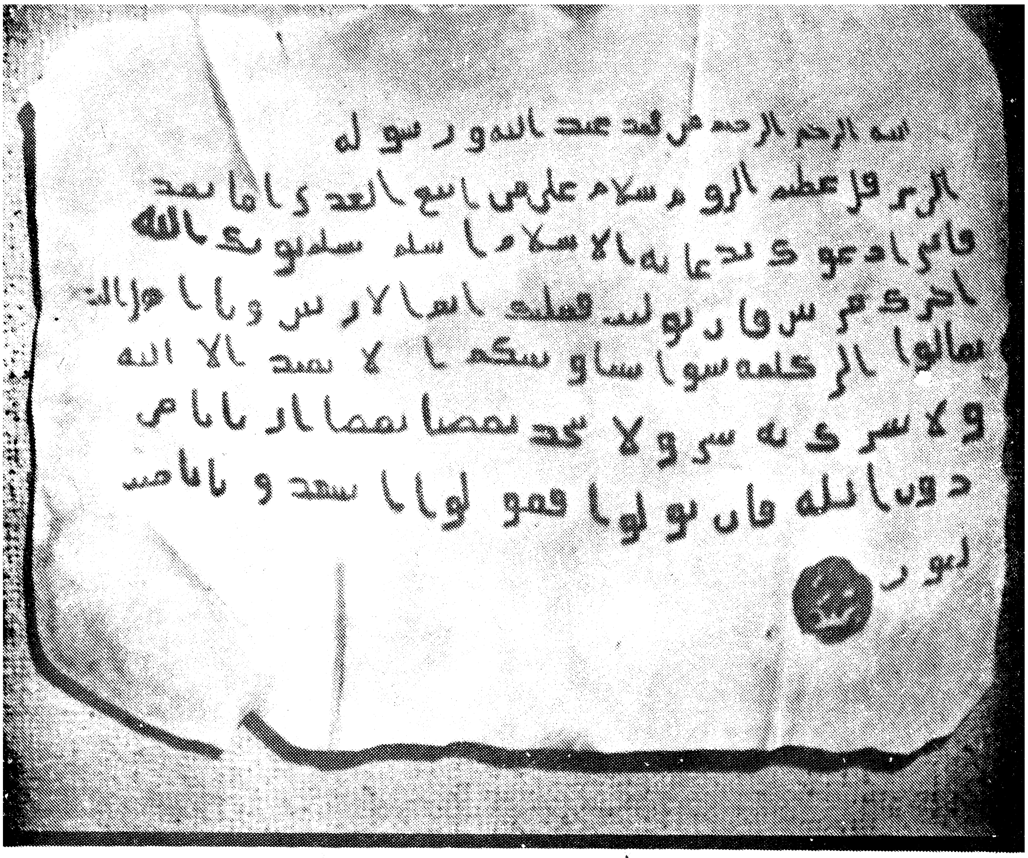
سه الرحم الرحـ من محمد عبد الله و ر سو له
الى هر قل عطىم الرو م سلام على من اىبع الهد ى اما ىعد
فانى ادعوك ىدعاىه الاسلام اسلم تسلم ىوىك الله
اجرك مر ىن فان ىولىت فعلىك اىم الار ىس و ىا ا هل الكـ
ىعالوا الى كلمه سوا ىىننا و ىىنكم ا لا نعىد الا الله
و لا نشر ك ىه شى و لا ىىحد ىعضىا ىعضا ار ىا ىا من
د و ن الله فان ىو لوا فقو لوا ا شهد و ا ىا نا مسـ
لمو ن

۲۸۔ اَلْقَصَصُ

نام قصص کے معنیٰ واقعات بیان کرنے کے ہیں۔آیت ۲۵ میں اس بات کا ذکر ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ جب مدین پہنچے تو ان کے ہاتھوں غلطی سے ایک قبطی کا قتل کئے جانے کا واقعہ بیان کیا۔اس بیان واقعہ کے لئے وقصّ عَلَیۡهِ الۡقَصَصَ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔اوراسی مناسبت سے اس سورہ کا نام القصص ہے۔

زمانۂ نزول مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورۂ نمل کے کچھ عرصہ بعد ہی نازل ہوئی ہوگی۔

مرکزی مضمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سلسلہ میں شبہات کو دور کرنا اور آپ کی رسالت کا یقین پیدا کرنا ہے۔اس سلسلہ میں حضرت موسیٰ کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، تا کہ اسی تناظر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دیکھا جاسکے۔

نظم کلام آیت ۱ اور ۲ تمہیدی آیات ہیں۔

آیت ۳ تا ۴۳ میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی سرگذشت بیان ہوئی ہے۔خاص طور سے ان کی ولادت کے حالات اور ان کی زندگی کے بعض دوسرے گوشے اس میں نمایاں کئے گئے ہیں۔

آیت ۴۴ تا ۶۱ میں منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

آیت ۶۲ تا ۷۵ میں شرک کی تردید کرتے ہوئے توحید کو دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

آیت ۷۶ تا ۸۴ میں ایک سرمایہ پرست کا واقعہ جس کا نام قارون تھا بیان کر کے عبرت دلائی گئی ہے۔

آیت ۸۵ تا ۸۸ سورہ کے خاتمہ کی آیتیں ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی کا سامان بھی ہے اور اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کی ہدایت بھی۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ①
تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ②
نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ
لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③
اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا
يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ
نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④
وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤
وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا
مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ
فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ
وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ⑦
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـــِٕيْنَ ⑧
وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ
لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑨

۲۸ـ سُورۃُ القصص

آیات ۸۸

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے

۱ طا۔سین۔میم۔ ۱ے

۲ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔ ۲ے

۳ ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ واقعات پوری صحت کے ساتھ سناتے ہیں ۳ے ، ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں۔ ۴ے

۴ واقعہ یہ ہے کہ فرعون زمین میں سرکش ہو گیا تھا ۵ے ، اور اس نے ملک کے باشندوں کو فرقوں میں تقسیم کر دیا تھا ۶ے ۔ ان میں سے ایک گروہ کو اس نے کمزور بنا رکھا تھا۔ ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا ۷ے ۔ بلاشبہ وہ بڑا مفسد تھا۔ ۸ے

۵ اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر اپنا فضل کریں جو ملک میں کمزور بنا کر رکھے گئے تھے ان کو پیشوا بنائیں اور ان کو وارث بنائیں۔ ۹ے

۶ اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں ۱۰ے ۔ اور فرعون اور ہامان ۱۱ے اور ان کے لشکروں کو ان کے ذریعہ وہ دکھائیں جس کا انہیں اندیشہ تھا۔ ۱۲ے

۷ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب تمہیں اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور خوف اور غم نہ کرو۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس لائیں گے اور ہم اس کو رسول بنانے والے ہیں۔ ۱۳ے

۸ چنانچہ اس کو فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا کہ وہ ان کے لئے دشمن اور باعث غم بنے ۱۴ے ۔ درحقیقت فرعون ، ہامان اور ان کے لشکر سب بڑے خطا کار تھے۔ ۱۵ے

۹ اور فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا یہ میرے اور تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو ۱۶ے ۔ کیا عجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ (انجام) سے بے خبر تھے۔ ۱۷ے

ا۔ حروف مقطعات کے لئے دیکھئے سورہ بقرہ نوٹ ا۔ اور سورہ یونس، نوٹ ا۔

یہاں ''ط'' کا اشارہ طور کی طرف ہے جس کا ذکر آیت ۲۹ اور ۴۶ میں ہوا ہے جس کے دامن میں حضرت موسیٰ کو نبوت ملی۔ ''س'' کا اشارہ سلطان (حجت قاہرہ) کی طرف ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اور جس کا ذکر آیت ۳۵ میں ہوا ہے۔

اور ''م'' کا اشارہ موسیٰ کی طرف ہے جن کا ذکر آیت ۳ اور دیگر آیات میں ہوا ہے اور جن کا قصہ تفصیل سے اس سورہ میں بیان ہوا ہے۔

۲۔ تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۂ یوسف، نوٹ ۲۔

۳۔ یعنی یہ واقعات بالکل سچے ہیں اور لفظ بالفظ درست ہیں۔ ان کی صحت کا اندازہ آدمی کو اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ بائبل کے الجھے ہوئے بیان کو دیکھتا ہے۔

۴۔ یعنی اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھائیں گے جو ایمان لائیں گے۔

۵۔ سرکش ہونے کا مطلب اللہ سے بغاوت کرنا، اس کے احکام کی جگہ اپنے احکام جاری کرنا اور زمین میں عدل و امن قائم کرنے کے بجائے ظلم و زیادتی کرنا ہے۔

۶۔ یعنی تعصب اور ناروا سیاسی مصلحتوں کی بنا پر باشندگان ملک کو اس نے مختلف طبقوں (Classes) میں تقسیم کر رکھا تھا۔ حکمراں طبقہ کے حقوق محفوظ تھے اور دوسرے طبقوں کے حقوق اس کے رحم و کرم پر۔ اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک، بالفاظ دیگر فرعون کی حکومت بدترین قسم کی فرقہ پرست حکومت تھی۔ اور ایک فرقہ پرست حکومت کا رویہ کیسا ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ تو ہم اپنے ملک (بھارت) میں بہ آسانی کر سکتے ہیں۔

۷۔ یعنی بنی اسرائیل کو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں اقتدار حاصل ہو گیا تھا اور بنی اسرائیل کو وہاں اچھی پوزیشن حاصل ہو گئی تھی، جس کے زیر اثر ان کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا تھا۔ مگر بعد کے دور میں نسلی اور وطنی تعصّبات پیدا ہو گئے اور فرعون کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ اقلیت کہیں اکثریت میں تبدیل نہ ہو جائے۔ اسلئے اس نے بنی اسرائیل کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کرنے کے احکام جاری کر دیئے۔ وہ بنی اسرائیل سے سخت محنت مزدوری کا کام لیتا اور ان پر طرح طرح کی زیادتیاں کرتا تھا۔

۸۔ یعنی وہ ہر لحاظ سے مفسد تھا۔ اپنے عقیدہ وعمل کے اعتبار سے بھی اور حکمراں ہونے کی حیثیت سے بھی۔ چنانچہ اس کی حکومت ظلم اور جبر کی حکومت تھی اور اس نے سوسائٹی میں بہت بڑا بگاڑ پیدا کر دیا تھا۔

۹۔ یعنی فرعون نے بنی اسرائیل کو اپنی ظالمانہ حکومت کے ذریعہ دبا رکھا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ تھا کہ اس کو ابھارا جائے۔ اور اللہ جب کسی کو ابھارنا چاہتا ہے تو وہ ابھر کر رہتا ہے اور کوئی طاقت اس کو دبانے میں کامیاب نہیں ہوتی۔

وارث بنانے کا مطلب نعمتوں کا وارث بنانا ہے۔ مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۂ شعراء، نوٹ۔ ۵۳۔

۱۰۔ یعنی فرعون اور مصریوں کی غلامی سے نکال کر ان کو شام کی سرزمین کا حکمراں بنائیں۔

۱۱۔ قرآن کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہامان، فرعون کی حکومت میں کسی بہت بڑے عہدہ پر فائز تھا۔ ہوسکتا ہے وزیر اعظم رہا ہو۔ موجودہ زمانہ کے بعض معترضین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ ہامان نام کا کوئی شخص فرعون کی حکومت میں نہیں تھا۔ لیکن یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے۔ کیوں کہ اس زمانہ کی مفصل تاریخ تحریری شکل میں موجود نہیں ہے جس کی بنا پر یہ دعویٰ کیا جا سکے۔

۱۲۔ فرعون والے یہ اندیشہ محسوس کرتے تھے کہ بنی اسرائیل اقلیت میں ہونے کے باوجود کہیں ان پر غالب نہ آ جائیں۔ اور اللہ کا فیصلہ یہی تھا کہ بنی اسرائیل کے ذریعہ فرعونیوں کا اقتدار، ان کے وجود سمیت غرق دریا ہو جائے اور بالآخر ایسا ہی ہوا، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر اہل ایمان

کے کسی گروہ کو وقت کی فرعون صفت حکومت نے مظلوم بنا رکھا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی خاموش تدبیر اس مظلوم اقلیت کو ظالم اکثریت کی سرکوبی کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔

حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصہ کے یہ نہایت اہم پہلو تھے جن کو اس قصہ کی تمہید کے طور پر پیش کیا گیا، تا کہ نگاہیں ان پر مرکوز رہیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ کی ولادت کا حال اور دیگر حالات بیان ہوئے ہیں۔

۱۳۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ ، نوٹ ۳۴۔

۱۴۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ ، نوٹ ۳۶۔

۱۵۔ یعنی فرعون کا یہ پورا جتھا غلط کار اور گناہ پر گناہ کرنے والا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر کی کہ آگے جا کر وہ اپنے چین سے محروم ہو گئے۔

۱۶۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ نوٹ ۴۰۔

۱۷۔ یعنی اللہ کی یہ خاموش تدبیر تھی جو فرعون اور اس کے آل کے خلاف پڑنے والی تھی۔ مگر وہ اس سے بے خبر تھے کہ یہی موسیٰ جس کی پرورش میں وہ لگے ہوئے ہیں اپنے ساتھ اللہ کی وہ لاٹھی بھی لائے ہیں، جس میں آواز نہیں ہے اور جو کچھ ہی عرصہ بعد ان کی سرکوبی کرنے والی ہے۔

اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔قریب تھا کہ وہ اس راز کو
ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کا دل مضبوط نہ کرتے۔ یہ اس لئے کیا تا کہ
وہ مؤمن بن کر رہے۔اس نے اس (بچہ) کی بہن سے کہا تو اس
کے پیچھے پیچھے جا چنانچہ وہ اس کو دور سے دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو
اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔اور ہم نے اس (بچہ) پر پہلے ہی سے دودھ
پلانے والیوں کو حرام کر رکھا تھا۔اس کی (بہن) نے کہا کیا میں
تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس کی
پرورش کریں گے؟اور اس کے خیر خواہ ہوں گے۔(القرآن)

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ
لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾

۱۰ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا ۱۸۔ قریب تھا کہ وہ اس راز کو ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کا دل مضبوط نہ کرتے ۱۹۔ یہ اس لئے کیا تا کہ وہ مؤمن بن کر رہے۔ ۲۰۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ؗ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾

۱۱ اس نے اس (بچہ) کی بہن سے کہا تو اس کے پیچھے پیچھے جا چنانچہ وہ اس کو دور سے دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ ۲۱۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى
اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾

۱۲ اور ہم نے اس (بچہ) پر پہلے ہی سے دودھ پلانے والیوں کو حرام کر رکھا تھا ۲۲۔ اس کی (بہن) نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں گے؟ ۲۳۔ اور اس کے خیر خواہ ہوں گے۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ
اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

۱۳ اس طرح ہم نے اس کو اس کی ماں کے پاس لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے ۲۴۔ اور تا کہ وہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ ۲۵۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

۱۴ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ گیا اور اس میں متانت آ گئی تو ہم نے اس کو حکمت اور علم عطا فرمایا ۲۶۔ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ ۲۷۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ
فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ
اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

۱۵ اور (ایک دن) وہ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا جب کہ لوگ بے خبر تھے۔ وہاں اس نے دیکھا ۲۸، کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ ایک اس کے اپنے گروہ کا تھا ۲۹۔ اور دوسرا اس کے دشمن کے گروہ کا۔ جو اس کے گروہ کا تھا ۳۰۔ اس نے اس شخص کے مقابلہ میں جو دشمن کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا اس کو مدد کیلئے پکارا۔ موسیٰ نے اس کو گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا ۳۱۔ (جب یہ غلطی سرزد ہو گئی تو) اس نے کہا یہ شیطان کی حرکت ہے ۳۲۔ بلا شبہ وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔ ۳۳۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾

۱۶ اس نے دعا کی اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے چنانچہ اللہ نے اسے بخش دیا ۳۴۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۱۸۔ موسیٰ کی ماں کو اگرچہ پہلے ہی وحی کے ذریعہ اطمینان دلایا گیا تھا کہ بچہ اس کے پاس واپس آنے والا ہے۔لیکن ماں بہر حال ماں ہے وہ بچہ کی جدائی اور ایک ظالم کے گھر اس کے پہنچ جانے پر کس طرح بے قرار نہ ہوتی۔دل کی یہ کیفیت بالکل فطری تھی اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو توکل کے خلاف ہو۔

۱۹۔ ماں کی زبان سے بے قراری کی حالت میں ''میرا بچہ'' جیسے الفاظ نکل سکتے تھے جس سے راز فاش ہو جاتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی ڈھارس بندھا دی اس لئے اس کی زبان سے ایسا کوئی لفظ نہیں نکلا۔

آیت سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے راز داری برتی جا سکتی ہے۔نیز یہ نفسیاتی حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ راز داری کا تعلق دل کی مضبوطی سے ہے۔

۲۰۔ موسیٰ کی ماں اہل ایمان میں سے تھیں۔اور یہ واقعہ جو پیش آیا وہ ان کے ایمان کے لئے مزید تقویت کا باعث تھا۔

۲۱۔ یعنی فرعون والوں کو اس کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ یہ بچہ کی بہن ہے جو اس کے پیچھے پیچھے چلی آرہی ہے۔مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ نوٹ ۴۰۔

۲۲۔ یہاں حرام کا لفظ اپنے لغوی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے جس کے معنیٰ روکنے کے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچہ کی طبیعت میں ایسی بات پیدا کر دی تھی کہ وہ اپنی ماں کے سوا کسی کی چھاتی کو منہ نہ لگائے۔

۲۳۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ، نوٹ ۴۰۔

۲۴۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ، نوٹ ۴۱۔

۲۵۔ یعنی موسیٰ کی ماں پر یہ واضح ہو جائے کہ اللہ نے بچہ کو واپس لوٹانے کا، جو وعدہ بذریعہ وحی کیا تھا وہ بالکل سچا تھا اور پورا ہو کر رہا۔اسی طرح اللہ کا ہر وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔مگر اکثر لوگوں کی نگاہ اس حقیقت پر نہیں ہوتی اس لئے وہ اس سے بے خبر رہتے ہیں۔

۲۶۔ حضرت موسیٰ کی پرورش اس طرح ہوئی کہ اپنی ماں سے بھی تعلق رہا اور فرعون سے بھی۔جب وہ ذرا بڑے ہو گئے تو ان کے قتل کئے جانے کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہا۔کیوں کہ فرعون نوزائیدہ بچوں کو قتل کرتا تھا۔یا دریا میں ڈبو دیتا تھا۔اس لئے بعد میں راز داری کی ضرورت باقی نہیں رہی اور حضرت موسیٰ کا حسب نسب سب کو معلوم ہو گیا۔اور وہ بنی اسرائیل کے ایک معروف فرد کی حیثیت سے اُبھرے۔

انہیں بنی اسرائیل کے ماحول کو بھی دیکھنے کا موقع ملا اور فرعون کے ماحول کو بھی۔پھر جب وہ جوان ہوئے اور سنجیدگی اور متانت ان میں آگئی، تو اللہ نے ان کو دانائی وحکمت اور اپنی معرفت اور دین کا علم بخشا۔نبوت تو ان کو مصر سے نکلنے کے بعد ایک عرصہ گذر جانے پر عطا ہوئی۔لیکن علم وحکمت کی یہ دولت تو انہیں اپنے قیامِ مصر کے دوران ہی بخشی گئی۔اس طرح وہ اپنی قابلیت کی بنا پر مصر میں ممتاز رہے۔یہی وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ ایک عرصہ کے بعد رسالت سے سرفراز ہو کر مصر لوٹے ہیں، تو وہ بنی اسرائیل اور فرعون والوں کے لئے ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔

۲۷۔ یعنی علم وحکمت اللہ تعالیٰ کا بہترین انعام ہے جو اس دنیا میں کسی کو بھی ملے۔جو لوگ نیک روی اختیار کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ان کے ظرف کے مطابق اس انعام سے نوازتا ہے۔

۲۸۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی آبادی شہر کے باہر مضافات میں تھی۔اور شہر کے اندرونی حصہ میں مصری (قبطی) رہتے تھے۔جس قوم کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا تھا اس کو مضافات ہی میں جگہ مل سکتی تھی۔ایک روز حضرت موسیٰ ایسے وقت اپنے گھر سے نکل کر شہر میں داخل ہوئے جو لوگوں کے آرام کرنے کا وقت تھا اس لئے راستہ پر چہل پہل نہیں تھی۔ممکن ہے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے نکلے ہوں، جن کو مصریوں کی غلامی کرنا پڑ رہی تھی اور ان سے سخت محنت مزدوری کا کام لیا جاتا تھا۔

واضح رہے کہ حضرت موسیٰ کو فرعون نے پالا ضرور تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مخصوص تدبیر سے ان کو جب کہ وہ دودھ پیتا بچہ تھے، ان کی ماں کے پاس پہنچا دیا

تھا۔اور قرآن یہ صراحت نہیں کرتا کہ بعد میں وہ فرعون کے محل میں رہنے لگے تھے۔اس لئے صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی والدہ کے پاس رہ کر پلے بڑھے۔

۲۹۔ یعنی اسرائیلی تھا۔

۳۰۔ یعنی مصری (قبطی) جو قوم فرعون سے تعلق رکھتا تھا اور قومِ فرعون بنی اسرائیل کی دشمن تھی۔اس لئے وہ ان پر مظالم ڈھاتی اور ان کے بچوں کو قتل کرتی تھی۔

۳۱۔ یعنی موسیٰ نے اسرائیلی کو مصری سے بچانا چاہا۔لیکن جب اس کو بچانے کے لئے مصری کو گھونسا مارا تو اس کی تاب نہ لا کر اس نے وہیں دم توڑ دیا۔ حضرت موسیٰ کا ارادہ اس کو قتل کرنے کا نہیں تھا مگر اتفاق کی بات کہ ان کا گھونسا اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔

۳۲۔ حضرت موسیٰ نے اس عمل کو شیطان کی حرکت قرار دیا۔کیوں کہ شیطان کی اُکساہٹ کا اس میں کچھ دخل تھا، ورنہ حضرت موسیٰ نہ زور سے گھونسا مارتے اور نہ یہ حادثہ پیش آتا۔

۳۳۔ حضرت موسیٰ کی شیطان سے چوکنا رہنے کی یہ بات اور ان کا احساس گناہ، ان کے علم کی شان کو ظاہر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا اور جس کا ذکر آیت ۱۴ میں ہوا۔

۳۴۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھوں مصری کا قتل نادانستہ طور پر ہوا تھا۔یعنی یہ قتلِ خطا تھا نہ کہ قتلِ عمد۔لیکن قصور بہر حال قصور ہے اس لئے حضرت موسیٰ نے اپنے نفس کی رعایت کئے بغیر سخت الفاظ میں اللہ کے حضور اس کا اعتراف کرلیا۔چنانچہ انہوں نے اس قصور کو اپنے نفس پر ظلم قرار دیا اور اللہ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔

بعض حضرات عصمت انبیاء کی بحث چھیڑ کر اس واقعہ کی ایسی توجیہ کرتے ہیں کہ گویا حضرت موسیٰ سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا تھا۔لیکن یہ قرآن کے واضح بیان کے خلاف ہے۔قرآن صاف کہتا ہے کہ موسیٰ نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ سے معافی مانگی تھی۔اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا تھا۔اس سے حضرت موسیٰ کی نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔کیوں کہ اوّل تو یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے۔دوسرے یہ کہ غلطی سے یہ قصور سرزد ہوا تھا نہ کہ انہوں نے دانستہ کوئی گناہ کیا تھا اور تیسرے یہ کہ انہوں نے فوراً اپنے قصور کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی تھی۔

بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ مقتول حربی کافر تھا اس لئے اس کو قتل کرنا جائز تھا۔لیکن یہ صحیح نہیں کیوں کہ بنی اسرائیل کی طرف سے قومِ فرعون کے خلاف کوئی اعلان جہاد نہیں ہوا تھا۔پھر مصریوں کے بارے میں یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ حربی تھے۔رہا ان کا کافر ہونا تو کسی کے کافر ہونے کی بنا پر ہر حال میں اس کا قتل جائز نہیں ہوتا۔انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھی اہل ایمان کو کافر قوموں سے واسطہ پڑا ہے، اور ان کی طرف سے سخت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے، لیکن انہوں نے دارالکفر میں رہتے ہوئے ان کافروں میں سے کسی کے خلاف قتل کا کوئی اقدام نہیں کیا۔رہا جہاد تو وہ ایک اجتماعی اقدام ہے اور اس کا جواز مخصوص شرائط کے ساتھ ہے۔

اسلام کا عام قانون یہی ہے کہ ہر انسانی جان محترم ہے۔اور اسی صورت میں اس کو قتل کرنا جائز ہے جب کہ حق و انصاف کا تقاضا ہو۔

وَلَاتَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔(بنی اسرائیل۔۳۳)۔

''اور کسی نفس کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے قتل نہ کرو مگر حق کی بنا پر۔''

(پھر) اس نے کہا اے میرے رب! تیرے اس احسان کے بعد جو تو نے مجھ پر فرمایا، میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ پھر (دوسرے دن) وہ صبح کے وقت ڈرتے ڈرتے اور چوکنا رہتے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہی شخص جس نے کل مدد کے لئے اُسے پکارا تھا آج پھر اُسے پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے کہا تم صریح نا معقول ہو۔ پھر جب اس نے اس شخص کو جو دونوں کا دشمن تھا، پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ پکار اٹھا اے موسیٰ! کیا تم مجھے اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا؟ تم ملک میں جبار بن کر رہنا چاہتے ہو اصلاح کرنے والے بننا نہیں چاہتے؟ (القرآن)

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ فَلَنۡ اَكُوۡنَ
ظَهِيۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿١٧﴾

۱۷ (پھر) اس نے کہا اے میرے رب! تیرے اس احسان کے بعد جو تو نے مجھ پر فرمایا ۳۵؎، میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ ۳۶؎

فَاَصۡبَحَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسۡتَنۡصَرَهٗ
بِالۡاَمۡسِ يَسۡتَصۡرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوۡسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿١٨﴾

۱۸ پھر (دوسرے دن) وہ صبح کے وقت ڈرتے ڈرتے اور چوکنا رہتے ہوئے شہر میں داخل ہوا ۳۷؎۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہی شخص جس نے کل مدد کے لئے اُسے پکارا تھا آج پھر اُسے پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے کہا تم صریح نامعقول ہو۔ ۳۸؎

فَلَمَّآ اَنۡ اَرَادَ اَنۡ يَّبۡطِشَ بِالَّذِىۡ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ
يٰمُوۡسٰٓى اَتُرِيۡدُ اَنۡ تَقۡتُلَنِىۡ كَمَا قَتَلۡتَ نَفۡسًۢا بِالۡاَمۡسِ ۖ
اِنۡ تُرِيۡدُ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ جَبَّارًا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا تُرِيۡدُ
اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡمُصۡلِحِيۡنَ ﴿١٩﴾

۱۹ پھر جب اس نے اس شخص کو جو دونوں کا دشمن تھا ۳۹؎، پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ پکار اٹھا اے موسیٰ! کیا تم مجھے اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا؟ تم ملک میں جبار بن کر رہنا چاہتے ہو اصلاح کرنے والے بننا نہیں چاہتے؟ ۴۰؎

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡعٰى قَالَ يٰمُوۡسٰٓى اِنَّ
الۡمَلَاَ يَاۡتَمِرُوۡنَ بِكَ لِيَقۡتُلُوۡكَ فَاخۡرُجۡ اِنِّىۡ لَكَ
مِنَ النّٰصِحِيۡنَ ﴿٢٠﴾

۲۰ اور شہر کے آخری حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا موسیٰ! حکومت کے ذمہ دار تمہیں قتل کرنے کے لئے مشورہ کر رہے ہیں لہٰذا تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ ۴۱؎

فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿٢١﴾ ع

۲۱ یہ سن کر وہ ڈرتا ہوا ہوشیاری کے ساتھ وہاں سے نکل گیا اور اس نے دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔ ۴۲؎

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلۡقَآءَ مَدۡيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يَّهۡدِيَنِىۡ
سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿٢٢﴾

۲۲ جب اس نے مدین کی طرف رخ کیا تو کہا امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔ ۴۳؎

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ
يَسۡقُوۡنَ ۖ وَوَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَيۡنِ تَذُوۡدٰنِ ۚ قَالَ
مَا خَطۡبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسۡقِىۡ حَتّٰى يُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَاَبُوۡنَا
شَيۡخٌ كَبِيۡرٌ ﴿٢٣﴾

۲۳ اور جب وہ مدین کے پانی (کنویں) پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک تعداد (اپنے) جانوروں کو پانی پلا رہی ہے ۴۴؎۔ اور دیکھا کہ ان سے الگ دو عورتیں اپنے مویشیوں کو روکے کھڑی ہیں ۴۵؎۔ اس نے ان سے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے؟ ۴۶؎ انہوں نے کہا ہم اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے جانور ہٹا نہ لیں، اور ہمارے ابّا بہت بوڑھے ہیں۔ ۴۷؎

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰىۤ اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ
اِلَىَّ مِنۡ خَيۡرٍ فَقِيۡرٌ ﴿٢٤﴾

۲۴ یہ سن کر اس نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا ۴۸؎۔ پھر ایک سایہ کی طرف چلا گیا اور دعا کی اے میرے رب! جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔ ۴۹؎

۳۵۔ احسان سے مراد اللہ سے معافی مانگنے کی وہ توفیق ہے جو حضرت موسیٰ کو بروقت عطا ہوئی۔ اور اس بنا پر وہ پُر امید ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا۔

۳۶۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قصوروار اسرائیلی تھا۔ لیکن چونکہ وہ ایک مظلوم قوم کا فرد تھا اور اس نے موسیٰ کو مدد کے لئے پکارا تھا۔ اس لئے وہ اس کو بے قصور سمجھتے ہوئے اس کی مدد کے لئے گئے تھے۔ مگر بعد میں جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ خود قصوروار تھا تو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا، کہ آئندہ میں کسی مجرم کی مدد نہیں کروں گا اگرچہ وہ میری قوم کا فرد ہی کیوں نہ ہو۔

واضح ہوا کہ اسلام کی تعلیم میں فرقہ پرستی یا قوم پرستی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر کسی دار الکفر کا کوئی مسلمان جرم کرتا ہے یا کسی غیر مسلم پر زیادتی کرتا ہے تو دوسرے مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ اس مسلمان کی، اس بنا پر حمایت کریں کہ وہ ان کی قوم کا فرد ہے۔ کیوں کہ یہ طریقہ غیر منصفانہ بھی ہے اور مجرموں کی حوصلہ افزائی کرنے والا بھی۔

۳۷۔ ڈر اس بات کا کہ کہیں مجھے گرفتار نہ کر لیا جائے اور مجھ پر قتل کا مقدمہ نہ چلایا جائے۔ اور چوکنا اس بات سے کہ کوئی میری ٹوہ میں تو نہیں ہے۔

دوسرے دن بھی حضرت موسیٰ شہر کے باہر ہی سے آئے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مکان شہر کے باہر تھا۔ اور وہ فرعون کے محل میں نہیں رہتے تھے۔ کیوں کہ مصری کے قتل کے بعد وہ فرعون کے محل میں جانے کا خطرہ کس طرح مول لے سکتے تھے؟ مطلب یہ ہے کہ قرائن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے درمیان اور اپنے گھر میں رہتے تھے نہ کہ فرعون کے محل میں۔

۳۸۔ یعنی جس اسرائیلی نے کل مدد کے لئے پکارا تھا آج پھر دوسرے مصری کے ساتھ الجھ کر حضرت موسیٰ کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ اسرائیلی خود ہی جھگڑالو ہے، اس لئے انہوں نے اس سے کہا تم بالکل نامعقول آدمی ہو۔

۳۹۔ یعنی مصری، جو اسرائیلی شخص اور حضرت موسیٰ دونوں کا دشمن تھا۔

۴۰۔ یہ بات مصری نے حضرت موسیٰ سے کہی۔ حضرت موسیٰ اس کو صرف پکڑ کر علیحدہ کرنے کے لئے آگے بڑھے تھے۔ مگر مصری یہ سمجھا کہ اس کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس نے قتل کا وہ واقعہ یاد دلایا جو ایک روز پہلے ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ قتل کا واقعہ راز نہیں رہا، بلکہ اس کی خبر کسی نہ کسی طرح لوگوں کو ہو گئی ہے۔

۴۱۔ معلوم ہوتا ہے فرعون کا محل شہر کے آخری سرے پر تھا۔ وہاں سے یہ شخص جو حضرت موسیٰ کا خیر خواہ تھا، یہ خبر لے کر حضرت موسیٰ کے پاس دوڑتا ہوا آیا کہ ان کے قتل کے لئے فرعون کی حکومت مشورہ کر رہی ہے۔ اور ساتھ ہی اس شخص نے یہ مشورہ دیا کہ اے موسیٰ تم اس ملک سے نکل جاؤ۔

۴۲۔ فرعون کی حکومت قتل خطا کی سزا بھی قتل کی صورت میں دینا چاہتی تھی۔ کیوں کہ مقتول اس کا ہم قوم تھا، جب کہ موسیٰ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ ظاہر ہے یہ ظلم تھا اور فرعون نے بنی اسرائیل کے ساتھ ظالمانہ رویہ ہی اختیار کر رکھا تھا۔

حضرت موسیٰ کے ہاتھوں مصری کے قتل کا واقعہ بائبل کی کتاب خروج کے باب ۲ میں بھی بیان ہوا ہے لیکن اس تفصیل اور صحت کے ساتھ نہیں۔

۴۳۔ مدین خلیج عقبہ کے مشرقی ساحل پر مصر سے آٹھ دن کی مسافت پر واقع تھا۔ چونکہ یہ ملک فرعون کی سلطنت سے باہر تھا، اس لئے حضرت موسیٰ نے اس کا رخ کیا۔ انہیں اس سفر کے سلسلہ میں نہ تیاری کرنے کا موقع ملا تھا اور نہ وہ راستہ کی واقفیت ہی حاصل کر سکے تھے، بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے عزمِ سفر کیا تھا اور اس سے دعا کی تھی کہ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایسا فضل کیا کہ وہ سیدھے مدین پہنچ گئے۔ اور آگے جا کر ان پر ہدایت کی راہ روشن ہوتی چلی گئی۔

۴۴۔ یعنی شہر میں داخل ہونے سے پہلے ایک کنویں پر پہنچے، جہاں کافی لوگ جمع تھے اور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔

۴۵ ۔ یعنی وہ مردوں سے ہٹ کر ایک طرف اپنے جانوروں کے ساتھ کھڑی تھیں۔

۴۶ ۔ حضرت موسیٰ نے یہ سوال از راہ ہمدردی کیا۔ ایسے موقع پر اجنبی عورتوں سے بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۷ ۔ یہ اس دستور کی طرف اشارہ ہے جو مردوں نے وہاں رائج کر رکھا تھا کہ پہلے مرد اپنے جانوروں کو پانی پلائیں گے۔ اس کے بعد عورتوں کی باری آئے گی۔ حالانکہ عورتوں کو ان کے کمزور ہونے اور دیگر مصلحتوں کی بنا پر پہلے موقع دیا جانا چاہئے تھا، مگر یہ احساس نہ اُس زمانہ کے چرواہوں میں تھا اور نہ اِس زمانہ کے ترقی پسندوں میں ہے۔

ان عورتوں کو جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کو پانی پلانے کے لئے کنویں پر لانے لیجانے کا کام اس لئے کرنا پڑ رہا تھا، کہ ان کے گھر میں سوائے ان کے بوڑھے والد کے کوئی مرد نہیں تھا۔ اس لئے یہ ان کی مجبوری تھی۔ اگرچہ انصاف اور شریعت کی رو سے باہر کے کام کاج کی ذمہ داری مردوں ہی پر عائد ہوتی ہے لیکن ضرورتاً عورتوں کے لئے کام کرنا ممنوع بھی نہیں ہے بشرطیکہ، وہ شرعی حدود میں رہ کر کام کریں اور شرم وحیا کی پاسداری کریں۔

۴۸ ۔ حضرت موسیٰ نے جب ان کا یہ حال سنا تو جانوروں کو سیدھے کنویں پر لے گئے اور ان کو پانی پلایا۔ وہ نہایت قوی اور حوصلہ مند تھے اس لئے چرواہے ان کو روک نہ سکے۔ یہ خدمتِ خلق کا کام تھا جو حضرت موسیٰ نے ایسی حالت میں انجام دیا جب کہ وہ پریشان اور تھکے ہوئے تھے۔ مگر جو کام خلوص کے ساتھ صرف اللہ کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے، خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی قدر فرماتا ہے اور اس کو باعثِ خیر بناتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

مَنْ کَانَ فِی حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِی حَاجَتِهٖ۔

''جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے اللہ اس کی ضرورت پوری کر دیتا ہے۔'' (مسلم کتاب البر)

۴۹ ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کس قدر پریشان حال تھے۔ غالباً فاقہ کی نوبت آ گئی ہوگی۔ مگر ان کی خودداری دیکھئے کہ اس حال میں بھی کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا۔ مانگا تو اپنے رب سے۔ توکل کی کتنی اعلیٰ مثال ہے جو ان کے کردار سے ظاہر ہوتی ہے! پھر دعا میں انہوں نے جس ادب کو ملحوظ رکھا وہ بھی ان کے اعلیٰ ظرف ہونے کی دلیل ہے۔ کیوں کہ انہوں نے کسی شکوہ شکایت کے بغیر اپنی احتیاج اپنے رب کے سامنے پیش کر دی۔

پھر ان دوعورتوں میں سے ایک اس کے پاس شرماتی ہوئی آئی۔ اور کہا میرے
والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہماری خاطر جانوروں کو جو پانی پلایا ہے
اس کا صلہ آپ کو دیں۔ موسیٰ جب اس کے پاس پہنچا۔ اور اسے سارا قصہ سنایا
تو اس نے کہا خوف نہ کرو۔ ظالم قوم سے تمہیں نجات مل گئی۔ ان دوعورتوں
میں سے ایک نے کہا ابا جان ان کو اجرت پر رکھ لیجئے۔ بہترین شخص جس کو آپ
اجرت پر رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔ (القرآن)

فَجَآءَتْهُ إِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۚ قَالَتْ إِنَّ أَبِىْ يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُۥ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

۲۵ پھر ان دو عورتوں میں سے ایک اس کے پاس شرماتی ہوئی آئی ۵۰؎۔ اور کہا میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہماری خاطر جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کا صلہ آپ کو دیں۔ ۵۱؎ موسیٰ جب اس کے پاس پہنچا ۵۲؎۔ اور اسے سارا قصہ سنایا تو اس نے کہا خوف نہ کرو۔ ظالم قوم سے تمہیں نجات مل گئی۔ ۵۳؎

قَالَتْ إِحْدٰىهُمَا يٰٓأَبَتِ اسْتَـْٔجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَـْٔجَرْتَ الْقَوِىُّ الْأَمِيْنُ ﴿۲۶﴾

۲۶ ان دو عورتوں میں سے ایک نے کہا ابا جان ان کو اجرت پر رکھ لیجئے۔ بہترین شخص جس کو آپ اجرت پر رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔ ۵۴؎

قَالَ إِنِّىْٓ أُرِيْدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰىٓ أَن تَأْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَآ أُرِيْدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِىْٓ إِن شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

۲۷ اُن (کے باپ) نے (موسیٰ) سے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ اس شرط پر کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میرے ہاں خدمت کرو۔ اور اگر دس سال پورے کرو تو یہ تمہاری مرضی سے ہوگا۔ میں تم کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ ان شاء اللہ تم مجھے کردار میں اچھا پاؤ گے۔ ۵۵؎

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوٰنَ عَلَىَّ ۖ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾

۲۸ موسیٰ نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی۔ ان دونوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کر دوں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو گی ۵۶؎۔ اور جو قول و قرار ہم کر رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔ ۵۷؎

فَلَمَّا قَضٰى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهٖٓ ءَانَسَ مِن جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۖ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوْٓا إِنِّىْٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ ءَاتِيْكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

۲۹ جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی ۵۸؎۔ اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا ۵۹؎، تو طور کی جانب ۶۰؎ سے ایک آگ دکھائی دی۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو ۶۱؎۔ مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے کوئی خبر لے آؤں ۶۲؎۔ یا آگ کا کوئی انگارا لاؤں تاکہ تم تاپ سکو۔ ۶۳؎

فَلَمَّآ أَتٰىهَا نُوْدِىَ مِن شٰطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِى الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يٰمُوْسٰىٓ إِنِّىْٓ أَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾

۳۰ جب وہ اسکے پاس پہنچا تو خطۂ مبارکہ میں وادی کی داہنی جانب کے درخت سے ندا آئی اے موسیٰ! میں ہوں اللہ رب العالمین۔ ۶۴؎

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَءَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلّٰى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰىٓ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْءَامِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

۳۱ اور یہ کہ تم اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح حرکت کر رہی ہے ۶۵؎۔ تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور مڑ کر بھی نہ دیکھا ۶۶؎۔ اے موسیٰ! آگے آؤ اور ڈرو نہیں۔ تم بالکل محفوظ ہو۔ ۶۷؎

۵۰۔ عورت کا شرماتے ہوئے حضرت موسیٰ کے پاس آنا اس کی شرافت کو ظاہر کرتا ہے۔قرآن نے اس عورت کے اس وصف کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جس سے یہ اشارہ ملتا ہے، کہ اگر کسی عورت کو اجنبی شخص کے پاس جانے اوراس سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے، تو وہ اپنے نسوانی جوہر شرم وحیا کی پوری پاسداری کرے۔

موجودہ دور میں گوناگوں ضرورتوں کے تحت عورتوں کا باہر نکلنا ناگزیر سا ہوگیا ہے۔مگر حیا کی چادر اوڑھ کر باہر نکلنے اور شرم وحیا کے تقاضوں سے بے پرواہ ہوکر مردوزن کے اختلاط کا طریقہ اختیار کرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔پہلی صورت جائز اور دوسری صورت ناجائز۔

۵۱۔ عورتوں نے اپنے والد کو جب یہ واقعہ سنایا ہوگا کہ ایک مسافر کنویں پر آیا ہوا ہے جو شریف النفس معلوم ہوتا ہے۔اور اگر اس نے ہمارے ساتھ یہ ہمدردی کی، تو والد نے یہ خیال کیا ہوگا کہ معلوم نہیں اس مسافر نے کھانا بھی کھایا ہے یا نہیں؟ اور حسنِ سلوک کا بدلہ حسنِ سلوک سے دینا چاہئے۔لہٰذا انہوں نے اپنی لڑکی کو بھیجا کہ وہ اس شخص کو بلا کر لائے۔

۵۲۔ حضرت موسیٰ نے جو خدمت انجام دی تھی اس کی اجرت وصول کرنا ان کے پیشِ نظر نہ تھا۔لیکن چونکہ وہ مسافر ہونے کی حیثیت سے اس بات کے مستحق تھے کہ ان کی مہمان نوازی کی جائے۔نیز انہوں نے ابھی ابھی اللہ تعالیٰ سے خیر نازل کرنے کی دعا کی تھی۔اس لئے اس دعوت کو جس سے خیر کی راہ کھلنے کا امکان تھا ان کے لئے قبول کرنا ہی مناسب تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ عورت کے والد کے بلانے پر اس کے گھر پہنچ گئے۔

۵۳۔ اس بوڑھے شخص نے سارا قصہ سننے کے بعد حضرت موسیٰ کو اطمینان دلایا، کہ اس ملک میں فرعون کی علمداری نہیں ہے۔لہٰذا بے خوف ہوجاؤ کہ اب تم ظالم قوم کی دست رس سے باہر ہو۔

یہ بزرگ شخص جنہوں نے حضرت موسیٰ کو اپنے گھر بلایا کون تھے؟ قرآن نے ان کے نام کی صراحت نہیں کی۔لیکن عام طور سے مفسرین ان کا نام شعیب بتاتے ہیں جو بوجوہ صحیح نہیں۔

۱۔ اگر پیغمبر شعیب موسیٰ کے ہم عصر ہوتے تو قرآن صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کرتا۔

۲۔ حضرت شعیب کا زمانہ حضرت لوط کے زمانہ سے قریب رہا ہے۔چنانچہ حضرت شعیب اپنی قوم کو قوم لوط کے انجام سے عبرت دلاتے ہوئے کہتے ہیں:

وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡكُمۡ بِبَعِيۡدٍ (ہود:۸۹) ''اور قوم لوط (کا انجام) تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے''۔

لیکن حضرت لوط اور حضرت موسیٰ کے درمیان طویل مدت رہی ہے۔اس لئے شعیب علیہما السلام حضرت موسیٰ کے معاصر نہیں ہوسکتے۔

۳۔کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ یہ بزرگ شخصیت حضرت شعیب کی تھی۔جن روایتوں میں اس نام کی صراحت ملتی ہے وہ صحیح نہیں ہیں۔ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اور بعض احادیث میں موسیٰ کے قصہ کے سلسلے میں شعیب کے نام کی جو صراحت ملتی ہے تو ان کے اسناد صحیح نہیں ہیں''۔(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۵)

اور علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

''وہ شعیب نہیں تھے جیسا کہ بعض غلط رائے قائم کرنے والوں نے گمان کیا ہے، بلکہ علمائے سلف اور اہل کتاب جانتے ہیں کہ وہ شعیب نہیں تھے''۔(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ۴۲۹)

۴۔بائبل میں ایک جگہ ان کا نام رعوابل درج ہے (خروج ۲:۱۸) اور دوسرے مقامات پر یثرو (Jethro) (خروج ۳:۱) اور بائبل کا شارح لکھتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔یہ نام بعد میں درج کرلیا گیا ہے یعنی تورات میں یہ نام پہلے موجود نہیں تھا۔

" He is called Jethro in E-narratives thogh in each case the name seems to have been inserted later."
(The Interpreters one-volume Commentary on the Bible P.38)

۵۔ یہ بزرگ کافی بوڑھے تھے۔ اگر یہ حضرت شعیب ہوتے تو ان کا یہ زمانہ ان کی قوم پر عذاب آ جانے کے بعد کا زمانہ ہوتا۔ اس لئے اہل ایمان بھی ان کے ساتھ ہوتے اور ان کی موجودگی میں حضرت شعیب کی بیٹیوں کو پانی سے روکنے کی جرأت کوئی چرواہا نہیں کرسکتا تھا۔

اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ یہ بزرگ حضرت شعیب نہیں تھے۔ البتہ یہ قرین قیاس ہے کہ وہ حضرت شعیب کے خاندان سے رہے ہوں۔

۵۴۔ ان بزرگ کے ہاں گلہ بانی کے لئے کوئی مرد آدمی نہیں تھا۔ جب ان کی لڑکی نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ ایک طاقتور آدمی ہیں۔ اور اس کام کے لئے ایک طاقتور آدمی ہی موزوں ہوسکتا ہے، نیز حضرت موسیٰ اپنی چال ڈھال اور اپنی گفتگو سے نہایت امانت دار آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اور گھر میں کسی قابل اعتماد آدمی ہی کو رکھا جاسکتا ہے۔ تو اس نے حضرت موسیٰ کو اس خدمت کے لئے رکھ لینے کا مشورہ دیا۔ جس کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ ایک غریب الوطن شخص کو جو نیک کردار بھی ہے شریفوں کے گھر میں سہارا مل جائے۔

لڑکی کے اس مشورہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت سمجھدار تھی اور اس کا مشورہ نہایت معقول تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بعض عورتیں بڑی ذکی الفہم ہوتی ہیں اور ان کا مشورہ بھی بڑا معقول ہوتا ہے۔ اس لئے عورتوں کی وقعت کو گھٹانا صحیح نہیں اور قرآن تو ممتاز عورتوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

۵۵۔ مدین کے بزرگ نے اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ کے نکاح میں دینے کی جو پیش کش کی، تو وہ کوئی جذباتی فیصلہ نہیں تھا جو انہوں نے عجلت میں کیا ہو، بلکہ اس اطمینان کے بعد کیا تھا جو انہیں اپنے تجربہ اور حضرت موسیٰ کی زبانی ان کے قصہ کو سن لینے کے بعد حاصل ہو گیا تھا۔ اول تو ایک نبی کی شخصیت نبوت سے پہلے بھی اعلیٰ اخلاق کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ دوسرے مدین والوں کیلئے بنی اسرائیل اجنبی نہیں تھے، بلکہ دونوں میں رشتۂ قرابت تھا۔ کیوں کہ حضرت ابراہیم کی ایک کنیز جیسا کہ بائبل کا بیان ہے قطورا تھی اور اس سے جولڑکا پیدا ہوا وہ مدیان تھا، جس کو انہوں مدین کے علاقہ میں بسایا اور اسی کے نام سے یہ علاقہ منسوب ہوا۔ حضرت شعیب اسی نسل سے تھے اور جب قومِ شعیب پر عذاب آیا تو حضرت شعیب اور ان کے ساتھی عذاب سے محفوظ رہے۔ اور قریب کے علاقہ میں آباد ہوئے جو مدین ہی کہلایا۔ عجب نہیں کہ یہ بزرگ حضرت شعیب کے خاندان سے رہے ہوں۔ اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ سے ان کے بنی اسرائیل میں سے ہونے کی بنا پر یگانگت بھی محسوس کر لی ہو۔ بہرکیف یہ بزرگ نیک مسلمان تھے۔ ان کی ہمدردیاں حضرت موسیٰ کے ساتھ اس لئے بھی تھیں کہ وہ مظلوم تھے اور ایک مظلوم قوم کے فرد تھے۔

اِن بزرگ کو گلہ بانی کے لئے ایک مرد آدمی کی ضرورت تھی اور حضرت موسیٰ کو غریب الوطنی میں سہارے کی۔ اس لئے ان بزرگ نے فراخ دلی کے ساتھ اپنی بیٹی کے نکاح کی پیشکش کی تاکہ وہ خاندان کے فرد بن کر رہیں۔ رہی آٹھ سال تک کی خدمت کی شرط تو اس میں ایک مصلحت یہ بھی رہی ہوگی کہ حضرت موسیٰ اپنی اہلیہ کو لے کر اس وقت مصر لوٹیں، جب کہ قتل کا واقعہ پرانا ہوجانے کی بنا پر فرعون کی طرف سے ان کے خلاف کسی کارروائی کا اندیشہ باقی نہ رہا ہو۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ کی مشیت تھی کہ حضرت موسیٰ اس وقت مصر کا سفر کریں جو وقت کہ ان کے منصبِ رسالت سے سرفراز کئے جانے لئے موزوں اور مقدر تھا۔

آٹھ سال تک خدمت کی شرط بطور مہر کے نہیں تھی۔ کیوں کہ مہر بیوی کے لئے ہوتا ہے نہ کہ اس کے باپ کے لئے۔ اور نکاح کے لئے تو ابھی کسی لڑکی کا تعین بھی نہیں ہوا تھا بلکہ اپنی دو بیٹیوں میں سے کوئی ایک بیٹی کو نکاح میں دینے کی بات اِن بزرگ نے کہی تھی۔ اس لئے یہ عقدِ نکاح نہیں تھا بلکہ ایک معاہدہ تھا جس میں اِن بزرگ نے اپنے لڑکیوں کی مصلحت کو پیش نظر رکھا تھا اور حضرت موسیٰ کی مصلحت کو بھی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس بات کے پیشِ نظر کہ حضرت موسیٰ کے پاس مہر دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ لڑکیوں نے اپنی اس رضامندی کا اظہار اپنے باپ سے کیا ہو کہ وہ جس لڑکی کا بھی نکاح ان کے ساتھ کریں گے وہ اپنا مہر معاف کر دیں گی۔ بہر حال باپ نے جو کچھ کہا قرائن دلیل ہیں کہ اپنی لڑکیوں کی رضامندی ہی سے کہا۔

ضروری نہیں کہ نکاح معاہدہ کی مدت ختم ہوجانے پر کیا گیا ہو۔ بلکہ قرین قیاس یہ ہے کہ معاہدہ ہوجانے کے کچھ عرصہ بعد ہی ان بزرگ نے اپنی ایک بیٹی کا تعین کر کے اس کا نکاح حضرت موسیٰ سے کر دیا ہوگا، تاکہ وہ خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے گھر میں رہیں۔ اور گلہ بانی کا کام بھی اپنے معاہدہ کے مطابق کرتے رہیں۔

۵۶۔ یعنی اگر میں آٹھ سال کی مدت پوری کر کے اپنی اہلیہ کو لے کر جانا چاہوں تو پھر مجھے روکا نہ جائے، اور اگر میں دس سال کی مدت پوری کرنا چاہوں تو اس میں بھی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

۵۷۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ معاہدہ کس اسپرٹ میں کیا گیا تھا۔ اور جو معاہدہ حسنِ معاملہ کے عزم کے ساتھ اور اللہ کو نگہبان بنا کر کیا گیا ہو اس کے باعثِ خیر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

۵۸۔ حضرت موسیٰ نے کون سی مدت پوری کی آٹھ سال کی یا دس سال کی؟ اس کی کوئی صراحت قرآن نے نہیں کی اور بائبل میں تو مدت کی قرارداد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ رہ گئیں روایتیں تو بخاری میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت موسیٰ نے اس مدت کو پورا کیا جو ان دو مدتوں میں زیادہ لمبی اور بہتر تھی۔ لیکن دوسری روایتوں میں ایسی ہی بات مرفوعاً بیان ہوئی ہے، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی حیثیت سے۔ لیکن وہ اسناد کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۶)

۵۹۔ یعنی مدین سے اپنی بیوی بچوں کو لے کر مصر جا رہے تھے تاکہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہیں۔

۶۰۔ مدین سے کچھ فاصلہ پر کوہ طور ہے جو جزیرہ نما سینا میں واقع ہے۔ اور مدین سے مصر جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے۔

۶۱۔ گھر والوں کے لئے اُمْکُثُوْا جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تنہا ان کی اہلیہ نہیں تھیں، بلکہ ان کے بچے بھی تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کا نکاح مقررہ مدت گزر جانے سے پہلے ہی ہوا تھا۔ اور وہ اپنے خسر کے ہاں داماد کی حیثیت سے رہ کر گلہ بانی کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ اسی دوران ان کے ہاں بچے بھی پیدا ہوئے اور مدت پوری ہو جانے کے بعد، جب وہ مدین سے نکلے ہیں تو ان کے ساتھ بیوی کے علاوہ ان کے بچے بھی تھے۔

۶۲۔ یعنی راستہ کا پتہ چلاؤں کیوں کہ اندھیری رات میں راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

۶۳۔ رات سرد تھی اس لئے حضرت موسیٰ نے انگار الانا چاہا، تاکہ اس سے ان کے گھر والے گرمی حاصل کر سکیں۔

۶۴۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ، نوٹ ۱۰ اور ۱۱۔ اور سورۂ نمل، نوٹ ۹۔

۶۵۔ متن میں لفظ ''جان'' استعمال ہوا ہے جو عربی میں ایسے سانپ کے لئے بولا جاتا ہے جس کی حرکت تیز ہو۔ دوسری جگہ قرآن میں ''ثعبان'' اژدھا کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور ''حَیَّۃ'' سانپ کا بھی۔ یہ ایک ہی چیز کی مختلف تعبیریں ہیں۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی معجزانہ طور پر ایسا سانپ بن جاتی تھی جو دیکھنے میں بڑا اژدھا معلوم ہوتا تھا اور حرکت میں اس سانپ کی طرح تھا جو نہایت تیز رو ہوتا ہے۔

۶۶۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ نمل نوٹ ۱۰۔

۶۷۔ یعنی یہ سانپ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ
وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

[۳۲] اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو۔ وہ روشن ہو کر نکلے گا بغیر کسی عیب کے ۶۸ ۔ اور خوف کو دور کرنے کے لئے بازو سکیڑ لو ۶۹ ۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے دو نشانیاں ہیں ۷۰ ، فرعون اور اس کے درباروالوں کے سامنے پیش کرنے کیلئے۔ وہ بڑے فاسق لوگ ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾

[۳۳] اس نے عرض کیا اے میرے رب! میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا تھا اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ ۷۱ ۔

وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً
يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾

[۳۴] میرا بھائی ہارون بولنے میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج تا کہ وہ میری تصدیق کرے ۷۲ ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا
سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ
اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

[۳۵] فرمایا ہم تمہارے بھائی کے ذریعہ تمہارا بازو مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی حجتِ قاہرہ عطا کریں گے کہ وہ تم پر دست درازی نہ کر سکیں گے ۷۳ ۔ ہماری نشانیوں کے ساتھ (جاؤ)۔ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب رہیں گے۔ ۷۴ ۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾

[۳۶] پھر جب موسیٰ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر پہنچا تو انہوں نے کہا۔ یہ تو محض بناوٹی جادو ہے۔ اور یہ بات ہم نے اپنے اگلے باپ دادا سے کبھی نہیں سنی۔ ۷۵ ۔

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ
وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

[۳۷] موسیٰ نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے۔ اور جس کے لئے آخرت کا بہتر انجام ہے۔ بلاشبہ ظالم کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔ ۷۶ ۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ
فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا
لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

[۳۸] فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے لئے کسی خدا کو نہیں جانتا ۷۷ ۔ اے ہامان ۷۸ ! تم مٹی (اینٹیں) پکوا کر میرے لئے ایک اونچا محل تعمیر کرو تا کہ میں جھانک کر موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں ۷۹ ۔ میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا
اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

[۳۹] اس نے اور اس کے لشکروں نے ناحق زمین میں گھمنڈ کیا ۸۰ ۔ اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف لوٹنا نہیں ہے۔ ۸۱ ۔

۶۸۔ تشریح کیلئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ نوٹ ۲۳۔

۶۹۔ حضرت موسیٰ کے لئے یہ سب چیزیں غیر متوقع تھیں۔خاص طور سے ایک سنسان علاقہ میں رات کے وقت لاٹھی کا سانپ بن جانا قدرتی طور پر ان کو خوف زدہ کرنے والی بات تھی۔اس خوف کو دور کرنے کی تدبیر اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ اپنا بازو سکیڑ لو۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی غیر معمولی مدد تھی۔

۷۰۔ یعنی یہ دو معجزے ہیں جو اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ تم اللہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔

۷۱۔ یعنی جب میں فرعون کے سامنے دعوت لے کر جاؤں گا تو اس بات کا اندیشہ ہے، کہ وہ میرے خلاف قتل کے پرانے واقعہ کی بنا پر کارروائی کرے اور دعوت کا کام ہی انجام نہ پا سکے۔اگرچہ حضرت موسیٰ مصر ہی جارہے تھے لیکن چونکہ قتل کے واقعہ کو کافی عرصہ گذر چکا تھا اس لئے اس بات کا بظاہر امکان نہیں تھا کہ فرعون ان کو سزا دیتا۔لیکن اب یہ اندیشہ انہیں اس لئے محسوس ہوا کہ رسول کی حیثیت سے اس کے پاس جانا تھا۔

حضرت موسیٰ نے یہ جو کچھ عرض کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ نبوت کی ذمہ داری کو قبول کرنے سے معذرت کر رہے تھے، بلکہ وہ اس راہ کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہے تھے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو دور فرمائے اور ان کی مدد کرے۔

۷۲۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ طٰہٰ، نوٹ ۳۰۔

۷۳۔ یعنی تمہارا رعب اور ہیبت ان پر ایسی چھا جائے گی کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

۷۴۔ غالب حجت کے اعتبار سے بھی اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی۔چنانچہ جادوگروں کے ساتھ مقابلہ میں بھی حضرت موسیٰ ہی کی فتح ہوئی، فرعون نے جو تدبیر بھی ان کے خلاف کی الٹی پڑ گئی اور بالآخر وہ اپنے لشکر سمیت سمندر میں ڈوب مرا۔

۷۵۔ یعنی یہ بات کہ اللہ ہدایت کے لئے رسول بھیجتا ہے۔

۷۶۔ فرعون والوں کا یہ کہنا کہ ہم نے رسالت کی کوئی بات باپ دادا سے سنی ہی نہیں سراسر جھوٹ تھا۔کیوں کہ چند سو سال قبل حضرت یوسف جیسا پیغمبر ان میں گذر چکا تھا اور ان کو مصر کی فرمانروائی بھی حاصل ہوگئی تھی۔نیز بنی اسرائیل کا وجود اس بات کا زندہ ثبوت تھا کہ یہ سلسلۂ رسالت کو ماننے والی قوم ہے۔پھر قوم فرعون رسالت کے تصور سے بالکل ناآشنا کیسے ہوسکتی تھی۔

حضرت موسیٰ نے یہ بات ان کی ہٹ دھرمی کے جواب میں کہی۔یعنی اگر تم کوئی بات سمجھنا ہی نہیں چاہتے تو پھر نتائج کا انتظار کرو، کہ کس کا انجام بخیر ہوتا ہے اور کس کے حصہ میں ناکامی اور محرومی آتی ہے۔

۷۷۔ فرعون کے اس دعوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا کا منکر تھا اور اپنے خدا ہونے کا مدعی۔اس کے نزدیک کوئی بالاتر ہستی ایسی نہیں تھی جس کی پرستش لازم اور جس کی اطاعت واجب ہو۔وہ مصر کا فرمانروا ہونے کی بنا پر اپنے کو پرستش کا مستحق سمجھتا تھا اور اس بات کا بھی کہ اس کی بے چون وچرا اطاعت کی جائے۔

مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۱۸۰۔ سورۂ شعراء، نوٹ ۲۷۔ اور سورۂ نازعات، نوٹ ۱۸۔

واضح رہے کہ انبیاء علیہم السلام کو کافر اور مشرک حکمرانوں سے واسطہ پڑا ہے۔جو اللہ کے احکام وقوانین کے بجائے اپنے احکام اور قوانین چلاتے تھے۔لیکن قرآن نے فرعون کے سوا کسی کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے الٰہ اور رب اعلیٰ ہونے کا مدعی تھا۔مثال کے طور پر ملکہ سبا مشرکہ تھی اور اپنا حکم اور قانون چلاتی تھی۔حضرت سلیمان نے اس کی مشرکانہ حکومت کو ختم کرنے کیلئے اس کو الٹی میٹم بھی دیا۔لیکن کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ وہ اپنے خدا ہونے یا رب اعلیٰ ہونے کی مدعی تھی۔حضرت عیسیٰ کو بھی قیصر کی حکومت سے واسطہ پڑا تھا جو اپنے خود ساختہ قوانین چلاتا تھا۔لیکن اُس کی طرف بھی اس دعوے کو منسوب نہیں کیا گیا جو فرعون نے کیا تھا۔اسی طرح مکہ میں قریش کی حکومت بھی مشرکانہ تھی اور وہ اپنے کفر اور سرکشی کے اعتبار سے فرعون ہی کے نقش قدم پر تھے۔مگر ان کے بارے میں بھی قرآن نے یہ نہیں کہا کہ یہ اپنے خدا ہونے اور رب اعلیٰ ہونے کے مدعی ہیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون کا جرم ان تمام حکمرانوں اور اصحاب اقتدار کے جرائم

سے بڑھ کر تھا۔ اور وہ اپنے دعوے میں بالکل منفرد تھا۔

۷۸۔ تشریح کے لئے دیکھئے نوٹ ۱۱۔

۷۹۔ فرعون نے واقعی یہ حکم ہامان کو نہیں دیا تھا، بلکہ یہ بات اس نے حضرت موسیٰ کی اس دلیل کا مذاق اڑانے کیلئے کہی کہ اللہ زمین و آسمان کا رب ہے۔ فرعون کا جواب یہ تھا کہ زمین میں تو تمہارا خدا دکھائی نہیں دیتا رہا آسمان تو اب میں اونچا محل بنواتا ہوں، تا کہ اس پر چڑھ کر دیکھ لوں کہ خدا آسمان میں کہاں چھپا ہوا ہے۔ فرعون کا یہ جواب سراسر احمقانہ تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ خدا کے بارے میں فرعون کی یہ بے تکی باتیں اس کی پست ذہنیت اور اس کے گھمنڈی ہونے کا بین ثبوت ہیں۔

۸۰۔ یعنی فرعون کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنے کو بندگی کے مقام سے اونچا سمجھتا۔ اگر کوئی بندہ اپنے کو خدا کی بندگی سے اونچا سمجھتا ہے تو یہ گھمنڈ ہے جس کے لئے کوئی جواز (Justification) نہیں ہے۔

۸۱۔ یعنی نہ خدا کے حضور حاضر ہونا ہے، نہ اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہے اور نہ ان کا بدلہ پانا ہے۔

❑❑❑❑❑❑

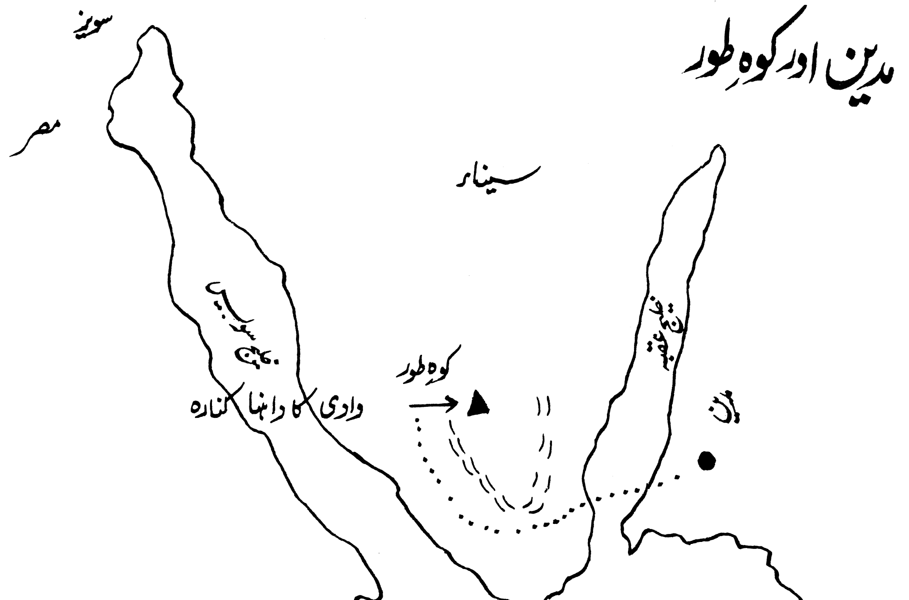

تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور ان سب کو سمندر میں
پھینک دیا۔تو دیکھ لو ظالموں کا کیا انجام ہوا ! ہم نے ان کو جہنم کی
طرف دعوت دینے والے پیشوا بنایا۔اور قیامت کے دن ان کی کوئی
مدد نہیں کی جائے گی ۔ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی۔
اور قیامت کے دن وہ بہت بری حالت میں ہوں گے۔(القرآن)

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾

۴۰ تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور ان سب کو سمندر میں پھینک دیا ۸۲۔ تو دیکھ لو ظالموں کا کیا انجام ہوا !

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

۴۱ ہم نے ان کو جہنم کی طرف دعوت دینے والے پیشوا بنایا۔ ۸۳۔ اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ ۸۴۔

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع

۴۲ ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ۸۵۔ اور قیامت کے دن وہ بہت بری حالت میں ہوں گے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

۴۳ ہم نے اگلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب عطا کی جو لوگوں کے لئے سامانِ بصیرت اور ہدایت و رحمت تھی تا کہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔ ۸۶۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾

۴۴ اور تم (اے پیغمبر!) اس وقت (طور کے) مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کے لئے فرمان صادر کیا اور نہ تم اس کے گواہوں میں سے تھے۔ ۸۷۔

وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۴۵﴾

۴۵ مگر ہم نے بہت سی نسلیں اٹھائیں اور ان پر ایک طویل زمانہ گزر گیا ۸۸۔ اور تم اہل مدین کے درمیان بھی موجود نہ تھے کہ ہماری آیتیں ان کو سنا رہے ہو۔ لیکن ہم تم کو رسول بنانے والے تھے۔ ۸۹۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

۴۶ اور نہ ہی تم طور کی جانب موجود تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) پکارا تھا ۹۰۔ لیکن یہ (وحی) تمہارے رب کی رحمت ہے تا کہ تم ایک ایسی قوم کو خبردار کرو جس کے پاس تم سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا ۹۱۔ تا کہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔

وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾

۴۷ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے مصیبت میں پڑیں تو کہیں، اے ہمارے رب! تو نے کیوں نہ ہماری طرف کوئی رسول بھیجا؟ کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں سے ہو جاتے۔ ۹۲۔

۸۲۔ فرعون اور اس کے لشکر کے سمندر میں ڈوب مرنے کا واقعہ سورۂ یونس اور سورۂ شعراء میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

۸۳۔ یعنی جو بھی فرعون والوں کے نقشِ قدم پر چلیں گے وہ قیامت کے دن، ان ہی کی قیادت میں جہنم کی طرف بڑھیں گے۔

۸۴۔ یعنی قیامت کے دن نہ گمراہ لیڈر اپنے گمراہ پیروؤں کی کوئی مدد کر سکیں گے۔ اور نہ یہ گمراہ پیرو اپنے لیڈروں کے کچھ کام آسکیں گے۔ ان میں سے ہر ایک بے یارومددگار رہوگا۔

یہ بہت بڑی تنبیہ ہے لیڈروں کے لئے بھی اور عوام کے لئے بھی۔ ہر شخص سوچ لے کہ وہ کدھر جا رہا ہے اور کس کے پیچھے چل رہا ہے۔

۸۵۔ دنیا فرعون اور اس کے ساتھیوں پر لعنت ہی بھیجتی ہے۔ مسلمان، نصاریٰ اور یہود سب ہی ان کی مذمت کرتے ہیں۔ اور دنیا فرعون کو ظالم ہی کی حیثیت سے جانتی ہیں۔

۸۶۔ یعنی سابق سرکش قوموں کو ہلاک کر کے آئندہ نسلوں کے لئے عبرت پذیری کا سامان کیا ان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے موسیٰ کو کتاب (تورات) عطا کی۔ اس آیت سے چند اہم باتوں پر روشنی پڑتی ہے:۔

ایک یہ کہ ہدایت کیلئے پہلی تفصیلی کتاب تورات تھی جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ اس سے پہلے رسولوں کے ذریعہ غیر کتابی شکل میں ہدایت کا سامان ہوتا رہا جیسے حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت صالح کے ذریعہ، یا پھر چھوٹے چھوٹے صحیفے نازل کئے گئے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو صحیفہ عطا ہوا تھا۔ (سورۂ اعلیٰ: ۱۹) واضح رہے تورات چونکہ متعدد اجزاء پر مشتمل تھی، اس لئے اس کو بھی صحف (صحیفوں) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ورنہ بحیثیت مجموعی وہ ایک تفصیلی کتاب تھی۔ تورات سے پہلے تفصیلی کتاب نازل نہ کئے جانے کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے، کہ اُس زمانہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج عام نہیں ہوا تھا۔ اس لئے ہدایت الٰہی کا اصل ذریعہ انبیاء علیہم السلام کے ارشادات رہے۔

دوسرے یہ کہ جب حضرت موسیٰ سے پہلے کوئی تفصیلی کتاب نازل ہی نہیں ہوئی تھی، تو مشرکانہ مذاہب کے پیرو اپنی مذہبی کتابوں مثلاً منوسمرتی، وید وغیرہ کے بارے میں کتابِ الٰہی ہونے کا جو دعویٰ کرتے ہیں وہ ایک بے بنیاد دعویٰ ہے۔ جب کہ یہ کتابیں خود اس بات کا دعویٰ نہیں کرتیں کہ ان کا نازل کرنے والا خدائے برتر (Supreme Being) ہے۔ اس لئے ان کے پیروؤں کا دعویٰ مدعی سست گواہ چست کے بمصداق ہے۔

تیسرے یہ کہ تورات صرف بنی اسرائیل کے لئے نہیں، بلکہ عام انسانیت کے لئے کتابِ ہدایت تھی۔ کیوں کہ آیت میں ھدیً وَّ رَحْمَۃً لِّلنَّاسِ (لوگوں کے لئے ہدایت و رحمت) فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ انبیائے بنی اسرائیل دوسری قوموں کو بھی قبول اسلام کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ جس کی مثال حضرت سلیمان کا ملکۂ سبا کو دعوت دینا ہے۔ اسی بنا پر بنی اسرائیل کو دنیا میں امامت کا مقام حاصل رہا۔ یہ وہ فضیلت ہے جس کی بنا پر وہ دوسری قوموں سے ممتاز رہے۔

۸۷۔ غربی جانب سے مراد کوہ طور کا مغربی حصہ ہے، جہاں حضرت موسیٰ کو تورات عطا ہوئی۔ موسیٰ کے لئے فرمان صادر کرنے سے مراد تورات ہے۔ اور اس کے گواہوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں، جن سے شریعت عطا کرتے وقت اس کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ کو کوہ طور کے مغربی حصہ میں تورات عطا کی گئی۔ اس وقت اے پیغمبر تم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ان واقعات کے چشم دید گواہ ہو، جو کوہِ طور کے دامن میں بنی اسرائیل کو پیش آئے۔ پھر قرآن کے ذریعہ تمہارا موسیٰ کی سرگذشت کو صحت و صداقت اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ پیش کرنا، جب کہ اہل کتاب کے پاس تورات کا جو حصہ موجود ہے وہ بھی ان کی تحریف کی وجہ سے ناقص حالت میں ہے، قرآن کے وحی الٰہی ہونے اور تمہارے پیغمبر ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

۸۸۔ حضرت موسیٰ کے بعد کافی دور گذر چکے ہیں۔ مگر تم اے پیغمبر اس قرآن کے ذریعہ حضرت موسیٰ کی سرگذشت کو اس طرح پیش کر رہے ہو، کہ گویا یہ سب تمہارے چشم دید واقعات ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

۸۹۔ یعنی اے پیغمبر! مدین کا جو واقعہ تم نے بیان کیا (جو اس سورہ کی آیت ۲۳ تا ۲۸ میں بیان ہوا ہے) وہ اس تفصیل اور صحت کے ساتھ کسی بھی کتاب میں بیان نہیں ہوا ہے۔لیکن تم نے اس کو اس طرح پیش کر دیا کہ گویا تمہارا آنکھوں دیکھا حال ہے۔ یہ بات تمہاری نبوت اور صداقت کو روشن کرتی ہے۔ تاریخ کے ان گمشدہ اوراق کو تم قرآن کی آیات کے ذریعہ اہل مکہ کے سامنے اس لئے پیش کر رہے ہو کہ ہم نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ورنہ اس کو جاننے کا کوئی ذریعہ تمہارے پاس موجود نہ تھا۔

۹۰۔ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف، جب طور کی جانب وادئ ایمن (وادی طویٰ) میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو پکارا۔ اور انہیں منصبِ رسالت سے سرفراز کیا، جیسا کہ اس سورہ کی آیت ۳۰ میں بیان ہوا ہے۔

۹۱۔ بنی اسمٰعیل یعنی عربوں میں ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا۔ ان دونبیوں نے جو تعلیم، جو نقوش، جو شریعت اور جو شعائر چھوڑے تھے وہی اس قوم کے لئے سرمایۂ دین تھے۔ البتہ حضرت موسیٰ پر نازل شدہ تورات بنی اسرائیل کے واسطہ سے ان کے لئے بھی تذکیر کا ذریعہ بنی۔ مگر چونکہ ایک طویل عرصہ سے اس قوم میں کوئی نبی نہیں آیا تھا اور وہ غفلت میں پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اپنے آخری رسول کو اس قوم میں مبعوث کر کے اس کو بیدار کرنے اور اللہ کی رحمت کا مستحق بننے کا سامان کیا۔

۹۲۔ یعنی رسول ہم نے اس لئے بھیجا، تاکہ تم پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے اور قیامت کے دن تم کو یہ عذر پیش کرنے کا موقع نہ ملے، کہ کوئی رسول تو ہماری طرف آیا نہیں تھا کہ ایمان لانے والے بنتے۔

مگر جب ہماری طرف سے حق ان کے پاس آ گیا تو کہنے لگے کیوں نہ دی گئی اس کو ویسی چیز جیسی موسیٰ کو دی گئی تھی؟ کیا ان لوگوں نے اس چیز کا انکار نہیں کیا جو اس سے پہلے موسیٰ کو دی گئی تھی؟ انہوں نے کہا دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اور کہا ہم سب کے منکر ہیں۔ ان سے کہو اگر تم سچے ہو تو لاؤ اللہ کی طرف سے ایسی کتاب جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخشنے والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر وہ تمہارے اس مطالبہ کو پورا نہیں کرتے تو جان لو کہ یہ اپنی خواہشات کے پیرو ہیں۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرے؟ اللہ ایسے ظالموں پر ہرگز راہ نہیں کھولتا۔ (القرآن)

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾

[۴۸] مگر جب ہماری طرف سے حق ان کے پاس آ گیا تو کہنے لگے کیوں نہ دی گئی اس کو ویسی چیز جیسی موسیٰ کو دی گئی تھی؟ ۹۳۔ کیا ان لوگوں نے اس چیز کا انکار نہیں کیا جو اس سے پہلے موسیٰ کو دی گئی تھی؟ ۹۴۔ انہوں نے کہا دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ۹۵۔ اور کہا ہم سب کے منکر ہیں۔

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾

[۴۹] ان سے کہو اگر تم سچے ہو تو لاؤ اللہ کی طرف سے ایسی کتاب جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخشنے والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا۔ ۹۶۔

فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾

[۵۰] اگر وہ تمہارے اس مطالبہ کو پورا نہیں کرتے تو جان لو کہ یہ اپنی خواہشات کے پیرو ہیں ۹۷۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرے؟ ۹۸۔ اللہ ایسے ظالموں پر ہرگز راہ نہیں کھولتا۔ ۹۹۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾

[۵۱] اور ہم نے ان کو مسلسل اپنا کلام پہنچایا تاکہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔ ۱۰۰۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾

[۵۲] جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب عطا کی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ۱۰۱۔

وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾

[۵۳] اور جب یہ (قرآن) ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ بلاشبہ یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے۔ ہم پہلے ہی سے مسلم ہیں۔ ۱۰۲۔

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٥٤﴾

[۵۴] یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کا اجر دوبار دیا جائے گا اس وجہ سے کہ وہ ثابت قدم رہے ۱۰۳۔ وہ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں۔ ۱۰۴۔ اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ ۱۰۵۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾

[۵۵] اور جب وہ کوئی لغوبات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ۱۰۶۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ۱۰۷۔ تم کو سلام ۱۰۸۔ ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے۔ ۱۰۹۔

۹۳۔ یعنی جو معجزے موسیٰ کو دیے گئے تھے وہ اس (پیغمبر) کو کیوں نہیں دیے گئے؟

۹۴۔ یعنی موسیٰ کو جو معجزے دیے گئے تھے اس کا بھی تو ان ہی جیسے کافروں نے انکار کیا تھا۔

۹۵۔ دونوں سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون ہیں۔ ان کے معجزوں کو اس وقت کے کافروں نے جادو قرار دیا تھا۔ اور اس میں مبالغہ کرتے ہوئے ان کی شخصیتوں ہی کو جادو سے تعبیر کیا تھا یعنی یہ سراپا جادوگر ہیں۔

۹۶۔ یعنی تورات اور قرآن سے زیادہ ہدایت بخشنے والی اللہ کی کوئی کتاب تمہارے پاس موجود ہے، تو اسے پیش کرو میں اس کی پیروی کروں گا۔ کیوں کہ اصل چیز اللہ کی ہدایت کی اتباع ہے۔

واضح ہوا کہ نزول قرآن کے زمانہ میں دو ہی کتابیں ہدایت کا ذریعہ تھیں۔ ایک تورات اور دوسرے قرآن جو نازل ہو رہا تھا۔ رہی زبور اور انجیل تو وہ تورات ہی کے تابع تھیں۔ اس لئے ان کے علیحدہ سے ذکر کی ضرورت نہیں تھی۔ جب اس زمانہ میں ان دو کتابوں کے علاوہ کوئی کتابِ ہدایت موجود نہیں تھی کہ اس کی اتباع کی جائے، تو موجودہ زمانہ میں مختلف مذاہب کی کتابوں کے بارے میں یہ دعویٰ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کا کلام اور ہدایت کا ذریعہ ہیں؟

یہ بات بھی خیال میں رہے کہ ان آیات میں مشرکین مکہ کے تعلق سے دین کے بنیادی عقائد، توحید، رسالت اور جزائے عمل زیر بحث ہیں اور اس سلسلہ میں تورات کی تعلیم بھی اصولی طور پر وہی ہے جو قرآن کی ہے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ قرآن کے سامنے تورات کا جو نسخہ موجود تھا اس میں اور جو نسخہ اب پایا جاتا ہے اس میں کافی فرق ہے۔

۹۷۔ یعنی ان کا یہ موقف عجیب ہے کہ نہ تورات کو مانتے ہیں اور نہ قرآن کو۔ اور نہ ہی کسی اور کتابِ الٰہی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جس میں ان سے بہتر ہدایات کا سامان موجود ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ سرے سے ہدایتِ الٰہی کی پیروی کرنا ہی نہیں چاہتے۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چلنے میں آزاد رہیں۔

۹۸۔ آج تعلیم عام ہوگئی ہے اور انسان کے لئے یہ معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے کہ خدا کی ہدایت کہاں ہے لیکن وہ اپنی خواہشات کے معاملہ میں بالکل آزاد رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے خدا کی ہدایت کی کوئی طلب اس میں پائی ہی نہیں جاتی۔

۹۹۔ یعنی جب تک ایسے غلط کار لوگ ہدایت الٰہی کے طالب نہیں بنتے اللہ ان کو ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

۱۰۰۔ یعنی قرآن کی آیتیں پیہم نازل کیں اور مسلسل ان کی تذکیر کا سامان کیا۔

۱۰۱۔ مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے تھے اور قرآن پر ایمان لائے تھے۔ واضح رہے کہ اہلِ کتاب کے لئے قرآن میں بالعموم **''الذین اوتوا الکتاب''** (جنہیں کتاب دی گئی تھی) کا فقرہ استعمال ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن خاص طور سے اس گروہ کے ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو مخلص مؤمن ہیں اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں، تو ان کے لئے **الذین اٰتینھم الکتاب** ''جن کو ہم نے کتاب عطا کی'' کے الفاظ استعمال کرتا ہے جس میں عنایت کا پہلو نمایاں ہے۔

۱۰۲۔ اشارہ ہے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کی طرف جو اصل دین اسلام پر قائم تھے، جو توحید اور آخرت کے ساتھ خدا کی تمام کتابوں اور رسولوں کو ماننے کی دعوت دیتا ہے، اور جب قرآن کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو وہ ان پر بھی ایمان لائے اور آپ کی پیروی اختیار کی۔ گویا انہوں نے اپنے ایمان کے تسلسل ہی میں قرآن اور اس کے پیغمبر کو پایا تھا۔ اس لئے وہ پہلے بھی مسلم تھے اور بعد میں بھی مسلم رہے۔ دین کو بدلنے (Conversion) کا سوال ان کے لئے پیدا ہی نہیں ہوا۔

اس سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ جب قرآن کے نزول کا آغاز ہوا تو کوئی مسلم موجود نہ تھا۔ یا یہ کہ دینِ اسلام کا آغاز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا دین رہا ہے اور نزول قرآن کے وقت بھی ایسے افراد موجود تھے۔جن کا دین اسلام تھا۔اس لئے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوا۔(اسلام کی تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ بقرہ ،نوٹ ۱۵۲۔ سورۂ آل عمران نوٹ ۱۰۵۔ ،۱۰۶۔ ، ۱۰۸۔)

۱۰۳۔ یعنی وہ پہلے بھی اسلام پر قائم رہے اس لئے اجر پانے کے مستحق تھے ہی۔اور جب قرآن پر ایمان لاکر اس کے پیغمبر کے پیرو بن گئے تو دوسری مرتبہ بھی اجر پانے کے مستحق ہو گئے۔

حدیث میں آتا ہے:

''تین شخص ہیں جن کو دوبارہ اجر دیا جائے گا۔ان میں سے ایک وہ جو اہل کتاب میں سے تھا اور اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا پھر مجھ پر ایمان لایا۔۔۔''

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۳ بحوالہ بخاری)

۱۰۴۔ یعنی جو لوگ ان مخلص مسلموں کے ساتھ الجھتے ہیں، ان کی گالیوں کا جواب وہ گالیوں سے نہیں دیتے، بلکہ برائی کا مقابلہ بھلائی سے کرتے ہیں۔

۱۰۵۔ یعنی ان کا ایک قابل قدر وصف یہ ہے کہ وہ بخیل اور زر پرست نہیں ہیں، بلکہ دل کے غنی ہیں اور اللہ کی راہ میں اس کا دیا ہوا مال خرچ کرتے ہیں نیز حاجتمندوں کی مدد کرتے ہیں۔

اس سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے خیر کی راہیں کھلتی ہیں اور مزید توفیق ملتی ہے۔

۱۰۶۔ ''لغو'' کی تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ مؤمنون نوٹ ۳۔

یہاں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ لوگ اپنے مخالفین کی بیہودہ باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور نہ ایسی باتوں کا جواب دینے سے ان کو کوئی دلچسپی ہوتی ہے۔

۱۰۷۔ یعنی ہم ہمارے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم تمہارے اعمال کے ذمہ دار۔ہم اپنے عمل کے نتائج کو پائیں گے اور تم تمہارے عمل کے نتائج کو۔

۱۰۸۔ یہ سلام اس معروف معنیٰ میں نہیں ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کرتا ہے۔ بلکہ یہ سلام سلامتی کے ساتھ رخصت ہونے کے معنیٰ میں ہے۔یعنی ہمارا سلام لو ہم اجازت چاہتے ہیں۔

مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ فرقان، نوٹ ۹۲۔

۱۰۹۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں جو لوگ جہالت پر اتر آئیں، ان کے ساتھ اہل ایمان الجھیں نہیں، بلکہ خوبصورتی کے ساتھ ان کے پاس سے رخصت ہو جائیں۔''مذہبی جھگڑوں'' سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔البتہ اگر سننے والا کچھ سننے کے لئے آمادہ ہو تو اسے حق بات ضرور سنائی جائے۔

❑❑❑❑❑❑

(اے پیغمبر!) تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت قبول کرنے والوں کو۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کرنے لگیں تو اپنی زمین (ملک) سے اچک لئے جائیں گے۔ کیا ہم نے امن والے حرم میں انہیں جگہ نہیں دی جس کی طرف ہر قسم کے پھل کھینچے چلے آرہے ہیں ہماری طرف سے رزق کے طور پر۔ لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں۔ اور کتنی ہی آبادیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے عیش پر اترا گئی تھیں۔ تو یہ ہیں ان کے مسکن (گھر) جو ان کے بعد کم ہی آباد ہوئے۔ اور ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔ (القرآن)

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ
مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۵۶﴾

۵۶ (اے پیغمبر!) تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ۱۱۰۔ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت قبول کرنے والوں کو۔

وَقَالُوۡۤا اِنۡ نَّتَّبِعِ الۡهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفۡ مِنۡ اَرۡضِنَا‌ ؕ
اَوَلَمۡ نُمَكِّنۡ لَّهُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجۡبٰٓى اِلَيۡهِ ثَمَرٰتُ
كُلِّ شَىۡءٍ رِّزۡقًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾

۵۷ وہ کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کرنے لگیں تو اپنی زمین (ملک) سے اچک لئے جائیں گے۔ کیا ہم نے امن والے حرم میں انہیں جگہ نہیں دی جس کی طرف ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آرہے ہیں ہماری طرف سے رزق کے طور پر۔ لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں۔ ۱۱۱۔

وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍۢ بَطِرَتۡ مَعِيۡشَتَهَا‌ ۚ فَتِلۡكَ مَسٰكِنُهُمۡ
لَمۡ تُسۡكَنۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا‌ ؕ وَكُنَّا نَحۡنُ الۡوٰرِثِيۡنَ ﴿۵۸﴾

۵۸ اور کتنی ہی آبادیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے عیش پر اترا گئی تھیں ۱۱۲۔ تو یہ ہیں ان کے مسکن (گھر) جو ان کے بعد کم ہی آباد ہوئے ۱۱۳۔ اور ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔ ۱۱۴۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهۡلِكَ الۡقُرٰى حَتّٰى يَبۡعَثَ فِىۡۤ اُمِّهَا رَسُوۡلًا يَّتۡلُوۡا
عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا‌ ۚ وَمَا كُنَّا مُهۡلِكِى الۡقُرٰٓى اِلَّا وَاَهۡلُهَا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾

۵۹ اور تمہارا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہ تھا جب تک کہ ان کی مرکزی بستی میں ایک رسول نہ بھیج دیتا جو ان کو ہماری آیتیں سناتا ۱۱۵۔ اور ہم بستیوں کو اسی صورت میں ہلاک کرتے ہیں جب کہ ان کے رہنے والے ظالم ہوں۔ ۱۱۶۔

وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَزِيۡنَـتُهَا‌ ۚ وَمَا
عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى‌ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۰﴾

۶۰ تم لوگوں کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ بس دنیوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ ۱۱۷۔

اَفَمَنۡ وَّعَدۡنٰهُ وَعۡدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيۡهِ كَمَنۡ مَّتَّعۡنٰهُ مَتَاعَ
الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ثُمَّ هُوَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ مِنَ الۡمُحۡضَرِيۡنَ ﴿۶۱﴾

۶۱ کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کر رکھا ہے اور جس کو وہ لازماً پائے گا ۱۱۸۔ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ قیامت کے دن (سزا کے لئے) حاضر کیا جانے والا ہے؟ ۱۱۹۔

وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُ اَيۡنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ
كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۶۲﴾

۶۲ اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور پوچھے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کا تم کو دعویٰ تھا؟ ۱۲۰۔

۱۱۰۔ یعنی قبولِ ہدایت کی توفیق دینا اللہ ہی کا کام ہے۔تمہارے بس میں یہ نہیں ہے کہ کسی کے دل میں ہدایت اتار دو اور اسے ہدایت یافتہ بنا دو۔اور جب ایک پیغمبر کسی کے دل میں ہدایت نہیں اتار سکتا تو دوسرے لوگ کیا کر سکتے ہیں۔

۱۱۱۔ قریش یہ سمجھتے تھے کہ مکہ میں ان کو جو مقام حاصل ہے اور جو پُر امن فضا میسر ہے، وہ اس لئے ہے کہ انہوں نے بت پرستی کے سلسلے میں رواداری اختیار کر رکھی ہے۔اور ہر قبیلہ کے بت کو خانۂ کعبہ میں جگہ دیدی ہے۔اب اگر وہ پیغمبر کی دعوتِ توحید کو قبول کر لیتے ہیں، تو مکہ میں نہ کوئی بت رہے گا اور نہ بت پرستی۔ جس کے نتیجے میں عرب قبائل کی مخالفت انہیں مول لینا پڑے گی۔اس کا اثر ان کی تجارت اور ان کی معاشی زندگی پر بھی پڑ سکتا ہے اور ان کے امن و عافیت پر بھی۔ان کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ تمہیں امن و امان کی جو نعمت ایک ایسے ملک میں، جہاں قتل و قتال اور غارت گری عام ہے، اس رواداری کی بنا پر نہیں ملی ہے جو تم نے بت پرستی کے سلسلہ میں اختیار کر رکھی ہے۔ بلکہ اس لئے ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو محفوظ حرم بنا دیا ہے۔اس کے حرم ہونے ہی کی بنا پر عرب اس شہر کا احترام کرتے ہیں اور اس میں بدامنی کو بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔اس لئے قریش کو جو امن میسر ہے وہ حرم کے طفیل ہے نہ کہ بت پرستی کے طفیل۔اسی طرح مکہ کے غیر زرعی خطہ میں ہر قسم کے پھلوں اور پیداوار کی جو درآمد مختلف جہتوں سے ہو رہی ہے، وہ بھی اس کے مرکزِ توحید ہونے کی بنا پر ہے اور اللہ کے فضل خاص کا نتیجہ ہے، مگر جو بات توحید کی تائید میں جا رہی تھی اس کو انہوں نے اپنی نادانی سے شرک کے خانہ میں ڈال دیا۔وہ یہ غلط باتیں کہتے رہے۔مگر چند سال بعد ہی دنیا نے دیکھ لیا کہ توحید کے علمبردار پورے عرب پر چھا گئے اور ان کے لئے کوئی خوف و خطرہ باقی نہیں رہا۔

آج بھی مصلحت پسند سیاسی لیڈر لوگوں کو خدا اور اس کے دین سے دور ہی رکھنا چاہتے ہیں، تا کہ امن و آشتی قائم رہے۔حالانکہ حقیقی امن و آشتی خدا اور اس کے دین پر ایمان لانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۱۲۔ یعنی جن کو اپنی خوش حال زندگی اور اپنی تمدنی ترقی پر ناز تھا۔

۱۱۳۔ یعنی کم ہی ایسا ہوا کہ ان اجڑی ہوئی بستیوں میں کوئی بسا ہو۔

۱۱۴۔ یعنی یہ لوگ دنیا سے اس طرح رخصت ہوگئے کہ ان کو اپنا سارا اثاثہ چھوڑ دینا پڑا۔اس طرح بالآخر ان چیزوں کے ہم ہی مالک ہو گئے۔

۱۱۵۔ یعنی جن بستیوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا وہ اس صورت میں ہوا، جب کہ ایک رسول کے ذریعہ ان کو غفلت سے بیدار کرنے کا سامان کر دیا گیا تھا۔مگر انہوں نے رسول کی دعوت پر کان نہیں دھرا۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ رسول کی بعثت ہر ہر بستی میں نہیں، بلکہ کسی مرکزی بستی میں ہوتی رہی ہے، تا کہ اس کی دعوت آسانی کے ساتھ دوسری بستیوں میں بھی پہنچ جائے۔

۱۱۶۔ یعنی مشرکانہ اور کافرانہ عقائد و اعمال کی بنا پر وہ غلط کار ہو کر رہ گئے ہوں۔اور خدا کے تعلق سے ان کا رویہ سراسر خلاف عدل اور زیادتی پر مبنی ہو۔

۱۱۷۔ واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ اگر تم پیغمبر کی دعوتِ حق کو محض اس لئے قبول نہیں کر رہے ہو کہ اس صورت میں تمہارے معاشی اور دنیوی مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے تو یاد رکھو دنیا کے فائدے چند روزہ ہیں۔اس کے بالمقابل آخرت کی نعمتیں بدرجہا بہتر بھی ہیں اور دائمی بھی۔ پھر کیا یہ عقلمندی ہے کہ آدمی وقتی اور حقیر فائدوں کو ابدی نعمتوں پر ترجیح دے۔

۱۱۸۔ مراد نیک عمل مؤمن ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۱۱۹۔ مراد کافر ہے جس کو گرفتار کر کے قیامت کے دن اللہ کے حضور حاضر کیا جائے گا، تا کہ اس کو اس کے کفر اور بغاوت کی سزا دی جائے۔

۱۲۰۔ قیامت کے دن یہ سوال اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے کرے گا، جو دنیا میں اس کا شریک ٹھہراتے رہے ہیں۔جن کا دعویٰ یہ رہا ہے کہ خدائی اختیارات (Divine Powers) دوسروں کو بھی حاصل ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا
اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾

۶۳ جن پر ہمارا فرمان لاگو ہوگا ۱۲۱؎۔ وہ کہیں گے اے رب! یہی لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ ہم نے ان کو اسی طرح گمراہ کیا جس طرح ہم گمراہ ہوئے ۱۲۲؎۔ ہم تیرے حضور (ان سے) برأت کا اظہار کرتے ہیں ۱۲۳؎۔ یہ ہماری پرستش نہیں کرتے تھے۔ ۱۲۴؎

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ
وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾

۶۴ اور ان سے کہا جائے گا کہ (اب) پکارو اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو ۱۲۵؎۔ یہ ان کو پکاریں گے لیکن وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے ۱۲۶؎۔ اور یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے۔ کاش انہوں نے ہدایت اختیار کی ہوتی! ۱۲۷؎

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾

۶۵ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ ۱۲۸؎

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

۶۶ اس دن ان سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ ہی سکیں گے۔ ۱۲۹؎

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ
يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾

۶۷ تو جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک عمل کیا وہ امید ہے کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا۔ ۱۳۰؎

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ
اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾

۶۸ اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ان کو کوئی اختیار نہیں ۱۳۱؎۔ اللہ پاک اور برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ ۱۳۲؎

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾

۶۹ تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۳۳؎

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ
وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾

۷۰ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اسی کے لئے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ۱۳۴؎۔ حکم اُسی کا ہے ۱۳۵؎۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ ۱۳۶؎

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾

۷۱ ان سے کہو کیا تم نے اس بات پر غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لئے رات طاری کر دے، تو اللہ کے سوا وہ کون سا خدا ہے جو تمہارے لئے روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں؟

۱۲۱۔ یہ اللہ کی عدالت میں شیاطین کا جواب ہوگا جو گمراہی کے پیشوا تھے۔ ان پر اللہ کا یہ فرمان لاگو ہو چکا ہوگا کہ یہ لعنت کے مستحق اور دوزخی ہیں۔

۱۲۲۔ ان شیطانوں کا یہ جواب ہوگا کہ ہم ان لوگوں کی گمراہی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ان کو ہم نے گمراہ ضرور کیا، مگر جس طرح ہم خود اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے تھے اسی طرح یہ اپنے اختیارات سے گمراہ ہوئے۔ ہم نے ان کو زبردستی گمراہ نہیں کیا تھا کہ ان کی گمراہی کی سزا ہم کو بھگتنا پڑے۔

۱۲۳۔ یعنی اپنے ان پیروؤں سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۲۴۔ یعنی یہ حقیقتاً اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے پرستار تھے۔

۱۲۵۔ شیطانوں اور گمراہ پیشواؤں کے اس جواب کے بعد جو اوپر بیان ہوا۔ عام مشرکین سے کہا جائے گا کہ اب پکارو اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو، جن کو تم نے اپنا مددگار اور سفارشی سمجھ رکھا تھا۔

۱۲۶۔ یعنی جن فرضی خداؤں کو وہ پوجتے تھے، ان کا کوئی وجود ہی نہیں ہوگا کہ ان کو جواب دے سکیں۔

۱۲۷۔ یہ ان کے حال پر اظہار حسرت ہے، کہ اگر انہوں نے ہدایت قبول کی ہوتی تو آج اس انجام کو نہ پہنچتے۔ مشرکوں کے اس انجام کی تصویر قرآن میں اس لئے پیش کر دی گئی ہے، تاکہ لوگ شرک اور بت پرستی کو معمولی بات نہ سمجھیں۔

۱۲۸۔ یہ دوسرا سوال رسالت کے بارے میں ہوگا، کہ جو پیغام لے کر ہمارے رسول تمہارے پاس آئے تھے، ان کے پیغام کو تم نے قبول کیا یا نہیں اور ان کی دعوت کا تم نے کیا جواب دیا۔

۱۲۹۔ یعنی قیامت کے دن ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی، جس کو وہ انکارِ رسالت کی تائید میں پیش کر سکیں۔ اس لئے کوئی بات انہیں سُجھائی نہیں دے گی اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھ بھی نہ سکیں گے، کہ اس سوال کا کیا جواب دیا جائے۔ کیوں کہ رسولوں کی صداقت ان پر اس طرح واضح ہو چکی تھی کہ اس سلسلہ میں عذر کرنے کا کوئی موقع نہ ہوگا۔

۱۳۰۔ یہ مشرکوں اور کافروں کو توبہ کی ترغیب ہے، کہ آج دنیا میں تمہیں اس کا موقع حاصل ہے، تو جو کوئی شرک اور کفر سے باز آئے گا اور ایمان لا کر عملاً نیک بنے گا وہ بجا طور پر آخرت کی کامیابی کی امید رکھ سکتا ہے۔

۱۳۱۔ یعنی اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں۔ اسی طرح وہ اپنی مخلوق میں سے انعام سے نوازنے کے لئے افراد کو خود ہی چن لیتا ہے۔ چنانچہ اس نے مؤمنین مخلصین کو جنت کے لئے چن لیا ہے۔ مشرکین نے جن کو سفارشی (شفعاء) ٹھہرا رکھا ہے۔ ان کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں ہے وہ بالکل بے اختیار ہیں۔

۱۳۲۔ یعنی یہ خیال کہ خدا کے کاموں میں کوئی دخل دینے والا ہے سراسر شرک ہے۔ یہ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں یہی گمان رکھتے ہیں۔ مگر اللہ کی ذات اس سے بہت بلند و بالا ہے کہ اس کے کاموں، اس کے فیصلوں اور اس کے انتخاب کے معاملہ میں کوئی اس پر اثر انداز ہو سکے اور کوئی بات اس سے منوائی جا سکے۔

۱۳۳۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مشرکین، جس شرک اور بت پرستی کو اعلانیہ اپنا مذہب بنائے ہوئے ہیں اس کے پیچھے، جو ذہنیت کام کر رہی ہے اور جو فاسد جذبات اور محرکات ہیں، ان کو بھی اللہ بخوبی جانتا ہے۔

۱۳۴۔ یعنی اللہ ہی اس کا مستحق ہے کہ دنیا میں بھی اسی کے گن گائے جائیں اور آخرت میں تو اُسی کے گن گائے جائیں گے۔

۱۳۵۔ یعنی اس کائنات میں اسی کا حکم اور فیصلہ نافذ العمل ہے۔ اور وہی اس کا مستحق ہے کہ انسان اس کے شرعی احکام اور فیصلوں کی پابندی قبول کرے۔ اور اس کے کسی حکم کی بھی خلاف ورزی نہ کرے۔

۱۳۶۔ یعنی تمہیں بالآخر پیش اللہ ہی کے حضور ہونا ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

۷۲ ان سے کہو کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کیلئے دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا خدا ہے جو تمہارے لئے رات کو لائے کہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو؟ کیا تم دیکھتے نہیں۔ ۱۳۷

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

۷۳ اور یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے، تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔ اور اس کا فضل تلاش کرو۔ اور تا کہ تم شکر گذار بنو۔ ۱۳۸

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾

۷۴ اور وہ دن جب وہ انہیں پکارے گا اور کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم نے ٹھہرائے تھے؟

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

۷۵ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لائیں گے ۱۳۹۔ اور لوگوں سے کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو ۱۴۰۔ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق اللہ ہی کے لئے ہے ۱۴۱۔ اور جو جھوٹ گھڑتے رہے ہیں، وہ سب گم ہو جائے گا۔ ۱۴۲

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْۗاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

۷۶ قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا لیکن وہ ان کے خلاف زیادتی پر اتر آیا ۱۴۳۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور گروہ مشکل سے اٹھا سکتا تھا ۱۴۴۔ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا اتراؤ مت ۱۴۵۔ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ۱۴۶

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

۷۷ اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اسکے ذریعہ آخرت کا گھر طلب کرو ۱۴۷۔ اور دنیا میں سے اپنا حصہ نہ بھولو ۱۴۸۔ احسان کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے ۱۴۹۔ اور زمین میں فساد کے درپے نہ ہو جاؤ ۱۵۰۔ اللہ فساد برپا کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔــلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾

۷۸ اس نے کہا یہ سب کچھ مجھے اپنے ذاتی علم کی بنا پر ملا ہے ۱۵۱۔ کیا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکا ہے، جو قوت میں اس سے زیادہ اور جمعیت میں اس سے بڑھ کر تھیں ۱۵۲۔ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جاتا! ۱۵۳

۱۳۷ ۔ رات اور دن کی آمد ورفت کا جو نظام اس زمین پر قائم کر دیا گیا ہے، وہ زندگی گزارنے کے لئے نہایت سازگار ہے۔ اگر رات کی تاریکی میں اسے سکون ملتا ہے تو دن کے اجالے میں اس کے لئے معاشی دوڑ دھوپ کرنا آسان ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا بہت بڑا کرشمہ ہے۔ مگر انسان کا حال بہت عجیب ہے وہ ماحول کی سازگاری کو تو محسوس کرتا ہے مگر اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ ماحول کی یہ سازگاری ایک نظام کے تحت ہے۔ اور نظام کا وجود اس کے قائم کرنے والے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر جس ہستی نے یہ نظام قائم کیا ہے وہ اس کو تبدیل بھی کر سکتی ہے۔ اگر وہ ہمیشہ کے لئے رات ہی رات قائم کر دے یا دن ہی دن مسلط کر دے، تو انسان کتنی بڑی نعمت سے محروم ہو جائے گا اور اس کو کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا؟ اگر وہ اس پہلو سے غور کرے تو وہ اپنے رب کو پہچان لے اور اس کے اندر اس کی شکر گذاری کا جذبہ پیدا ہو۔ اور جب اس کی شکر گذاری کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ اس کی دعوتِ توحید کی طرف لپک جائے گا، جو قرآن اور اس کا پیغمبر پیش کر رہا ہے۔

آج کا انسان تو زبردست جغرافیائی معلومات رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ قطب شمالی پر چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے وہاں آبادی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے برخلاف درمیانی عرض البلد (Latitude) پر جہاں روزانہ شب وروز کی آمد ورفت کا سلسلہ رہتا ہے انسانی آبادی گنجان ہے۔ پھر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ دن اور رات کا وجود زمین کی محوری گردش کا نتیجہ ہے۔ مگر وہ اس سوال پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا جو لازماً اس موقع پر پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کیا گردش کا یہ نظام اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اس کے پیچھے، ایک مدبر ہستی کا ہاتھ کارفرما ہے جو زمین کو گردش میں رکھے ہوئے ہے۔ اگر وہ اس کی گردش کو روک دے تو کیا زمین کے نصف کرہ پر رات ہی رات اور دوسرے نصف کرہ پر دن ہی دن نہیں ہوگا؟ اور ایسی صورت میں وہ کون ساخدا ہے جو زمین کی گردش کو جاری کر دے۔ ظاہر ہے یہ اللہ کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں ہے پھر اس حقیقت کو جانتے بوجھتے اللہ کا شریک ٹھہرانے کا کیا مطلب؟

اور اگر اس سلسلہ میں ان لوگوں کو کہیں سے ٹھوکر لگ رہی ہے تو وہ نصیحت کرنے والے کی بات سننے کے لئے کیوں آمادہ نہیں ہوتے؟

۱۳۸ ۔ یعنی رات میں سکون حاصل کر سکو اور دن میں معاشی دوڑ دھوپ کر سکو اور ان دونوں نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے مہربان خدا کے شکر گذار بن جاؤ۔

۱۳۹ ۔ یعنی ہر امت میں سے ایک رسول کو جو اس کی طرف بھیجا گیا تھا بطور گواہ کے سامنے لائیں گے۔

قرآن میں دوسری جگہ فرمایا گیا ہے: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (سورہ نساء: ۴۱)

''اس دن (ان کا) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تمہیں ان لوگوں پر گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔''

۱۴۰ ۔ یعنی شرک وبت پرستی کی تائید میں اور اسلام کو چھوڑ کر جو دوسرے مذہب تم نے اختیار کر رکھے تھے، ان کے حق ہونے کی اگر کوئی دلیل تمہارے پاس تھی تو اسے پیش کرو۔

۱۴۱ ۔ یعنی اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ جو ہدایت بھیجی تھی اور جو کلام نازل کیا تھا وہی حق تھا۔

۱۴۲ ۔ یعنی ان کے خود ساختہ خدا بھی گم ہو جائیں گے اور ان کے خود ساختہ مذہب بھی ہوا ہو جائیں گے۔

۱۴۳ ۔ قارون کے بارے میں قرآن صراحت کرتا ہے کہ وہ موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ لیکن وہ اپنی قوم سے بغاوت کر کے فرعون سے جا ملا تھا۔ بالفاظ دیگر اس نے اپنی ملت سے غداری کر کے فرعون کے پاس اہم مقام حاصل کر لیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے خلاف جو ایک مسلم ملت تھی ظلم وزیادتی پر اتر آیا تھا۔ قرآن یہ بھی صراحت کرتا ہے کہ موسیٰ کو جس طرح فرعون اور ہامان کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اسی طرح قارون کی طرف بھی بھیجا گیا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کفر اور سرکشی کے لحاظ سے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے:

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ۔ (المؤمن ۲۳۔۲۴)

''ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی حجت کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا یہ بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔''

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ قارون کا واقعہ حضرت موسیٰ کے قیام مصر کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔اس لئے جن مفسرین نے اس کو بنی اسرائیل کی صحرا نوردی کے زمانہ کا واقعہ بتایا ہے وہ غلط ہے۔رہا بائبل کا یہ قصہ کہ بنی اسرائیل کی صحرا نوردی کے زمانہ میں قورح (Korah) نے جو حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی تھا۔بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت موسیٰ کے خلاف بغاوت کی تھی۔اس کی سزا اس کو یہ ملی تھی کہ زمین اس کو نگل گئی۔(گنتی باب ۱۶) تو یہ ہوسکتا ہے قورح کوئی دوسرا شخص رہا ہو کیوں کہ نام کے فرق کے علاوہ بائبل اس کے سرمایہ دار ہونے کا ذکر نہیں کرتی۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ قارون کا واقعہ ذہنوں میں صحیح طور سے محفوظ نہ رہا ہو اور بائبل کے مرتبین نے اسے الجھے ہوئے انداز میں پیش کر دیا ہو۔لہٰذا اسرائیلیات سے قطع نظر کر کے ہمیں قرآن کے بیان پر اکتفا کرنا ہے۔جو واضح بھی ہے اور سبق آموز بھی۔

۱۴۴؎ قارون کے خزانوں کی کنجیوں کو موجودہ زمانہ کی کنجیوں پر قیاس نہ کیا جائے،جن کا سائز بھی چھوٹا ہوتا ہے اور وزن میں بھی ہلکی ہوتی ہیں۔قدیم زمانہ میں خزانہ رکھنے کے لئے تجوریاں اور سیف نہیں ہوا کرتے تھے،بلکہ زمین میں دفن کر کے یا کسی محفوظ جگہ پر رکھ کر دروازہ کو بہت بڑا قفل لگایا جاتا تھا،جس کو کھولنے کے لئے بڑی اور وزنی چابی ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ نے قارون کو اتنی دولت دی تھی کہ وہ کئی خزانوں کا مالک تھا۔ان خزانوں کی بھاری کنجیوں کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے مزدوروں کی ایک تعداد درکار رہتی تھی جو مشکل سے یہ وزنی کنجیاں اٹھا پاتی تھی۔عجب نہیں کہ یہ کنجیاں سلاخوں کی شکل میں رہی ہوں۔اس لئے ان کے اس قدر وزنی ہونے میں مبالغہ کا کوئی پہلو نہیں ہے بلکہ حقیقتِ واقعہ کا اظہار ہے۔یہ بھی واضح رہے کہ قدیم زمانہ میں خزانہ سونے چاندی پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔نوٹوں کا رواج تو زمانۂ حال کی ایجاد ہے۔

۱۴۵؎ قارون کو اس بات پر بڑا فخر تھا کہ وہ بہت بڑا مالدار آدمی ہے۔اس لئے وہ اترانے اور گھمنڈ کرنے لگا تھا۔

۱۴۶؎ اتراتا وہی شخص ہے جو کسی نعمت کو پا کر اس کو اللہ کا احسان سمجھنے کے بجائے اپنی صلاحیت اور قابلیت کا نتیجہ سمجھنے لگتا ہے۔اس لئے اس کا نفس پھولے نہیں سماتا۔ایسا شخص خود پسند ہوتا ہے خدا اس کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۱۴۷؎ یعنی یہ دولت اللہ تعالیٰ نے نہ اس لئے دی ہے کہ اس پر سانپ بن کر بیٹھو اور نہ اس لئے دی ہے کہ اس پر فخر کرو،بلکہ اس لئے دی ہے تاکہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو،اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بناؤ۔مال کو اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد مناسب حد تک پس انداز کرنا صحیح ہے،تاکہ آئندہ بھی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔لیکن خزانوں کی شکل میں جمع کرنا درست نہیں۔خاص طور سے ایسی صورت میں جب کہ بندگان خدا فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں،یا شدید حاجتمند ہوں،یا دین کی اشاعت اور ملی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مال کی شدید ضرورت ہو۔

مصر میں جب حضرت موسیٰ اسلام کی دعوت لے کر اٹھے ہیں،تو بنی اسرائیل کی حالت بہت خستہ تھی۔اس لئے قارون کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے خزانے اللہ کے دین اور اپنی قوم بنی اسرائیل کی امداد و اعانت کے لئے کھول دیتا۔اور اس کارِ خیر کو اخروی سعادت کا ذریعہ بناتا،لیکن وہ سرمایہ پرست بن گیا اور مال خرچ کیا بھی تو نمائشی کاموں میں۔

یہ اور اس طرح کی دوسری آیتوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔کہ دولت جمع کر کے تجوریاں بھر دی جائیں یا بنک بیلنس میں دولت کا بڑا ذخیرہ محفوظ کر دیا جائے۔یہ سرمایہ پرستی ہے نہ کہ خدا پرستی۔ایک خدا پرست اور آخرت کو اپنی کامیابی سمجھنے والا شخص دولت کا ڈھیر لگا کر کیا کرے گا؟ یہ کام تو وہی شخص کر سکتا ہے جس کا مقصود دنیا ہو۔

مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ توبہ،نوٹ ۶۸ ۔

۱۴۸؎ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا ضرور کماؤ۔کیوں کہ ایک سرمایہ دار کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں،بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس بات کو نہ بھولو کہ دنیا کی کمائی میں تمہارا حصہ بہت تھوڑا ہے۔دنیا کے فائدے چندروزہ ہیں اور اس مال میں جو تمہیں ملا ہے تمہارا حصہ تمہاری اپنی ضرورت کے بقدر ہی ہے۔باقی سب بندگان خدا

کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور دینی مصالح پر خرچ کرنے کے لئے ہے۔ مال کے بارے میں یہ تصور سرمایہ داری (Capitalism) کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

۱۴۹۔ یعنی جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ یہ بھلائی کی کہ تمہیں دولت سے مالا مال کر دیا اسی طرح تم بھی بندگانِ خدا کے ساتھ بھلائی کرو اور ان کی غربت اور افلاس کو دور کرنے کے لئے دل کھول کر اپنا مال خرچ کرو۔

۱۵۰۔ فساد کے معنی بگاڑ کے ہیں اور یہاں فساد سے مراد وہ بگاڑ ہے جو سوسائٹی کے عقائد، اخلاق، معاشرت، تمدن اور سیاست میں پیدا کیا جاتا ہے۔ سرمایہ داروں کی دولت سوسائٹی کے بگاڑ کا بہت بڑا ذریعہ بنتی ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے قارون بھی سوسائٹی کے لئے ناسور ہی بنے ہوئے ہیں۔

۱۵۱۔ یعنی میں نے یہ دولت اپنے علم و ہنر کے ذریعہ حاصل کی ہے۔ یہ خدا کا کوئی عطیہ نہیں ہے کہ میرے لئے اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہو۔ کافروں کے سوچنے کا انداز یہی ہوتا ہے۔ وہ حاصل شدہ دولت کو اپنی صلاحیت اور قابلیت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اور پھر اس پر اترانے لگتے ہیں۔ حالانکہ کتنے ہی قابل لوگ ہیں جو مال کے حصول میں ناکام رہتے ہیں اور کتنے ہی کم صلاحیت والے لوگ ہیں جو دولت مند بن جاتے ہیں۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مال و دولت اللہ کے عطا کرنے سے ملتی ہے نہ کہ محض علم و ہنر کی وجہ سے۔

۱۵۲۔ یعنی ایسی کافرانہ بات کہتے ہوئے اسے یاد نہ رہا کہ، جن قوموں کو اپنی قوت اور جمعیت پر ناز تھا ان کا کیا حشر ہوا؟ کیا اسے قوم عاد اور قوم ثمود کے واقعات معلوم نہیں جو اپنی فنکاری اور اپنی انفرادی قوت پر نازاں تھیں لیکن کس طرح تباہ ہو کر رہ گئیں۔ پھر یہ اسی روش پر چل کر کس طرح اپنے کو عذاب سے محفوظ سمجھ رہا ہے۔

۱۵۳۔ یعنی جب کسی مجرم قوم کی تباہی کا وقت آتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے اس کے جرائم کے بارے میں پوچھتا نہیں ہے، بلکہ اس کو آناً فاناً تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ کیوں کہ جب ان کی مہلت ختم ہو گئی تو وہ اپنے جرم کی بنا پر سزا کے مستحق ہو گئے۔ اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ حیلہ بہانہ ہی کریں گے اور سزا کسی صورت میں ٹل نہیں سکتی۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ
اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾

۷۹ پھر وہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا ۱۵۴؎۔ جو لوگ دنیوی زندگی کے طالب تھے وہ کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو ملا ہے۔ یہ تو بڑا قسمت والا ہے۔ ۱۵۵؎

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

۸۰ مگر جن کو علم عطا ہوا تھا انہوں نے کہا افسوس تم پر! اللہ کی بخشش (صلہ) بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ اور یہ دولت صبر کرنے والوں ہی کو ملتی ہے۔ ۱۵۶؎

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾

۸۱ آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ ۱۵۷؎ پھر کوئی گروہ ایسا نہ ہوا جو اللہ کے مقابل میں اس کی مدد کرتا۔ اور نہ وہ خود اپنی مدافعت کر سکا۔ ۱۵۸؎

وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ
اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

۸۲ اور وہی لوگ جو کل اس کے مقام کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے ہائے غضب! اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے غضب! کافر فلاح نہیں پاتے۔ ۱۵۹؎

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا
فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

۸۳ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کیلئے خاص کر دیں گے جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔ اور انجامِ کار کی بھلائی متقیوں ہی کے لئے ہے۔ ۱۶۰؎

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا
يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

۸۴ جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر بھلائی ہے۔ اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو بُرائیاں کرنے والوں کو بدلہ میں وہی کچھ ملے گا جو وہ کرتے رہے ہیں۔ ۱۶۱؎

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ
قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ
هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾

۸۵ یقیناً جس نے تم پر قرآن فرض کیا ہے وہ تمہیں ایک بہترین انجام کو پہنچائے گا ۱۶۲؎۔ کہو میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی میں پڑا ہے۔ ۱۶۳؎

۱۵۴۔ یعنی ایک روز قارون نے اپنی قوم کے سامنے اپنی پوری شان وشوکت کا مظاہرہ کیا۔ جب وہ اپنے زرق برق لباس میں اپنے خدم وحشم کے ساتھ جلوس کی شکل میں رونق افروز ہوا۔ اور اپنی دولت کی نمائش کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے گذرنے لگا تو یہ منظر بڑا دلفریب تھا۔

۱۵۵۔ یہ بات کہنے والے بنی اسرائیل ہی میں سے تھے جن پر دنیا پرستی کا غلبہ تھا۔ انہوں نے جب قارون کا یہ شاندار جلوس دیکھا تو اس کی دلفریبیوں میں آ گئے اور کہنے لگے کہ دولت کی یہ فراوانی جس کو نصیب ہو، وہ بڑا قسمت والا ہے کاش ہمیں بھی یہ چیز نصیب ہوتی!

آج بھی بڑے بڑے سرمایہ داروں کی شان وشوکت کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں ایسی ہی تمنائیں کروٹیں لینے لگتی ہیں! اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی خوش قسمت اور بدقسمت اور کامیابی اور ناکامی کا معیار کیا ہے۔

۱۵۶۔ علم سے مراد علم حقیقت ہے۔ یعنی جن کی نظر آخرت پر تھی انہوں نے ان دنیا پرستوں کی ذہنیت پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا، کہ اصل کامیابی مال و دولت کی فراوانی نہیں ہے، بلکہ وہ ابدی انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کردار مؤمن بندوں کو ملنے والا ہے۔ اس انعام کا مستحق بننے کیلئے دنیا میں صبر ضروری ہے۔ یعنی آخرت کو نصب العین بنا کر حق پر جمے رہنا اور جائز ذرائع سے جو کچھ ملے اس پر اکتفا کرنا۔ جو شخص یہ وصف اپنے اندر پیدا کرلے گا وہی درحقیقت بڑا قسمت والا ہے۔

معلوم ہوا مصر میں بنی اسرائیل کے اندر بگڑے ہوئے دنیا پرست لوگ بھی موجود تھے اور ایسے مؤمنین صالحین بھی، جنہوں نے آخرت کو واقعی اپنا نصب العین بنایا تھا۔ موجودہ دور کے مسلمانوں میں بھی اسی طرح دونوں ہی قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

۱۵۷۔ یعنی قارون پر اللہ کا عذاب اس شکل میں آیا کہ وہ اپنے گھر سمیت زمین میں دھنس گیا۔ وہ گھر جس میں اس نے خزانے جمع کر رکھے تھے اس کا مدفن بن گیا۔

قارون کا یہ عبرت ناک انجام ایک سرکش اور ظالم سرمایہ دار کا انجام ہے، جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے نمونۂ عبرت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آخرت کے عذاب کی ایک جھلک اس دنیا ہی میں لوگوں کو دکھا دی ہے، تاکہ وہ سرمایہ پرستی سے باز آئیں جو انسان کو خدا کا سرکش اور دنیا پرست بنا دیتی ہے۔

۱۵۸۔ یعنی جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو تمام سہارے بےکار ہو جاتے ہیں۔ نہ قریبی ساتھیوں کے بس میں ہوتا ہے کہ اس کی مدد کریں، نہ حکومت کے بس میں اور نہ اس کے اپنے بس میں ہوتا ہے کہ اپنے کو بچائے۔

۱۵۹۔ بنی اسرائیل کے اس گروہ نے جس پر دنیا غالب نہیں تھی قارون کے اس انجام سے عبرت حاصل کی۔ انہیں احساس ہوا کہ یہ دولت منداور یہ سرمایہ دار جو اپنی شان وشوکت کا دلفریب مظاہرہ کرتے ہیں قابل رشک نہیں ہیں بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے وافر دولت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے تاکہ اس کی آزمائش ہو۔ لہٰذا کسی کا مالدار ہونا اس کی کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔

۱۶۰۔ یعنی آخرت کی فلاح ان ہی لوگوں کے لئے مخصوص ہوگی، جو غرورِ نفس میں مبتلا ہو کر دنیا میں بڑے بن کر رہنا نہیں چاہتے۔ اور نہ انسانی سوسائٹی میں بگاڑ (فساد) پیدا کرنا چاہتے ہیں، بلکہ تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہیں۔

واضح ہوا کہ تکبر اور مفسدانہ سرگرمیاں تقویٰ (خداخوفی اور گناہوں سے پرہیز) کی عین ضد ہیں۔ اگر آدمی آخرت کی کامیابی چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے کو اللہ کی بندگی کے مقام ہی پر رکھے، اس سے اونچا اٹھنے کا خیال تک اپنے دل میں نہ لائے، بندگانِ خدا کے ساتھ عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرے اور ان کی حقیقی فلاح وبہبود کے کام کرے۔

آج انسانی سوسائٹی کا حال بہت عجیب ہے۔ ہر شخص پر بڑا بننے کا بھوت سوار ہے۔ چھوٹا بن کر رہنے کیلئے کوئی بھی تیار نہیں۔ سرمایہ دار اپنی دولت کو بڑا بننے کے لئے بےدریغ خرچ کرتے ہیں اور لیڈر اپنے سیاسی وسائل کو اسی غرض کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج انسانی سوسائٹی میں بگاڑ ہی بگاڑ ہے اور

اصلاح کا کوئی کام بھی ہو نہیں پاتا۔

۱۶۱۔ دنیا میں انسان نے نیکی کی ہو یا بدی، وہ اس کو اپنے ساتھ لے جانے والا ہے۔ اور قیامت کے دن اس کے ساتھ حاضر ہوگا۔ بھلائی کی جزا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کہیں بہتر دے گا۔ لیکن برائی کی سزا برائی کے بقدر ہی دی جائے گی۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ انعام، نوٹ ۲۹۷۔ اور سورۂ نمل، نوٹ ۱۳۴۔

۱۶۲۔ خطاب پیغمبر سے ہے۔ آپ کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ جس ہستی نے تم پر قرآن کی اتباع کرنے اور اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی ذمہ داری ڈالی ہے وہ تمہارے مخالفین کی خواہشات کے برخلاف تمہیں دنیا میں بھی اچھے انجام کو پہنچائے گا اور آخرت میں بھی۔ چنانچہ دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس حسن انجام سے ہم کنار ہوئے، وہ ایک واضح حقیقت ہے اور قرآن کی صداقت کا ثبوت بھی۔

۱۶۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو نبوت کے امیدوار تھے اور نہ آپ کو اس بات کا کوئی اندازہ تھا کہ قرآن جیسی کتاب آپ پر نازل کی جائے گی۔ بلکہ یکا یک آپ پر وحی کا نزول ہوا اور آپ منصب نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ اور یہ آپ کے نبی برحق ہونے کی روشن دلیل ہے۔

❑❑❑❑❑❑

تم اس بات کی امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر نازل کی جائے گی۔مگر یہ
تمہارے رب کی رحمت ہے۔لہٰذا تم کافروں کے حامی نہ بنو۔اور یہ لوگ تمہیں
اللہ کی آیات سے روکنے نہ پائیں بعد اس کے کہ وہ تم پر نازل کی جا چکی ہیں۔تم
اپنے رب کی طرف دعوت دو اور ہر گز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔اور اللہ کے
ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ہر چیز ہلاک ہونیوالی
ہے سوائے اس کی ذات کے۔فیصلہ کا اختیار اسی کو ہے۔اور تم سب اسی کی
طرف لوٹائے جاؤ گے۔(القرآن)

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

۸۶ تم اس بات کی امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر نازل کی جائے گی۔ مگر یہ تمہارے رب کی رحمت ہے ۱۶۴۔ لہٰذا تم کافروں کے حامی نہ بنو۔ ۱۶۵۔

۸۷ اور یہ لوگ تمہیں اللہ کی آیات سے روکنے نہ پائیں بعد اس کے کہ وہ تم پر نازل کی جا چکی ہیں ۱۶۶۔ تم اپنے رب کی طرف دعوت دو اور ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔

۸۸ اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے ۱۶۷۔ فیصلہ کا اختیار اسی کو ہے ۱۶۸۔ اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ۱۶۹۔

۱۶۴۔ یعنی یہ کتاب اللہ نے تمہارے طلب کرنے پر نہیں بھیجی ہے، بلکہ اس لئے بھیجی ہے کہ اس کی رحمت اس کی متقاضی ہوئی۔

۱۶۵۔ یعنی تم کافروں کی باتوں میں نہ آؤ۔ یہ بات فرمائی گئی ہے پیغمبر سے لیکن مقصود کافروں پر یہ واضح کرنا ہے کہ تم پیغمبر سے یہ ہرگز توقع نہ رکھو کہ وہ تمہاری باتوں میں آئیں گے۔

۱۶۶۔ یعنی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تم اللہ کی آیتیں لوگوں کو سناؤ اور ان کی ٹھیک ٹھیک پیروی کرو۔ کافروں کے ساتھ ایسی رواداری نہ برتو کہ اللہ کے احکام کو ٹھیک ٹھیک پہنچانے یا ان پر عمل کرنے میں نرمی اور سہل انگاری کا مظاہرہ کرنے لگو۔

۱۶۷۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اپنے وجود کو برقرار رکھنے والی ہو۔ بلکہ اللہ جس چیز کو جب تک برقرار رکھنا چاہتا ہے وہ باقی رہتی ہے ورنہ ختم ہوجاتی ہے۔

بالفاظ دیگر مخلوق کی خصوصیت ہی ہلاک اور ختم ہوجانا ہے، جب کہ خالق کی صفت ہمیشہ باقی رہنا ہے۔ لہٰذا اللہ ہی واجب الوجود (لازماً وجود رکھنے والا) ہے اور جب اسی کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے تو وہی تنہا خدا ہے اور وہی اکیلا معبود۔ دوسری کوئی چیز بھی جب واجب الوجود نہیں ہے تو خدا کیسے ہوئی اور معبود کیسے قرار پائی؟

۱۶۸۔ یہاں خاص طور سے اشارہ جزا و سزا کے فیصلہ کی طرف ہے کہ قیامت کے دن اللہ ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔

۱۶۹۔ یعنی تم سب اللہ ہی کے حضور حاضر کئے جاؤ گے۔

تفسیر
سورۃ العنکبوت

۲۹۔العنکبوت

نام آیت ۴۱ میں غیر اللہ کو کارساز بنانے والوں کو عنکبوت یعنی مکڑی سے تشبیہ دی گئی ہے، جس کا گھر سب سے زیادہ بودا ہوتا ہے۔اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام،''العنکبوت'' ہے۔

زمانۂ نزول مکی ہے اور مضامین پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ہجرتِ حبشہ کے کچھ عرصہ بعد نازل ہوئی ہوگی۔

مرکزی مضمون جو لوگ ایمان لا کر دینِ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، ان کو جن صبر آزما حالات سے گذرنا پڑتا ہے اس کے پیشِ نظر، ان کی حوصلہ افزائی کا سامان اور صبر و استقامت کی تلقین۔

نظمِ کلام آیت ۱ تا ۱۳ میں ان لوگوں کی رہنمائی کی گئی ہے، جو ایمان لانے کی بنا پر ستائے جاتے ہیں اور جنھیں طرح طرح کی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

آیت ۱۴ تا ۴۰ میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں کا یہ پہلو پیش کیا گیا ہے، کہ وہ کس طرح ان سختیوں کا مقابلہ کرتے رہے، جو ان کی قوموں نے ان کے ساتھ روا رکھیں اور آزمائشوں میں کس طرح حق پر جمے رہے۔

آیت ۴۱ تا ۴۴ میں مشرکین کے لئے دعوتِ فکر ہے۔

آیت ۴۵ تا ۶۰ میں منکرین کے شبہات کا ازالہ بھی کیا گیا ہے۔اور اہل ایمان کو حالات کی مناسبت سے ہدایت بھی دی گئی ہیں۔

آیت ۶۱ تا ۶۸ میں مسلّمات (تسلیم شدہ حقیقتوں) کو پیش کر کے توحید کی طرف ذہنوں کو موڑ دیا گیا ہے۔

آیت ۶۹ اختتامی آیت ہے جس میں اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے والوں کو اطمینان دلایا گیا ہے، کہ ان کو اللہ کی طرف سے توفیق اور اس کی رفاقت حاصل ہوگی۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿١﴾
اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا
اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٢﴾
وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣﴾

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ
سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٤﴾

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٥﴾

وَمَنْ جٰهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧﴾

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جٰهَدٰكَ
لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾

۲۹۔ سُورۃُ العنکبوت

آیات ۶۹

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے

[۱] الف۔لام۔میم۔ ۱؎

[۲] کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یہ کہہ دینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے، کہ ہم ایمان لائے۔اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ ۲؎

[۳] حالانکہ جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں ان کی ہم آزمائش کر چکے ہیں ۳؎۔ تو اللہ ان لوگوں کو ضرور جان کر رہے گا۔جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی، جو جھوٹے ہیں۔ ۴؎

[۴] کیا ان لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں یہ خیال کر رکھا ہے، کہ وہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے؟ بہت برا فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ ۵؎

[۵] جو کوئی اللہ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہو تو (اسے جان لینا چاہئے کہ) اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت ضرور آنے والا ہے ۶؎۔ اور وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ ۷؎

[۶] اور جو (اللہ کی راہ میں) جدوجہد کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔اللہ دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔ ۸؎

[۷] جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے، ان کی برائیاں ہم ان سے دور کر دیں گے۔ اور ان کو ان کے اعمال کی بہترین جزا دیں گے۔ ۹؎

[۸] ہم نے انسان کو تاکید کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے۔لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا جس کے شریک ہونے کا تجھے کوئی علم نہیں ہے ۱۰؎۔ تو ان کی اطاعت نہ کر ۱۱؎۔ میری ہی طرف تم سب کو پلٹنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

۱۔ حروف مقطعات کی تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ بقرہ نوٹ ۱۔ اور سورۂ یونس نوٹ ۱۔

امام رازی نے اس موقع پر حروف مقطعات کے بارے میں ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ یہ حروف مخاطب کو متنبہ کرتے ہیں تا کہ وہ غفلت سے بیدار ہو جائے۔ ایک حکیم اپنا مدعا پیش کرنے سے پہلے مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ یہ حروف بھی بامعنیٰ کلام سے پہلے آئے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ مخاطب کو پہلے متنبہ کیا جائے۔ چنانچہ ان حروف کو جب الگ الگ پڑھا جاتا ہے تو ان کی آواز چونکا دینے والی ہوتی ہے۔ اور اس سے کلام میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ (دیکھئے تفسیر کبیر ج ۲۵ ص ۲۶)

اس سورہ میں ''الف'' کا اشارہ ایمان کی طرف ہے جس کا ذکر اس سورہ میں بار بار ہوا ہے۔ مثلاً آیت ۲، ۷، ۹، ۱۱، ۱۲، ۲۴، ۴۴، ۴۶ وغیرہ میں، ''ل'' کا اشارہ لقاء اللہ (اللہ کی ملاقات) کی طرف ہے جس کا ذکر آیت ۵ اور ۲۳ میں ہوا ہے۔

اور ''م'' کا اشارہ منافقین کی طرف ہے جن کا ذکر آیت ۱۱ میں ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس سورہ میں جا بجا منافقت پر گرفت کرتے ہوئے سچے مؤمنین کی خصوصیات کو پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ اشارہ ہے ان صبر آزما حالات کی طرف، جن سے قرآن اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانے والے دو چار تھے۔ کفارِ مکہ ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا رہے تھے، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر بار اور اپنے وطن کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں کا ایک گروہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گیا تھا۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا تھا کہ ایمان لانے کے بعد حالات کی یہ ناسازگاری کیسی؟ اسی سوال کا جواب ان تمہیدی آیات میں دیا گیا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے دعوئے ایمان کو پرکھنے کے لئے انہیں آزمائشوں سے نہیں گزارا جائے گا؟ تو یہ ان کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ (مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ بقرہ نوٹ ۳۱۰۔)

۳۔ یعنی اللہ کی سنت (قاعدہ) یہی رہی ہے کہ جس زمانہ میں بھی لوگ کسی نبی پر ایمان لائے ہیں، ان کے ایمان کو پرکھنے کے لئے وہ ان کو آزمائشوں سے گزارتا رہا ہے۔ لہٰذا اگر آج پیغمبر قرآن کے پیروؤں کو صبر آزما حالات سے سابقہ پڑ رہا ہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

۴۔ یعنی اللہ ان کو آزمائش کی بھٹی میں ڈال کر دیکھے گا کہ سونا کھرا ہے یا کھوٹا۔ ان کا ایمان محض زبانی اقرار تھا یا صدق دل سے انہوں نے قبول کیا تھا۔

کفار کے ہاتھوں جو تکلیف اہل ایمان کو پہنچتی ہے اس پر اگر وہ صبر و استقامت اختیار کرتے ہیں تو ان کا اپنے ایمان میں سچا ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس راہ میں جو قربانیاں انہوں نے دیں ان کی وجہ سے ان کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور ان کے کردار میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر وہ لوگ جو شعوری طور پر ایمان نہیں لا چکے ہوتے، جب کفار کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں تو۔ یا تو کھلم کھلا اسلام سے پھر جاتے ہیں، یا اسلام سے برائے نام تعلق باقی رکھتے ہیں۔ وہ اللہ سے بدگمان ہوتے ہیں اور اس کے دین کی خاطر قربانی دینے کا کوئی جذبہ ان کے اندر نہیں ابھرتا۔ وہ اسلام کے لئے کوئی سرگرمی نہ دکھا کر کفار سے اپنے مفادات کا تحفظ کرا لیتے ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت نفاق (منافقت) میں مبتلا ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک وہ اپنے دعوئے ایمان میں جھوٹے ہوتے ہیں۔

آج بھی جو لوگ اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، ان کو ان ہی کے والدین یا خاندان والوں یا ان کے فرقہ کے لوگوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ اور اگر کوئی لڑکی اسلام قبول کر لیتی ہے تو پھر اس کی خیر نہیں ہے۔ مگر ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ لوگ تیار ہو جاتے ہیں جو سوچ سمجھ کر اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جن کے دلوں میں ایمان اتر چکا ہوتا ہے۔

۵۔ یہ ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو اسلام قبول کرنیوالے پر ظلم کرتے ہیں۔ وہ اس خام خیالی میں نہ رہیں کہ ایسی حرکتیں کر کے وہ اہل ایمان کی راہ روک سکیں گے، جب کہ اللہ نے ان کو غالب کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اللہ کے فیصلہ کو نافذ ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتے۔ نہ اس کی گرفت سے وہ خود بچ سکتے ہیں۔

۶۔ اہل ایمان کو جو اللہ سے ملاقات کے امیدوار ہیں یہ اطمینان دلایا جارہا ہے، کہ اس کا مقرر کیا ہوا ملاقات کا وقت لازماً آئے گا۔ یعنی قیامت کے دن جب سب کی پیشی اللہ کے حضور ہوگی تو اہل ایمان اللہ سے مل کر خوش ہوں گے کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

اللہ سے ملاقات کی یہ خواہش جب دل میں کروٹیں لینے لگتی ہے، تو وہ کافروں کے ظلم وستم کے مقابلہ میں زبردست قوتِ مدافعت پیدا کرتی ہے۔ اور ایسا شخص پہاڑ کی طرح اپنی جگہ جما رہتا ہے۔

۷۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ مظلوم اہل ایمان کی فریاد سنتا ہے اور جانتا ہے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔ جب وہ یہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تو وہ دن کیسے نہیں لائے گا، جس میں مظلوم اہل ایمان کی دادرسی ہو اور ظالم کافروں کو ان کے بُرے انجام کو پہنچایا جائے۔

۸۔ متن میں لفظ یجاھد استعمال ہوا ہے جو مجاہدہ سے ہے جس کے معنیٰ ایسی جدوجہد کے ہیں جس میں آدمی مقصد کے حصول کے لئے پوری طاقت لگائے اور کشمکش میں پڑ کر مشقت برداشت کرے۔ بعض حالات میں اسلام پر قائم رہنے، اس کے دینِ حق ہونے کی شہادت دینے اور اس کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے میں ماحول کے ساتھ بڑی کشمکش کرنا پڑتی ہے۔ اور ہر قسم کی قربانیاں دینا پڑتی ہیں خاص طور سے، ان لوگوں کو جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ یہاں اسی جان توڑ محنت کو جو اللہ کی راہ میں کی جائے مجاہدہ (جہاد) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور واضح کیا گیا ہے کہ اس مجاہدہ اور ان قربانیوں کا فائدہ اس شخص کو ہی پہنچے گا، جو دین کے لئے مجاہدہ کرتا اور قربانیاں دیتا ہے، کہ اس طرح وہ اپنے کو اللہ کی رحمت اور انعام کا مستحق بناتا ہے۔ اللہ کو اس سے کوئی فائدہ پہنچنے والا نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں۔

۹۔ یعنی ایمان لاکر صالحیت کی زندگی گذارنے والوں کے دامن پر برائیوں کے جو داغ دھبے پڑے ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ مٹادے گا۔ اور ان کے نیک اعمال کی قدر کرتے ہوئے انہیں بہترین جزا دے گا۔

۱۰۔ یعنی کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا ایک خلافِ واقعہ بات ہے اور جو بات خلافِ واقعہ ہو اس پر اعتقاد رکھنا کیا معنیٰ؟

''جس کا تجھے علم نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ جس کے بارے میں (اے انسان) تو نہیں جانتا کہ واقعی یہ چیزیں خدا ہیں، بلکہ لوگوں نے محض اٹکل پچو سے ان کو خدا بنالیا ہے۔

۱۱۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت تعلیماتِ ربانی کا ہمیشہ سے جزء رہا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ والدین کی اطاعت اللہ کی اطاعت پر مقدم ہے، تمام اطاعتیں اللہ کی اطاعت کے تحت ہیں، اور خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت ہرگز جائز نہیں۔ اگر والدین اللہ کے ساتھ شرک یا کفر کرنے یا اس کے دین کو قبول نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو یہ اللہ کی کھلی معصیت ہے۔ اور معصیت کے کاموں میں والدین کی اطاعت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس معاملہ میں ان کا کوئی دباؤ قبول نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا واقعہ ہے کہ ان کے ایمان لانے کے بعد ان کی والدہ نے ان پر بہت دباؤ ڈالا کہ وہ اسلام کو ترک کردیں، یہاں تک کہ اس نے قسم کھالی کہ وہ نہ ان سے بات کرے گی اور نہ کھائے گی اور نہ پئے گی جب تک کہ وہ اس دین کو چھوڑ نہ دیں۔ اسی سلسلۂ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سعدؓ اسلام پر قائم رہے اور ان کی ماں کو بالآخر اپنی قسم توڑنا پڑی۔ (دیکھئے صحیح مسلم کتاب الفضائل)

اور جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کوہم
ضرور صالحین میں داخل کریں گے۔لوگوں میں ایسے بھی ہیں
جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے لیکن جب اللہ کی راہ میں ستائے
جاتے ہیں،تو لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کواللہ کے
عذاب کی طرح سمجھنے لگتے ہیں ۔ اور اگر تمہارے رب کی
طرف سے مدد آ گئی تو یہی لوگ کہیں گے کہ ہم تو آپ لوگوں
کے ساتھ تھے۔کیااللہ لوگوں کے دلوں کے حال سے بخوبی
واقف نہیں ہے؟ اور اللہ ضرور جان کر رہے گا کہ کون لوگ
ایمان والے ہیں اور کون منافق ہیں ۔(القرآن)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾

۹ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کو ہم ضرور صالحین میں داخل کریں گے۔ ۱۲؎

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾

۱۰ لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے لیکن جب اللہ کی راہ میں ستائے جاتے ہیں، تو لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھنے لگتے ہیں ۱۳؎۔ اور اگر تمہارے رب کی طرف سے مدد آگئی تو یہی لوگ کہیں گے کہ ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ تھے ۱۴؎۔ کیا اللہ لوگوں کے دلوں کے حال سے بخوبی واقف نہیں ہے؟ ۱۵؎

وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ﴿١١﴾

۱۱ اور اللہ ضرور جان کر رہے گا کہ کون لوگ ایمان والے ہیں اور کون منافق ہیں۔ ۱۶؎

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾

۱۲ اور کافر ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریقہ پر چلو ہم تمہارے گناہ اپنے اوپر لے لیں گے ۱۷؎۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اپنے اوپر لینے والے نہیں ہیں۔ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ ۱۸؎

وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾

۱۳ اور (ایسا ضرور ہوگا کہ) وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ کچھ دوسرے بوجھ بھی ۱۹؎۔ اور جو جھوٹ وہ گھڑتے رہے اس کے بارے میں قیامت کے دن ان سے ضرور باز پرس ہوگی۔ ۲۰؎

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾

۱۴ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۲۱؎۔ اور وہ ان کے درمیان پچاس کم ایک ہزار سال رہا ۲۲؎۔ پھر ان کو طوفان نے گرفت میں لے لیا ۲۳؎۔ اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ ۲۴؎

فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾

۱۵ مگر ہم نے اس کو اور کشتی والوں کو نجات دی ۲۵؎۔ اور اسے دنیا والوں کے لئے ایک بڑی نشانی بنایا۔ ۲۶؎

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾

۱۶ اور ابراہیم کو بھیجا ۲۷؎۔ جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو ۲۸؎۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ۲۹؎

۱۲۔ یعنی صالحین کے زمرہ میں داخل کریں گے جو آخرت میں کامیاب ہونے والا گروہ ہے۔

۱۳۔ یعنی ایمان کے یہ مدعی اس تکلیف سے گھبرا اٹھتے ہیں، جو دین کے تعلق سے کافروں کی طرف سے انہیں پہنچتی ہے۔ اس صورت میں وہ ایمان کے تقاضوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور رسول اور اہل ایمان کا ساتھ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس طرح وہ دین کی راہ میں دنیوی خطرات کو مول نہ لے کر اللہ کی طرف سے دی جانے والی سزا کو گوارا کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفیں اس عذاب کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں جو آخرت میں بھگتنا ہوگا۔

آج کتنے ہی لوگ اسلام کو صحیح سمجھنے کے باوجود محض اس لئے اس کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں، کہ اس صورت میں انہیں اپنے گھر والوں یا اپنے فرقہ کے لوگوں کی طرف سے تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ رہا اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں آخرت کا عذاب تو یہ مرحلہ جب پیش آئے گا تب دیکھا جائے گا۔ اس طرح وہ اللہ کے عذاب کو انسان کے ذریعہ پہنچنے والی تکلیف کے برابر سمجھنے لگتے ہیں۔ اور اس بناء پر اللہ کے عذاب کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن دنیا والوں کے ہاتھوں پہنچنے والی تکلیف کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

۱۴۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جب اسلام اللہ کی نصرت سے ایک طاقتور دین بن جائے گا، تو یہی لوگ جو ابھی اہل ایمان سے محض رسمی تعلق پر اکتفاء کئے ہوئے ہیں، بڑے فخریہ انداز میں کہنے لگیں گے کہ ہم تو تمہارے ساتھ رہے ہیں، یعنی مسلمانوں میں شامل رہے ہیں۔ اس طرح وہ مفت کا کریڈٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اس بات کو بھول جائیں گے کہ آڑے وقت میں انہوں نے اسلام کا ساتھ ہرگز نہیں دیا تھا۔

۱۵۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ لوگ سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ اگر وہ سچے دل سے ایمان لائے ہوتے تو اسلام کی آگے بڑھ کر حمایت کرتے، آزمائشوں میں اپنا رویہ درست رکھتے اور اللہ کی خاطر قربانیاں دیتے۔

۱۶۔ ''اللہ جان کر رہے گا،'' یعنی اللہ ضرور دیکھے گا، کہ کون اپنے کو مؤمن مخلص ثابت کر دکھاتا ہے اور کون اپنے منافق ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ آزمائشی حالات مؤمن اور منافق کے فرق کو نمایاں کر دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی معتبر ہے جو صحیح عقیدہ اور دل کی تصدیق کے ساتھ ہو۔ یہ ایمان دل میں ایک خاص کیفیت اور ایک خاص نور پیدا کر دیتا ہے جس سے مؤمن کی پوری زندگی جگمگا اٹھتی ہے۔ اس کے برخلاف منافق عقیدہ کا اظہار تو کرتا ہے لیکن اس کا دل اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ اس لئے اس کے دل میں ایمان سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی زندگی میں ایمان کے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔

۱۷۔ یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں جو وہ عوام سے اور خاص طور سے اپنے ماتحت لوگوں سے کہتے ہیں، کہ تم ہمارے مذہب پر چلتے رہو اور اس کو چھوڑ کر اسلام قبول نہ کرو۔ وہ کہتے ہیں اول تو قیامت آنے والی نہیں۔ اگر آ ہی گئی اور اس دن یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام ہی دینِ حق تھا، تو تم نے ہمارے مذہب کو اختیار کر کے، جن گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا، ان کی ذمہ داری ہم قبول کر لیں گے اور تمہارے گناہ اپنے سر لے لیں گے۔

۱۸۔ یعنی قیامت کے دن وہ ان لوگوں کا گناہ، جن کو وہ آج اپنے مذہب پر چلنے کا مشورہ دے رہے ہیں، اپنے سر لینے کے لئے ہرگز آمادہ نہ ہوں گے۔ وہ جھوٹ بول کر عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔

۱۹۔ یعنی وہ اپنے گناہوں کا بوجھ تو اٹھائیں گے ہی ساتھ ہی دوسروں کو گمراہ کرنے کے گناہ کا بوجھ بھی انہیں اٹھانا ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے: مَنْ دَعَا اِلَی الضَّلَالَۃِ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلِ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا۔ (مسلم کتاب العلم)

''جو شخص گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس پر بھی گناہ کا بار ہوگا، جس طرح اس پر چلنے والے گنہگار ہوئے ہیں۔ اور اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی''۔

۲۰۔ یعنی مذہب کے نام سے جو جھوٹ وہ گھڑتے رہے اور خدا کی طرف جو غلط باتیں وہ منسوب کرتے رہے، ان کے بارے میں قیامت کے دن انہیں خدا کے حضور جوابدی کرنا ہوگی۔

۲۱۔ یہاں حضرت نوح اور دیگر رسولوں کے واقعات مختصراً پیش کئے گئے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو کیسے کٹھن حالات اور کیسی سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑا ہے۔ حضرت نوح کے بارے میں تفصیلات کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۹۵۔

۲۲۔ قرآن واقعات کی جزئی تفصیلات میں نہیں جاتا اس لئے اس نے کسی پیغمبر کی بھی عمر بیان نہیں کی۔ لیکن چونکہ یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ نوح (علیہ السلام) نے ایک غیر معمولی مدت دعوتی جدوجہد میں گزاری جو آزمائشی حالات میں صبر کی اعلیٰ مثال ہے۔ اس لئے اس بات کی صراحت کردی کہ وہ اپنی قوم کے درمیان نوسو پچاس سال تک رہے۔ اور اس مدت کو پچاس کم ایک ہزار سال کے اسلوب میں بیان کرنے کی وجہ بھی یہی ہے، کہ ہزار کا عدد مدت کی طوالت کو بیان کرنے کے لئے زیادہ مؤثر ہے۔

حضرت نوح نے نوسو پچاس سال تو اپنی قوم کے درمیان گذارے۔ اور قوم کی تباہی کے بعد وہ کتنے عرصہ تک زندہ رہے اس کی صراحت قرآن نے نہیں کی۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ حضرت نوح کی کل عمر کتنی تھی۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ ان کی عمر نوسو پچاس سال سے زیادہ ہی تھی۔ البتہ بائبل میں ان کی کل عمر نوسو پچاس سال بیان ہوئی ہے۔ قدیم ترین زمانہ میں انسانوں کی عمریں موجودہ طبعی عمر کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ بائبل میں حضرت نوح کے والد کی عمر سات سو ستہتّر سال اور دادا کی عمر نو سو اُنہتر سال بیان ہوئی ہے۔ (دیکھئے کتاب پیدائش باب ۵) اس وقت کا طبعی ماحول موجودہ ماحول سے بہت مختلف تھا اور تکلفات سے یکسر خالی۔ نیز اس وقت انسانی آبادی بہت ہی مختصر تھی، اس لئے قدرتی عوامل (Natural Factors) درازیٔ عمر کے لئے بالکل سازگار تھے۔

۲۳۔ طوفان سے مراد پانی کا طوفان یعنی سیلاب ہے جس میں قوم نوح غرق کردی گئی۔

۲۴۔ یعنی انہوں نے شرک اور کفر کرکے اپنے ہی اوپر ظلم کیا تھا اور اس ظلم پر وہ اخیر وقت تک قائم رہے۔

۲۵۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۱۰۳۔

۲۶۔ یعنی سفینۂ نوح کو دنیا والوں کے لئے اس واقعہ کی یادگار بنایا۔ جب تک یہ کشتی لوگوں کے مشاہدہ میں آتی رہی اس واقعہ کو یاد دلاتی رہی اور لوگوں کے لئے نشانِ عبرت بنی رہی۔ اس کے بعد کشتی کے واقعہ کو تاریخ کے اوراق نے نیز قرآن نے اپنے اندر اس طرح محفوظ کرلیا کہ رہتی دنیا تک لوگوں کو یہ سبق ملتا رہے گا۔ کہ اللہ کے عذاب سے نجات پانے والے وہی لوگ ہیں، جو اس پر ایمان لاکر اس کے رسول کی پیروی کرتے ہیں۔

۲۷۔ یعنی ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا۔

تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ انعام، نوٹ ۱۲۷۔

۲۸۔ اللہ سے ڈرو یعنی اس کی نافرمانی سے بچو اور اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی شرک اور بت پرستی ہے۔

۲۹۔ یعنی اگر تم جہالت کو چھوڑ دو اور یہ جاننے کی کوشش کرو کہ تمہاری اپنی بھلائی کس چیز میں ہے تو یہ بات باآسانی تمہاری سمجھ میں آسکتی ہے کہ خدائے واحد کی عبادت کرنا اور اس سے ڈرتے ہوئے زندگی گذارنا ہی صحیح نتیجہ بخش اور فوز وفلاح کا باعث ہے۔

تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو۔ اور تم جھوٹ
گھڑتے ہو۔ تم اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے ہو وہ
تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ بس اللہ ہی سے
رزق طلب کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اس کے شکر
گذار بنو۔ تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (القرآن)

إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ
إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ
لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ
وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾

وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا
عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ
ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ
الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾
يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾

وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا
لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾
وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا
مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ
فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾
وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ
بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا
وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٥﴾

[۱۷] تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو ۳۰۔ اور تم جھوٹ گھڑتے ہو ۳۱۔ تم اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ بس اللہ ہی سے رزق طلب کرو ۳۲۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔ تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ۳۳۔

[۱۸] اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے کتنی ہی قومیں جھٹلا چکی ہیں۔ اور رسول پر واضح طور سے پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ۳۴۔

[۱۹] کیا انہوں نے دیکھا نہیں ۳۵، کہ اللہ کس طرح پیدائش کی ابتداء کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کریگا۔ بیشک یہ اللہ کیلئے نہایت آسان ہے۔ ۳۶۔

[۲۰] ان سے کہو زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح پیدائش کی ابتداء کی پھر اللہ دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۳۷۔

[۲۱] جس کو چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے ۳۸۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ ۳۹۔

[۲۲] تم نہ زمین میں اسکے قابو سے باہر نکل سکتے ہو اور نہ آسمان میں ۴۰۔ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔ ۴۱۔

[۲۳] اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہی ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہو گئے ۴۲۔ اور وہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

[۲۴] اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا اس کو قتل کرو یا جلا ڈالو ۴۳۔ مگر اللہ نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ ۴۴۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں۔ ۴۵۔

[۲۵] اس نے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو آپس کی محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بے تعلقی کا اظہار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔ تمہارا ٹھکانہ آتشِ جہنم ہوگا۔ اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ۴۶۔

۴۰۔ یعنی جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ خدا نہیں بلکہ محض بت ہیں۔ پتھر کے یہ مجسمے خدائی کی کوئی صفت بھی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ ان کی حقیقت مٹی پتھر سے زیادہ کچھ نہیں۔ پھر ان کو خدا سمجھ کر پوجنے کا کیا مطلب؟

بت پرستی کا نامعقول ہونا بالکل واضح ہے اور اس کے جائز ہونے کی سرے سے کوئی دلیل موجود ہی نہیں ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ماضی ہی میں نہیں موجودہ دور میں بھی جو علم اور عقل کا دور کہلاتا ہے بہت سے لوگ بت پرستی میں مبتلا ہیں۔ اور جب بت پرستی کی تائید میں کوئی دلیل نہیں ملتی تو عجیب عجیب باتیں کہنے لگتے ہیں۔

''آوٹ لائنز آف ہندوازم'' کے چند اقتسابات ملاحظہ ہوں:

The Idol is the most concrete of God's form'

''بت خدا کی سب سے زیادہ ٹھوس شکل ہے۔''

"and the belief is that God descends into the idol and makes it divinely alive so that he may be easily accessible to his devotees." (Out Lines of Hinduism by T.M.P.Mahadevan p.193-194)

''اور (اس کے پیچھے) عقیدہ یہ ہے کہ خدا اتر کر بت کے اندر داخل ہوتا ہے اور اسے خدائی زندگی بخشتا ہے تاکہ اس کے پرستار بہ آسانی اس تک رسائی حاصل کر سکیں''۔

جب بت پرستی کی تائید میں کوئی دلیل نہیں ملتی تو اس کے حامی ایسی ہی بے ہودہ باتیں کرنے لگتے ہیں کاش یہ لوگ عقل کے ناخن لیتے!

۴۱۔ یعنی خدا بھی تمہارے من گھڑت ہیں اور مذہب بھی تمہارا من گھڑت۔ اس طرح جھوٹ ہی جھوٹ ہے جس کو تم نے خدا اور مذہب کا نام دے رکھا ہے۔

۴۲۔ یعنی رزق دینا نہ ان بتوں کے اختیار میں ہے جن کو تم اَن داتا سمجھ کر پوجتے ہو اور نہ کسی اور کے اختیار میں، بلکہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اسی سے رزق مانگو۔

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ (رزق اللہ ہی کے پاس طلب کرو) کی صریح ہدایت کے باوجود مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ ''اولیاء'' سے رزق مانگتا ہے جو صریح شرک ہے۔ وہ جب ''خواجہ'' کو پکار کر جھولی بھرنے کے لئے کہتے ہیں، تو انہیں شرک سے ملوث ہونے کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ یہ اس لئے کہ ''جاہل علماء'' نے ان کو یہی پٹی پڑھا دی ہے۔ اگر وہ قرآن کا کھلے ذہن سے مطالعہ کرتے تو ان پر حق واضح ہوتا اور وہ گمراہی سے بچ جاتے۔

۴۳۔ یعنی مرنے کے بعد نہ تم بتوں کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور نہ دیوی دیوتاؤں کی طرف اور نہ کسی اور کی طرف۔ بلکہ اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہی تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔ لہٰذا تمہارا حقیقی معبود وہی ہے جس کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔

۴۴۔ یعنی رسول کا کام اللہ کا پیغام صاف صاف پہنچا دینا ہے، ماننا نہ ماننا تمہارا کام۔

۴۵۔ حضرت ابراہیم کا بیان اوپر کی آیت پر ختم ہوا۔ یہاں سے آیت ۲۳ تک کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے اضافہ ہے، جیسا کہ کلام کے اسلوب سے واضح ہے، تاکہ موقع کی مناسبت سے قرآن کے مخاطبین کو غور و فکر کی دعوت دی جائے۔

۴۶۔ منکرینِ آخرت دوسری زندگی کو ناممکن خیال کرتے تھے۔ ان کے اس شبہ کو دور کرنے کے لئے انہیں پیدائش کے آغاز پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے، کہ جس ہستی کے لئے انسان جیسی مخلوق کو عدم سے وجود میں لانا ممکن ہوا، اس کے لئے اس کی اپنی ہی پیدا کی ہوئی چیز کو دوہرانا کیا مشکل ہے؟

(مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ حج، نوٹ ۷۔ اور سورۂ مؤمنون، نوٹ ۱۸۔)

۴۷۔ انسان جب اپنے ماحول سے باہر نکلتا ہے، تو تخلیق کے عجیب عجیب نمونے اس کے مشاہدے میں آتے ہیں اور اسے دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر سمندری سفر میں نت نئی مچھلیاں نظر آئیں گی، خشکی کے سفر میں رنگ برنگ پرندے، جنگل میں عجیب و غریب حیوانات غرضیکہ باہر کی دنیا ایک چڑیا گھر معلوم ہوگی، جہاں زندگی کے ہزاروں روپ دکھائی دیں گے۔ اگر مشاہدہ کرنے والے کا ضمیر جاگ رہا ہو تو وہ پکار اٹھے گا کہ یہ ایک، ایسی ہستی کی تخلیق ہے جو عظیم قدرت

کی مالک، زبردست صناع، تخلیق حیات پر پوری طرح قادر، علیم وحکیم اور صاحبِ جمال وصاحب کمال ہے۔ خالق کی یہ پہچان اس کے اندر یہ یقین پیدا کرے گی کہ وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ قرآن دوسری مرتبہ اٹھا کھڑا کرنے کی جو بات کہتا ہے وہ بالکل حق ہے۔ یہاں قرآن نے اسی اعلیٰ مقصد (Noble Cause) کے پیش نظر زمین میں سفر کرنے کی دعوت دی ہے۔

معلوم ہوا کہ علم وتحقیق کی غرض سے جو اللہ کی راہ میں ہو سفر کرنا خیر وبرکت کا باعث ہے۔

۳۸۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ زمین میں سفر کرنے سے قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ بھی تمہارے سامنے آئے گی۔ اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کتنی قومیں ہیں جو اللہ کے عذاب کا نشانہ بنیں اور کتنی ہیں جو عذاب سے بچالی گئیں اور اللہ کی رحمت میں پروان چڑھیں۔

۳۹۔ یعنی بالآخر تمہیں پہنچنا اللہ ہی کے حضور ہے۔

۴۰۔ جس طرح انسان اللہ کے طبیعی قوانین (Physical Laws) میں بندھا ہوا ہے، اسی طرح اس کے قانون جزا وسزا سے بھی بندھا ہوا ہے۔ وہ ہر جگہ اللہ کی گرفت میں ہے، خواہ وہ زمین کے کسی گوشہ میں چلا جائے یا کتنی ہی بلندی پر پہنچ جائے۔ آج کا انسان تو ہوائی جہاز میں بیٹھ کر آسمان کی سیر کرتا ہے۔ مگر اس کی بے بسی کا حال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو کسی حادثہ سے دوچار کرنا چاہتا ہے تو اپنے کو بچانا اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔

۴۱۔ یعنی تمہارے لئے حقیقی کارساز اور مددگار اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ لہٰذا کسی اور کو کارساز یا مددگار سمجھ کر اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرو جو صرف اللہ کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔ اور یاد رکھو اگر اللہ تم کو اپنے عذاب کی گرفت میں لینا چاہے تو کوئی نہیں ہے جو تمہیں اس سے بچا سکے یا تمہاری مدد کر سکے۔

۴۲۔ اس آیت میں منکرین کے تعلق سے ایک اہم حقیقت بیان ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ یہ لوگ اگر اللہ سے اجر اور اس کی رحمت میں حصہ پانے کی امید رکھتے تو نہ اس کی آیات کو رد کرتے اور نہ اس کی آخرت کا انکار کرتے، مگر جب انہوں نے انکار کیا تو یہی سمجھ کر کیا کہ نہ آخرت ہوگی، اور نہ ہمارے لئے اللہ کی رحمت سے ہمکنار ہونے اور اس سے اجر پانے کا کوئی موقع ہوگا۔ زندگی تو بس دنیا کی زندگی ہے اس کے بعد فنا ہو جانا ہے۔ اللہ کی رحمت میں حصہ دار بننے کے لئے ہم باقی ہی کہاں رہیں گے۔ جب انہوں نے اللہ کی رحمت کے بارے میں مایوسی کا موقف اختیار کر لیا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آخرت میں اللہ کی رحمت میں حصہ پا سکیں۔ اسی لئے وہ رحمت سے دور پھینک دیئے جائیں گے اور انہیں دردناک سزا بھگتنا ہوگی۔

جو لوگ کافروں کے بارے میں اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں، وہ جہنم کی ابدی سزا کو جو کافروں کو دی جائے گی عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ کی رحمت میں سے وہ بھی حصہ پائیں۔ مگر وہ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں کہ کافر خود اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں۔ اگر وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہوتے تو آخرت پر ضرور ایمان لاتے۔

۴۳۔ یعنی ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے سامنے جو باتیں رکھیں۔ ان کا جواب انہوں نے دیا تو یہ دیا کہ اس شخص کو ختم کر دو، تاکہ یہ ''ناخوشگوار باتیں'' ہمیں سننا نہ پڑیں۔

۴۴۔ آخر کار ان لوگوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو آگ میں ڈال دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزانہ طور پر جلنے سے بچا لیا، جیسا کہ سورۂ انبیاء آیت ۶۹ میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

۴۵۔ حضرت ابراہیم کے اس واقعہ میں توحید کے برحق ہونے، ابراہیم (علیہ السلام) کے رسول ہونے، منکرین کے ہاتھوں ان کے ستائے جانے اور اللہ کی نصرت کے معجزانہ طور پر ظاہر ہونے کی نشانیاں موجود ہیں۔

۴۶۔ حضرت ابراہیم کا یہ بیان، جیسا کہ قرآن کے اسلوب کلام سے ظاہر ہوتا ہے، کہ ان کے آگ سے بہ سلامت باہر نکل آنے کے بعد کا ہے۔ اور اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ بت تمہارے نزدیک قومی اتحاد اور باہمی الفت کا ذریعہ ہیں اور تم یہ محسوس کرتے ہو کہ ان بتوں کو چھوڑنا قومی انتشار کا باعث ہوگا۔

اپنے اس زعم میں تم نے بت پرستی کے ان نتائج کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جو آخرت میں پیش آنیوالے ہیں۔ قیامت کے دن جب شرک کا باطل ہونا اور ایک سنگین جرم ہونا تم پر کھل جائے گا تو تمہارا یہ قومی اتحاد اور تمہاری یہ قومی محبت کہاں باقی رہے گی۔ اس وقت تم گمراہی کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنا چاہو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرو گے۔ آخر کار تم سب بے یار و مددگار جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ تو ایسا قومی اتحاد اور ایسے سماجی تعلقات کس کام کے جو تمہیں آتش جہنم کا مزا چکھائیں۔

آج بھی کتنے ہی بت پرست، بت پرستی کو نامعقول سمجھنے کے باوجود محض اس لئے چھوڑنے اور بت پرستانہ مذہب سے باہر نکل آنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، کہ اس کا اثر ان کے سماجی تعلقات پر پڑے گا اور ان کا رشتہ اپنی قوم سے کٹ جائے گا۔ کیسے عقل مند ہیں یہ لوگ کہ اس دنیوی خطرہ کو مول لینے کے لئے تیار نہیں ہوتے لیکن آخرت کے مستقل عذاب کو بھگتنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں!

❑❑❑❑❑❑

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾

۲۶ تو لوط نے اس کی تصدیق کی ۴۷۔ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں ۴۸۔ وہ غالب ہے حکمت والا۔ ۴۹۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ
النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ
فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

۲۷ اور ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے ۵۰۔ اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی ۵۱۔ اور ہم نے اس کا صلہ اس کو دنیا میں بھی دیا ۵۲۔ اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔ ۵۳۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫
مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

۲۸ اور ہم نے لوط کو بھیجا ۵۴۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا تم لوگ بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو، جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ ۵۵۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ
فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا
ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

۲۹ کیا تم مَردوں سے شہوت پوری کرتے ہو اور رہزنی کرتے ہو ۵۶۔ اور اپنی مجلسوں میں بُرے کام کرتے ہو ۵۷۔ تو اس قوم کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ انہوں نے کہا لے آؤ اللہ کا عذاب اگر تم سچے ہو۔ ۵۸۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

۳۰ اس نے دعا کی اے میرے رب! ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ ۵۹۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ
قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا
كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

۳۱ اور جب ہمارے فرستادے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے، تو انہوں نے کہا ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ اس کے رہنے والے بڑے غلط کار لوگ ہیں۔ ۶۰۔

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫
لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

۳۲ اس نے کہا وہاں تو لوط بھی ہے۔ انہوں نے کہا وہاں جو بھی ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ ہم اس کو اور اس کے گھر والوں کو بچالیں گے، بجز اس کی بیوی کے۔ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔ ۶۱۔

وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ
بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا
مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

۳۳ پھر جب ہمارے فرستادے لوط کے پاس پہنچے تو وہ سخت تشویش میں پڑ گیا اور دل تنگ ہوا ۶۲۔ انہوں نے کہا نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے بجز تمہاری بیوی کے۔ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

۴۷۔ یعنی پوری قوم میں ابراہیم (علیہ السلام) کی بات ماننے والا صرف ایک شخص نکل آیا۔ اور وہ تھے لوط جنہوں نے ان کی باتوں کی تصدیق کی اور ان کی رسالت پر ایمان لے آئے۔

حضرت لوط بائبل کی صراحت کے مطابق حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ وہ ہجرت کے بعد نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ جو شخص نبی ہوتا ہے وہ اوّل روز سے اپنی فطرت سلیمہ پر قائم رہتا ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم کی دعوتِ توحید ان کے لئے کوئی انوکھی چیز نہیں تھی۔ لہٰذا انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم کی باتوں کی تصدیق کی اور ان کی رسالت پر ایمان لے آئے۔

۴۸۔ یعنی میں اپنے رب کی خاطر اسی کے حکم سے اور اسی کی رہنمائی میں ہجرت کرتا ہوں۔ وہ جہاں لے جائے گا میں جاؤں گا، کہ حقیقتاً میرا رب ہی میری منزلِ مقصود ہے۔

قوم پر پوری طرح حجت قائم کرنے کے بعد حضرت ابراہیم نے اللہ کے حکم سے اپنا وطن چھوڑا، تاکہ دین کا کام ایک ملک میں نہیں تو دوسرے ملک میں انجام دیا جاسکے۔ وہ اُر (عراق) کے رہنے والے تھے۔ پھر ان کا قیام حران میں رہا اور وہاں سے وہ ملک شام (کنعان) ہجرت کر گئے۔ اس ہجرت میں ان کے ساتھ حضرت لوط بھی تھے۔ اور بائبل کی صراحت کے مطابق ان کی بیوی سارہ بھی تھیں۔ تین افراد پر مشتمل اہل ایمان کا یہ مختصر قافلہ تھا، مگر اس نے دنیا کی تاریخ بدل دی۔

۴۹۔ ہجرت کے موقع پر حضرت ابراہیم نے اللہ کی ان دو صفتوں کا ذکر اس مناسبت سے کیا، کہ اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔ لہٰذا اس ہجرت کی پشت پر اس کا جو منصوبہ ہوگا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ وہ حکیم ہے اس لئے اس کا کوئی منصوبہ حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا۔ ہجرت کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں، جو عظیم الشان کام انجام پایا اس سے اللہ کا حکیمانہ منصوبہ پوری طرح ظاہر ہوگیا۔

۵۰۔ اسحاق ابراہیم کے بیٹے اور یعقوب ان کے پوتے ہیں۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔

۵۱۔ نبوت اور کتاب کا سلسلہ حضرت ابراہیم کی نسل میں چلا اور امامت اسی خاندان میں رہی۔ اس حقیقت کے پیش نظر حضرت ابراہیم کے بعد کے دور کی کسی شخصیت کے بارے میں، جو ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے نہ ہو نبی ہونے کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر مہاتما بدھ کے نبی ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا جب کہ وہ نسل ابراہیمی سے نہیں تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم کے دور کے بعد کی کوئی کتاب، جو کسی ایسے مذہبی رہنما کی طرف منسوب ہو، جو ابراہیم کی نسل نہ تھا آسمانی کتاب نہیں ہوسکتی۔ ہندوستان کی متعدد مذہبی کتابوں کا جو مقدس سمجھی جاتی ہیں یہی حال ہے۔

آیت کا جو مطلب ہم نے بیان کیا ہے اس کی تائید علامہ ابن کثیر کی اس توضیح سے ہوتی ہے۔

فَلَمْ یُوْجَدْ نَبِیٌّ بَعْدَ اِبْرَاهِیْمَ علیه السلام الا وَهُوَ مِنْ سُلَالَتِهٖ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۱۱)

''ابراہیم علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو اُن کی نسل سے نہ ہو۔''

اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

فَلَمْ یَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِیًّا بَعْدَ اِبْرَاهِیْمَ اِلَّا مِنْ صُلْبِهٖ۔ (فتح القدیر ج ۴ ص ۱۹۹)

''اللہ نے ابراہیم کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ اسی کی صلب سے تھا۔''

۵۲۔ حضرت ابراہیم کو آزمائشوں سے گذارنے کے بعد ان کی نیکیوں کا، جو صلہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انہیں عطا فرمایا اس میں ان کے لئے سچی عزت و سرفرازی، امامت، منصبِ نبوت پر فائز فرزند، نسل میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ، زبانوں پر ان کا ذکرِ خیر اور اہل ایمان کے دل سے نکلنے والی سلام و رحمت کی دعائیں جیسی سعادتیں شامل ہیں۔ جن کے مقابلہ میں دنیا کی دولت ہیچ ہے۔

۵۳۔ یعنی آخرت میں صالحین کے زمرہ میں شامل ہوگا، جن کو انعام واکرام سے نوازا جانے والا ہے۔

۵۴۔ ہجرت کے بعد حضرت لوط کو سدوم اور عمورہ کی بستیوں کی طرف بھیجا گیا، جو بحر مردار (Dead Sea) کے کنارے پر واقع تھیں۔
مزید تشریح کے لئے سورۂ اعراف، نوٹ ۱۲۷ ۔ دیکھ لیں۔

۵۵۔ اس کی تشریح سورۂ اعراف نوٹ ۱۲۹ ۔ میں گزر چکی۔

۵۶۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ راستوں پر لوٹ مار اور اغواء وغیرہ کا کام بھی کرتے تھے۔اس لئے حضرت لوط نے انہیں غنڈہ گردی کرنے سے منع فرمایا۔

۵۷۔ یعنی وہ ایسے بے حیا ہو گئے تھے کہ برائی اور بدفعلی کا ارتکاب کھلے طور پر اپنی مجلسوں میں بھی کرنے لگے تھے۔موجودہ دور میں برائیوں کے اجتماعی ارتکاب کے لئے نائٹ کلب جیسی چیزیں وجود میں آگئی ہیں، جو سوسائٹی میں بگاڑ کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

۵۸۔ ایک طرف حضرت لوط تھے جو پوری ہمدردی کے ساتھ اپنی قوم کی اصلاح کے لئے کوشاں تھے۔اور دوسری طرف ان کی قوم تھی جو پوری ڈھٹائی کے ساتھ اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہی تھی۔

۵۹۔ جب حضرت لوط کو اپنی قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی تو انہوں نے یہ دُعا کی۔

۶۰۔ حضرت ابراہیم اس وقت حبرون (فلسطین) میں تھے۔اور اس سے چند میل کے فاصلہ پر سدوم واقع تھا، جہاں قومِ لوط آباد تھی۔فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس اسحاق اور یعقوب کی ولادت کی خوشخبری لے کر پہنچے تھے۔اس موقع پر انہوں نے حضرت ابراہیم کو یہ خبر بھی دی کہ ہم قومِ لوط کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔یعنی ایک طرف انہوں نے اللہ کی رحمت کی خوشخبری سنائی جو حضرت ابراہیم کے حق میں تھی، اور دوسری طرف ایک بدکار قوم پر اس کے قہر کے نازل ہونے کی خبر تھی۔

۶۱۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۱۳۲ ۔

۶۲۔ اس کی تشریح سورۂ ہود نوٹ ۱۰۸ ۔ میں گذر چکی۔

□□□□□□

ہم اس بستی کے لوگوں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔اور ہم نے اس کی ایک واضح نشانی چھوڑی ہے، ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیں۔اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔اور روزِ آخرت کے امیدوار رہو۔اور زمین میں فساد برپا کرتے نہ پھرو۔مگر انہوں نے اُسے جھٹلا دیا تو ان کو لرزا دینے والی آفت نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔اور عاد اور ثمود کو بھی ہم نے ہلاک کیا۔اور تم پر ان کی بستیوں کے آثار واضح ہیں۔شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے خوشنما بنا دیئے اور ان کو راہِ راست سے روک دیا۔حالانکہ وہ بڑے ہوشیار لوگ تھے۔(القرآن)

إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰٓ أَهْلِ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ
بِمَا كَانُوا۟ يَفْسُقُونَ ﴿۳۴﴾

۳۴ ہم اس بستی کے لوگوں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔ ۶۳ ۔

وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَآ ءَايَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۵﴾

۳۵ اور ہم نے اس کی ایک واضح نشانی چھوڑی ہے ۶۴ ، ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیں۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟
ٱللَّهَ وَٱرْجُوا۟ ٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾

۳۶ اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا ۶۵ ۔ اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو ۶۶ ۔ اور روز آخرت کے امیدوار رہو ۶۷ ۔ اور زمین میں فساد برپا کرتے نہ پھرو۔ ۶۸ ۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ ٱلرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا۟ فِى دَارِهِمْ
جَٰثِمِينَ ﴿۳۷﴾

۳۷ مگر انہوں نے اُسے جھٹلا دیا تو ان کو لرزا دینے والی آفت نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ ۶۹ ۔

وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ
ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ
وَكَانُوا۟ مُسْتَبْصِرِينَ ﴿۳۸﴾

۳۸ اور عاد ۷۰ ۔ اور ثمود ۷۱ ۔ کو بھی ہم نے ہلاک کیا۔ اور تم پر ان کی بستیوں کے آثار واضح ہیں ۷۲ ۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے خوشنما بنا دیئے اور ان کو راہِ راست سے روک دیا۔ حالانکہ وہ بڑے ہوشیار لوگ تھے۔ ۷۳ ۔

وَقَٰرُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مُّوسَىٰ
بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا كَانُوا۟ سَٰبِقِينَ ﴿۳۹﴾

۳۹ اور قارون ۷۴ ۔ اور فرعون اور ہامان ۷۵ ۔ کو بھی ہم نے ہلاک کر دیا۔ موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تھا مگر انہوں نے زمین میں تکبر کیا۔ حالانکہ وہ زمین میں ہمارے قابو سے نکل جانے والے نہ تھے۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنۢبِهِۦ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا
وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ ٱلصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا
بِهِ ٱلْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۴۰﴾

۴۰ تو (دیکھو) ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑا۔ کسی پر ہم نے سنگ باری کرنے والی آندھی بھیجی اور کسی کو ہولناک آواز نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا ۷۶ ۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔ ۷۷ ۔

مَثَلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ
ٱلْعَنكَبُوتِ ٱتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ ٱلْبُيُوتِ
لَبَيْتُ ٱلْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾

۴۱ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کارساز بنا لئے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے، جس نے ایک گھر بنا لیا۔ اور تمام گھروں میں سب سے بودا گھر مکڑی ہی کا ہوتا ہے۔ کاش وہ اس (حقیقت) کو جانتے! ۷۸ ۔

۶۳۔ چنانچہ قوم لوط پر پتھروں کی بارش ہوئی اوراس عذاب کو نازل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مامور کیا تھا۔مزید تشریح کیلئے دیکھئے سورۂ ہود،نوٹ ۱۱۹۔

۶۴۔ یعنی اس تباہ شدہ بستی کے کچھ آثار عبرت کیلئے چھوڑ دیئے ہیں۔ یہ آثار زمانہ دراز تک قائم رہے۔ بعد میں یہ حصہ سمندر میں دب گیا جو بحر مردار (Dead Sea) کہلاتا ہے اوراسی کا دوسرا نام بحر لوط ہے جو اس بات کی یاددہانی کراتا ہے،کہ ظالموں کو کس طرح صفحۂ ہستی سے مٹادیا جاتا ہے۔ بحر مردار کا پانی اتنا زیادہ کھارا (Saltine) ہے کہ اس میں مچھلی وغیرہ کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔(دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۵ ص ۵۲۵)

۶۵۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف،نوٹ ۱۳۴۔

۶۶۔ یعنی صرف اللہ کی پرستش اور بندگی کرو۔

۶۷۔ یعنی اللہ کی عبادت کرتے ہوئے امید رکھو کہ جزا کا ایک دن آنے والا ہے،جب تم اللہ سے ملاقات کروگے اور وہ تمہیں اس بات پر کہ تم نے اسی کی عبادت کی تھی اوراسی کے بندے بن کر رہے تھے،بھرپور صلہ دے گا۔

۶۸۔ انسانی سوسائٹی میں بگاڑ وہی لوگ پیدا کرتے ہیں،جن کو نہ اللہ کی عبادت سے دلچسپی ہوتی ہے اور نہ وہ آخرت میں اللہ سے اجر کے امیدوار ہوتے ہیں۔ وہ صرف دنیوی فائدوں کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ پھر جس طریقہ سے بھی انہیں حاصل ہوں۔

۶۹۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف،نوٹ ۱۴۷۔

۷۰۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ فجر،نوٹ ۸۔

۷۱۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ فجر،نوٹ ۱۳۔

۷۲۔ قومِ عاد کے آثار نزولِ قرآن کے زمانہ میں باقی تھے۔مگر اب نہ رہے۔لیکن قوم ثمود کے آثار اب بھی مدینہ کے شمال میں العُلا کے علاقہ میں باقی ہے۔

۷۳۔ یعنی وہ اپنے دنیوی معاملات میں بڑے ہوشیار اور عقل مند لوگ تھے۔لیکن جہاں خدا اوراس کے دین کا معاملہ آجاتا ان کی عقلیں ماری جاتیں۔یہی حال موجودہ زمانہ کے لوگوں کا ہے۔انہوں نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو کام میں لاکر زبردست مادی ترقی کی ہے،مگر خدا اور آخرت کے بارے میں بالکل کورے ہیں۔

۷۴۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ قصص نوٹ ۱۴۳۔

۷۵۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ قصص نوٹ ۱۱۔

۷۶۔ یعنی مختلف قوموں پر مختلف قسم کے عذاب آئے۔ان سرکش قوموں کی ہلاکتوں کے واقعات قرآن میں متعدد مقامات پر تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

۷۷۔ جو شخص اپنے کو آگ میں ڈالے گا جل کر رہے گا کیوں کہ قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کا نتیجہ یہی ہے لہٰذا اپنی تباہی کا ذمہ دار وہ خود ہے نہ کہ خدا۔ اسی طرح جو قومیں اللہ سے بغاوت کرتی ہیں وہ اللہ کے قانونِ عدل کو چیلنج کرتی ہیں لہٰذا اگر ان پر عذاب کا کوڑا برستا ہے تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کہ انہوں نے ہی اپنے کو تباہی کے حوالے کردیا۔اللہ پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔وہ تو کمالِ عدل کے ساتھ دنیا پر حکومت کررہا ہے۔

۷۸۔ یہ غیر اللہ کے پرستاروں کی مثال ہے کہ ان کا تکیہ،جن معبودوں پر ہوتا ہے وہ اپنا کوئی بل بوتا نہیں رکھتے۔نہ وہ ان کی حاجت روائی کرسکتے ہیں اور نہ ان کی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں اور نہ اللہ کے حضور سفارشی بن کر کسی کو کچھ دلا سکتے ہیں۔لہٰذا ان کے یہ سہارے تارِ عنکبوت (مکڑی کے جالے) سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔جس طرح مکڑی جالا تان کر اپنا گھر بناتی ہے۔مگر وہ اتنا بودا ہوتا ہے کہ ہوا کا ایک جھونکا ہی اُسے اڑا دینے کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔اسی طرح جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز (کام بنانے والا) بنالیتے ہیں وہ محض وہم کی بنا پر امیدوں اور تمناؤں کا ایک گھر بنا لیتے ہیں۔لیکن جب نتائج کے رونما ہونے کا وقت آئے گا تو اس کا کہیں وجود نہیں ہوگا اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ ع "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مکڑی کی مثال بائبل میں بھی بیان ہوئی ہے: ''بے خدا آدمی کی امید ٹوٹ جائے گی اس کا اعتماد جاتا رہے گا اوراس کا بھروسہ مکڑی کا جالا ہے۔وہ اپنے گھر پر ٹیک لگائے گا لیکن وہ کھڑا نہ رہے گا۔'' (ایوب ۸: ۱۳۔۱۵)

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ وَهُوَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾

۴۲ بے شک اللہ ان چیزوں کو جانتا ہے جن کو یہ اس کو چھوڑ کر پکارتے ہیں ۷۹۔ اوروہ غالب ہے حکمت والا۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا
إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾

۴۳ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کی (فہمائش) کے لئے بیان کرتے ہیں۔ مگران کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔۸۰۔

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾

۴۴ اللہ نے آسمانوں اورزمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے ۸۱۔ یقیناً اس میں بہت بڑی نشانی ہے ۸۲۔ ایمان لانے والوں کیلئے۔

اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ
إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿٤٥﴾

۴۵ تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے ۸۳۔ اور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز بے حیائی سے اور برے کاموں سے روکتی ہے ۸۴۔ اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ ۸۵۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا
الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۖ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا
وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ
مُسْلِمُونَ ﴿٤٦﴾

۴۶ اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہتر طریقہ سے، بجزانکے جوان میں سے ظالم ہیں۔ اور کہو ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اوراس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی۔ ہمارا اورتمہارا خدا ایک ہی ہے اورہم اسی کے مسلم (فرمانبردار) ہیں۔۸۶۔

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ
بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَن يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا
إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿٤٧﴾

۴۷ ہم نے اسی طرح تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے ۸۷۔ تو جن کو ہم نے (پہلے) کتاب عطا کی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔۸۸۔ اوران لوگوں میں سے بھی بعض اس پر ایمان لارہے ہیں ۸۹۔ اور ہماری آیتوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو کافر ہیں۔۹۰۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ ۖ
إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾

۴۸ (اے نبی!) تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اس کو اپنے دہنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست شک کرتے۔۹۱۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ
بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿٤٩﴾

۴۹ درحقیقت یہ کھلی آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں (دلوں) میں جن کو علم عطا ہوا ہے ۹۲۔ اور ہماری آیتوں کا انکار تو ظالم ہی کرتے ہیں۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ
قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾

۵۰ یہ لوگ کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں! ۹۳۔ کہو نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اور میں تو بس کھلا خبردار کرنے والا ہوں۔

۷۹۔ یعنی اللہ کے سوا جن کو بھی یہ حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شرک کرنے والے، ان کے بارے میں خدائی اختیارات کے یا ان کے خدا کے حضور سفارشی ہونے کے کیسے ہی دعوے کریں، اللہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ سارے دعوے غلط ہیں۔ اور کوئی بھی اس لائق نہیں کہ اس کو حاجت روائی کے لئے پکارا جاسکے۔

واضح رہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ جو شرک اور بدعات میں مبتلا ہے۔ اس قسم کی آیتوں کو جن میں غیر اللہ کو پکارنے کی مذمت کی گئی ہے، دیوی دیوتاؤں کے پکارنے کی حد تک محدود سمجھتا ہے۔ رہا اولیاء وغیرہ کو پکارنا تو یہ ان کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں ان کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے حکام یا پولیس کو مدد کے لئے بلانا، لیکن یہ دلیل ایسی ہی ہے جیسے مار و گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ اگر کوئی شخص اس بات کے جواب میں کہ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاؤ۔ یہ کہے کہ سر تو حجام کے آگے بھی جھکایا جاتا ہے تو یہ محض کٹ حجتی ہوگی۔ کیوں کہ ہر بات کا ایک محل ہوتا ہے، اگر اس کو اپنے محل سے ہٹا دیا جائے تو اس کا مفہوم ہی بدل جائے گا۔ سب جانتے ہیں کہ حکام یا پولیس کو مدد کے لئے بلانے اور کسی ولی کو، جو دور کہیں مدفون ہے مدد کے لئے پکارنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلی چیز عالمِ اسباب سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری چیز عالمِ غیب سے۔ پہلی چیز کے بارے میں خدائی اختیار کا کوئی تصور نہیں ہوتا جب کہ دوسری چیز کے بارے میں یہ تصور ہوتا ہے۔ اسی بنا پر تو ان کی طرف وہ صفات منسوب کی جاتی ہیں، جو اللہ کے لئے خاص ہوتی ہیں۔ مثلاً غوث یعنی فریاد رس، مشکل کشا یعنی مشکلات کو دور کرنے والا وغیرہ۔ درحقیقت کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو اللہ ہی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے، اس کو خدا کے برابر قرار دینا ہے۔ اللہ کی طرح اولیاء کو حاضر و ناظر سمجھ کر مدد کے لئے پکارنا شرک نہیں تو اور کیا ہے؟

۸۰۔ یعنی جو جہالت کی تاریکی میں نہیں رہتے، بلکہ علم کی روشنی میں چلتے ہیں، اور قرآن کی یہ باتیں ایسے ہی لوگوں کو سمجھ میں آتی ہیں۔

۸۱۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ انعام، نوٹ ۱۲۴۔

۸۲۔ یعنی توحید کے حق ہونے کی نشانی، جس سے شرک کی تردید ہوتی ہے۔

۸۳۔ حق و باطل کی اس کشمکش میں جس کا ذکر اُوپر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے توسط سے آپ کے پیروؤں کو تلاوتِ قرآن اور اقامت صلوٰۃ کی ہدایت، اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے، کہ اگر یہ منکرین اپنی زندگیاں تلف کر رہے ہیں تو کرنے دو۔ تمہیں اپنے اندر وہ وصف پیدا کرنا چاہئے جو تمہاری زندگیوں کو سنوارنے والا اور تمہیں فلاحِ آخرت سے ہمکنار کرنے والا ہو۔ اور وہ وصف ہے اللہ سے گہرا تعلق۔ اور اللہ سے گہرا تعلق کتابِ الٰہی کی تلاوت اور نماز کے اہتمام سے پیدا ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کا پورا پورا فائدہ تو اسی صورت میں حاصل ہوسکتا ہے جب کہ اس طرح تلاوت کی جائے جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے۔ (یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ) یعنی سب سے پہلے آدمی کا اس پر ایمان ہو۔ پھر اسے سمجھنے کی کوشش کرے، اس میں غور و فکر کرے، اس سے نصیحت پذیر ہو اور اس کی رہنمائی کو قبول کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی کو اس کے مطابق بنائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ غیر عربی داں مسلمان ہر وقت ترجمہ کے ساتھ ہی قرآن پڑھیں۔ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے کیوں کہ نماز میں صرف تلاوت ہی کی جاتی ہے، ترجمہ پڑھنے کا وہاں سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اللہ کا کلام ہونے کی حیثیت سے بجائے خود عبادت ہے اور تقرب کا بہت بڑا ذریعہ۔ کیوں کہ جب کوئی شخص اس کتاب پر ایمان رکھتے ہوئے خلوص دل سے اس کی تلاوت کرتا ہے۔ تو وہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اور کلامِ الٰہی کی تاثیر سے اس پر خشوع طاری ہوجاتا ہے اور یہ بہت بڑی روحانی دولت ہے۔ اسی لئے اس کے ایک ایک حرف پر اجر ملتا ہے لہٰذا قرآنِ کریم کی تلاوت کی اہمیت کو گھٹایا نہیں جاسکتا۔ اس کا جس قدر اہتمام کیا جائے موجب اجر ہوگا۔ اس کی ترغیب قرآن میں بھی دی گئی ہے اور حدیث میں بھی۔ رہے وہ لوگ جو قرآن کی تلاوت تو خوب کرتے ہیں، لیکن کبھی اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نماز کو لوگ پڑھتے ہیں مگر یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ اس میں کیا پڑھتے ہیں یہاں تک کہ انہیں سورۂ فاتحہ اور رکوع و سجود کی تسبیح کے معنیٰ بھی معلوم نہیں ہوتے اور

نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ نماز میں وہ کس چیز کا اقرار کرتے ہیں اور کس چیز کا انکار۔ جس طرح ایسی نماز ادا تو ہوجاتی ہے لیکن اپنے ثمرات اپنی برکتوں اور اپنے اجر کے اعتبار سے ناقص ہوتی ہے، اسی طرح تلاوتِ قرآن سے عبادت کا فائدہ تو ضرور حاصل ہوجاتا ہے۔ لیکن اس کے معنیٰ و مفہوم کی طرف سے بے پرواہی کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ اس عبادت کے اجر میں کمی واقع ہوجاتی ہے، بلکہ ایسا شخص قرآن سے فیضیاب نہیں ہو پاتا۔ اپنی تربیت، تزکیہ اور رہنمائی کے لئے جو تعلق قرآن سے قائم کرنا چاہئے وہ تعلق قائم نہیں کر پاتا۔ یہ بہت بڑی محرومی ہے۔ کیا ایسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ نہ پوچھے گا کہ جب اللہ کی کتاب تمہارے پاس موجود تھی تو تم نے اس کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ کیا یہ کتاب صرف تلاوت کے لئے اتاری گئی تھی یا اس لئے اتاری گئی تھی کہ تم اس سے روشنی حاصل کرو؟

۸۴۔ یہ نماز کا بالکل محسوس اثر ہے کہ اس سے خیالات میں پاکیزگی اور عمل میں پرہیزگاری آجاتی ہے۔ تاہم کتنے لوگ ایسے ہیں جو نمازی بھی ہیں اور برائیوں میں مبتلا بھی۔ مگر یہ ان کا اپنا قصور ہے کیوں کہ نماز وہی اثر انداز ہوتی ہے جو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان ہی اہل ایمان کو فلاحِ آخرت کی ضمانت دی ہے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سورہ مؤمنون آیت ۲ اور نوٹ ۲۔)

اگر نماز خشوع سے خالی ہو تو گناہوں سے بچنے کا جذبہ پروان نہیں چڑھتا۔

۸۵۔ اس سے اللہ کے ذکر کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ یہ عظیم عبادت ہے اور نماز اللہ کے ذکر کی بہترین شکل ہے۔ ذکر میں دل سے اللہ کو یاد کرنا اور زبان سے اس کا نام جپنا اور اس کے گن گانا دونوں باتیں شامل ہیں۔ جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے وہ اپنے رب سے تعلق استوار کرتا ہے۔ اس کے غیر معمولی اثرات اس کے قلب و ذہن اور اس کی عملی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔ پھر اللہ کے ذکر میں جو حلاوت اور جو سرور و کیف ہے اس کا اندازہ، ان لوگوں کو ہرگز نہیں ہوسکتا جن کو اس سے رغبت نہیں ہوتی۔

علامہ ابن تیمیہ نے ذکر الٰہی کی اہمیت کو بڑے اچھے انداز سے واضح کیا ہے، فرماتے ہیں:

''نماز بے حیائی اور منکر جیسی ناپسندیدہ چیزوں کو دفع کرتی ہے اور اللہ کی یاد کو جو ایک محبوب چیز ہے مستحضر (تازہ) کرتی ہے۔ جو اس محبوب چیز کا حاصل ہو جانا، ناپسندیدہ چیزوں کو دفع کرنے کے مقابلہ میں بڑی چیز ہے۔ کیوں کہ ذکرِ الٰہی اللہ کی عبادت ہے اور اللہ کے لئے قلب کی عبادت مقصود بالذات ہے، جب کہ برائی کا اس سے دور ہونا تبعاً دوسری چیز کے لئے مقصود ہے۔'' (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۰ ص ۱۸۸)

مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورہ طٰہٰ نوٹ ۱۶۔

۸۶۔ یہ سورہ اس وقت نازل ہوئی جب کہ مسلمانوں کا ایک گروہ مشرکین کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گیا تھا جہاں نصاریٰ کی حکومت تھی۔ اس طرح مسلمانوں کو نصاریٰ کے سامنے قرآن کی دعوت کو پیش کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اسی مناسبت سے یہاں یہ ہدایت دی گئی کہ ان سے بہتر طریقہ پر بحث کریں اور اس کی وضاحت آگے فرما دی کہ بحث کا آغاز نقطۂ اتفاق سے کیا جائے۔ وہ یہ کہ جو کتابیں ان کی طرف نازل ہوئی تھیں ان پر ہمارا بھی ایمان ہے اور یہ کہ ہمارا تمہارا خدا ایک ہی ہے۔ پھر جو کتاب آج اس نے نازل کی ہے اس پر ہم کیوں نہ ایمان لائیں۔ اور اگر دین کی حقیقت تسلیم و رضا ہے تو ہم اس کے اس رسول پر جو اس نے ہم سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے ایمان لا کر اس کے حضور سر تسلیم خم کیوں نہ کریں۔

دعوت کے سلسلہ میں بحث کا بہترین طریقہ اور عمدہ اسلوب اختیار کرنے کی ہدایت ایک اصولی ہدایت ہے۔ مناظرہ بازی اور فلسفیانہ بحثوں سے حاصل کچھ نہیں ہوتا، البتہ سنجیدہ بحث استدلال کی قوت اور اپیل کرنے والا انداز دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورہ نحل نوٹ ۱۸۶۔

رہے ظالم یعنی وہ لوگ جو سوجھ بوجھ سے کام لینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اپنی غلط روی پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو دعوت کا کتنا ہی بہترین طریقہ اختیار کیا جائے وہ کوئی اثر قبول کرنے والے نہیں ہیں۔

۸۷۔ یعنی جس طرح ہم اس سے پہلے کتاب نازل کرتے رہے ہیں اسی طرح اے پیغمبر ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔

۸۸۔ قرآن ''کتاب عطا کی تھی'' اور ''کتاب دی گئی تھی'' کو ایک خاص فرق کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ ''کتاب عطاء کی تھی'' سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو کتاب الٰہی کے قدرداں بنے اور ''کتاب دی گئی تھی'' سے عام اہل کتاب مراد ہیں۔

یہاں جن اہل کتاب کے ایمان لانے کا ذکر ہوا ہے وہ ان میں کے مخلص لوگ تھے، جو کتابِ الٰہی پر پہلے ہی سے ایمان رکھتے تھے جب قرآن ان کے سامنے آیا تو وہ اس پر بھی ایمان لائے۔ خاص طور سے اشارہ حبش کے ان نصاریٰ کی طرف ہے، جو قرآن اور اس کے پیغمبر پر ایمان لائے تھے۔ ان میں وہاں کا بادشاہ نجاشی پیش پیش تھا۔

۸۹۔ یعنی مشرکین مکہ میں سے بھی ایسے لوگ نکل رہے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

۹۰۔ یہاں کافر سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لانے کے لئے کسی طرح تیار نہیں ہیں یعنی کٹر کافر۔

۹۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی اس سے زیادہ واضح دلیل اور کیا ہوسکتی ہے، کہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے بلکہ اُمّی تھے۔ اہل کتاب کے پاس جو تورات اور انجیل تھی، اس کو نہ آپ نے کبھی پڑھا تھا، اور نہ اس میں سے کبھی کوئی چیز اپنے ہاتھ سے نقل کی اور یہ بات مشرکینِ مکہ اور اہل کتاب سب کو معلوم تھی۔ اس لئے کسی نے بھی آپ کے اُمّی ہونے کی تردید نہیں کی۔ ایسی صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ قرآن جیسی کتاب جو علوم و معارف کا خزانہ ہے اور انبیائی تاریخ کے واقعات کو بھی کمالِ صحت کے ساتھ پیش کر رہی ہے، جو دلوں کیلئے نسخۂ شفا بھی ہے اور اخلاقِ حسنہ سے انسان کو سنوارتی بھی ہے، اور جس کی ایک ایک بات جچی تلی اور ایک ایک لفظ لعل و گہر ہے اور جس میں خدا کی صحیح معرفت بھی بخشی گئی ہے اور انسان کی رہنمائی کا سامان بھی کیا گیا ہے اس شان کی کتاب کا پیش کرنا ایک اُمّی کے لئے کیوں کر ممکن ہوا؟ اس سوال کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کہ قرآن آپ کی تصنیف نہیں بلکہ اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے، اور یہ آپ کی رسالت کا بین ثبوت ہے۔

نبوت کے بعد آپ نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، اور نہ کسی صحیح حدیث کو اس بات کی تائید میں پیش کیا جاسکتا ہے کہ آپ بعد میں اُمّی نہیں رہے تھے۔ آپ کا امی ہونا معیوب نہیں بلکہ قابلِ فخر ہے۔ کیوں کہ اُمّی ہونے کے باوجود قرآن جیسی حکیمانہ کتاب کو پیش کرنا کھلا معجزہ ہے جو قیامت تک کے لئے ہے۔

مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف، نوٹ ۲۳۴۔

۹۲۔ یہ قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کا ایک اور ثبوت ہے۔ قرآن کی دعوت فطرت کی پکار ہے۔ اور ایک سلیم الفطرت شخص اس کی آیتوں کو سن کر محسوس کرتا ہے، کہ یہ ایک ممتاز کلام ہے۔ اور یہ اللہ ہی ہے جو بول رہا ہے۔ پھر اگر اسے ان کتابوں کا بھی علم ہو، جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں تو وہ یہ بھی محسوس کرے گا کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ گویا اہل علم قرآن کی آیتوں کو اپنے دل کی بات سمجھتے ہیں۔ ع

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

بالفاظ دیگر قرآن کی آیتیں اہل علم کے لوحِ قلب پر لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہ اس کے کلامِ الٰہی ہونے کی واضح شہادت ہے۔

۹۳۔ مراد حسی معجزے ہیں۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾

۵۱ کیا ان لوگوں کے لئے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بلاشبہ اس کے اندر رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں۔ ۹۴؎

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾

۵۲ (اے پیغمبر!) کہو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے کافی ہے ۹۵؎۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ جو لوگ باطل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اللہ سے کفر کرتے ہیں، وہی تباہ ہونے والے ہیں۔ ۹۶؎

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾

۵۳ یہ لوگ تم سے جلد عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اگر ایک وقت مقرر نہ کیا گیا ہوتا تو ان پر عذاب آچکا ہوتا ۹۷؎۔ اور یقیناً وہ ان پر اچانک آجائے گا اس حال میں، کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ ۹۸؎

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾

۵۴ یہ تم سے جلد عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ۹۹؎

يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾

۵۵ وہ دن کہ عذاب ان کو اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور ان کے پاؤں کے نیچے سے بھی۔ اور وہ فرمائے گا کہ چکھو مزا اپنے کرتوتوں کا جو تم کرتے رہے۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

۵۶ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے تو میری ہی عبادت کرو۔ ۱۰۰؎

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾

۵۷ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۱۰۱؎۔ پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾

۵۸ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کو ہم جنت کی بلند منزلوں میں جگہ دیں گے ۱۰۲؎۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیا ہی خوب اجر ہے عمل کرنے والوں کے لئے!

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾

۵۹ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا۔ ۱۰۳؎

۹۴۔ یہ ان کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ یہ شخص اگر واقعی پیغمبر ہے تو کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتا؟ فرمایا یہ کتاب بہت بڑا معجزہ ہے اس معجزہ کی موجودگی میں کسی اور معجزہ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

پھر یہ معجزہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا فیض بخش ہے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے، ان پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ وہ اس سے یاد دہانی (نصیحت) حاصل کریں گے۔

۹۵۔ یعنی قرآن کے حجت ہونے کے بعد رسالت کے بارے میں مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اللہ نے اس کتاب کو نازل کر کے میری رسالت کی جو گواہی دی ہے وہ کافی ہے۔

۹۶۔ باطل کے معنیٰ خلاف حق کے ہیں۔ اللہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے، جس کی صحیح معرفت اس کے رسول اور اس کی کتاب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ اس حقیقت کے خلاف آدمی جو عقیدہ اور جو نظریہ بھی اختیار کرے گا، وہ باطل ہوگا اور اس کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

۹۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مہلت عمل کی جو مدت مقرر کی ہے، اس کے ختم ہونے سے پہلے عذاب نہیں آسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہ نہ ہوتا کہ اس کے رسول کا انکار کرنے والوں کو سنبھلنے کا موقع دیا جائے تو ضرور ان پر عذاب آچکا ہوتا۔

۹۸۔ یعنی یہ اگر اپنی کفر کی روش پر قائم رہے تو مہلت ختم ہو جانے پر لازماً عذاب آئے گا۔ اور اس طرح آئے گا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی کہ کوئی عذاب آرہا ہے۔ بعد میں چونکہ لوگ ایمان لاتے رہے اور رسول کے پیروؤں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس لئے جو کافر رہ گئے تھے ان پر آسمان سے عذاب نازل کرنے کے بجائے اللہ کی حکمت متقاضی ہوئی، کہ اہل ایمان کی تلوار ان پر اس کے قہر کی صورت میں برسی۔ چنانچہ کفر و اسلام کے معرکے گرم ہوئے اور اس میں کافروں کا اس طرح قلع قمع ہوا کہ وہ اس کا گمان بھی نہیں کر سکتے تھے۔

۹۹۔ یعنی یہ تو رہا دنیا میں عذاب کا معاملہ۔ رہا آخرت کا عذاب تو جہنم کافروں سے دور نہیں ہے۔ وہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے یعنی وہ ہر طرح جہنم کی گرفت میں ہیں۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ کہف، نوٹ ۷۴۔

۱۰۰۔ اس سورہ کے نزول کے وقت مکہ میں مسلمان مٹھی بھر تھے۔ ان کے قبولِ اسلام کی بنا پر مشرکین ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنائے ہوئے تھے۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر انہیں ہدایت دی گئی، کہ اگر مکہ میں تمہیں اللہ کی عبادت کرنے کی آزادی حاصل نہیں ہو رہی ہے اور تمہارے دین و ایمان کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے، تو تم کسی دوسرے ملک میں ہجرت کر جاؤ۔ چنانچہ حبشہ کو ہجرت کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔

اسلام کی اصولی تعلیم یہی ہے کہ جس ملک کی زمین، خواہ وہ مکہ جیسے مقدس شہر کی زمین ہی کیوں نہ ہو، اگر اہل ایمان پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ وہ نہ اپنے ایمان کا اظہار کر سکتے ہیں، اور نہ خدائے واحد کی عبادت کر سکتے ہیں، تو انہیں اس ملک کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ جانا چاہئے۔ جہاں انہیں اپنے دین کی بنیادی باتوں پر عمل پیرا ہونے کی آزادی حاصل ہو سکے۔ ایسے موقعہ پر قوم اور وطن کی محبت مانع نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اپنے دین و ایمان کی خاطر قوم و وطن اور گھر بار کی خاطر دین و ایمان کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

"حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان" "وطن کی محبت ایمان سے ہے" ایک گڑھی ہوئی (موضوع) حدیث ہے جس کو لوگ بلا تحقیق پیش کرتے ہیں۔ اور مقصود یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ اسلام وطن پرستی کی تائید کرتا ہے حالانکہ قرآن میں ہجرت کو جب کہ وہ ضروری قرار پائے۔ ایمان کے تقاضے کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے جو وطن پرستی کی عین ضد ہے۔

۱۰۱۔ یعنی جب ہر شخص کو مرنا ہے تو پھر فکر موت کے بعد کی زندگی ہی کی ہونی چاہئے۔ موت کی یاد دین کی راہ میں پیش آنے والی تکلیفوں کو گوارا کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور دنیا کی آسائشوں میں پڑنے سے باز رکھتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

اَکْثِرُوْا ذِکْرَھَا ذِمِ اللذّات یعنی الموت۔

''بہ کثرت یاد کرو لذتوں کو ختم کرنے والی چیز کو۔۔۔یعنی موت کو'' (ترمذی ابواب الزہد)

۱۰۲۔ اوپر دین کی راہ میں گھر بار چھوڑنے کا ذکر تھا اس لئے یہاں اس کی جزاء کی مناسبت سے جنت کی بلند منزلوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ فرقان نوٹ ۱۰۹۔

۱۰۳۔ یہاں اہل ایمان کی دو اہم صفتوں کا ذکر ہوا ہے۔ایک صبر اور دوسرے توکل۔موقع کلام دلیل ہے کہ یہاں صبر سے مراد صبر آزما حالات میں دین پر قائم رہنا ہے۔اور ان تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنا ہے جو دین کی راہ میں پیش آجائیں۔رہا توکل تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کا اصل بھروسہ ظاہری اسباب پر نہیں، بلکہ اللہ پر ہو جو مسبب الاسباب ہے، اور حالات کو اپنی مشیئت کے مطابق بدلتا ہے۔توکل دراصل دل کی وہ کیفیت ہے جو اللہ کی کارسازی پر یقین کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

□□□□□□

اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ اور کس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ پھر وہ کس طرح (حق سے) پھیرے جاتے ہیں؟ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ (القرآن)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ
اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا
نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ
لَمَّا جَآءَهٗ ۚ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

۶۰ اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی ۱۰۴۔ وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ ۱۰۵۔

۶۱ اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ اور کس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ پھر وہ کس طرح (حق سے) پھیرے جاتے ہیں؟ ۱۰۶۔

۶۲ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ ۱۰۷۔

۶۳ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس سے زمین کو جب کہ وہ مُردہ ہو چکی تھی زندہ کیا تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ کہو حمد ہے اللہ کیلئے ۱۰۸۔ مگر اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ ۱۰۹۔

۶۴ اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر لہو و لعب۔ اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی کی (جگہ) ۱۱۰۔ کاش یہ لوگ جان لیتے!

۶۵ جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں دین (عاجزی و بندگی) کو اس کیلئے خالص کرتے ہوئے ۱۱۱۔ پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

۶۶ تاکہ ہم نے ان پر جو مہربانی کی اس کی وہ ناشکری کریں اور (دنیا کی زندگی کے) مزے اڑائیں۔ تو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

۶۷ کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک امن والا حرم بنایا ہے اور حال یہ ہے کہ لوگ ان کے گرد و پیش سے اچک لئے جاتے ہیں۔ ۱۱۲۔ پھر کیا وہ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

۶۸ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب کہ وہ اس کے پاس آچکا ہو ۱۱۳۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہوگا؟

۶۹ اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ۱۱۴، ہم ضرور ان پر اپنی راہیں کھول دیں گے ۱۱۵، اور یقیناً اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔ ۱۱۶۔

۱۰۴۔ ہجرت کی صورت میں مسئلہ معاش کا پیدا ہوجاتا ہے۔اس لئے اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی جارہی ہے کہ رزق دینا اللہ کے ذمہ ہے۔وہ جانوروں کو رزق دیتا ہے تو تم کو کیوں نہیں دے گا۔تم دیکھتے ہو کہ بے شمار چرند پرند اور پانی میں رہنے والے حیوانات ایسے ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے،مگر اللہ ان کو ہر جگہ رزق دے رہا ہے۔اسی طرح انسانوں کو بھی وہ برابر رزق دئے جارہا ہے۔لہٰذا تمہیں فکر اللہ کی عبادت کی ہونی چاہئے نہ اس بات کی کہ کھائیں گے کیا۔

رزق کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان حصول رزق کی صحیح تدابیر اختیار نہ کرے۔تدابیر تو جانوروں کو بھی کسی نہ کسی حد تک اختیار کرنا پڑتی ہیں،ورنہ نہ مکڑی جالا بناتی اور نہ چیونٹیاں قطار بنا کر چلتیں اور نہ ہی پرندے صبح ہوتے ہی غذا کی تلاش میں نکلتے۔

لَو اَنَّکُمْ تَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرُزِقْتُمْ کَمَا تُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔

''اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق دیا جاتا،جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے،کہ وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔'' (الترمذی ابواب الزہد)

البتہ توکل کی یہ تعلیم مسلمانوں کو روٹی کا پجاری بننے سے ضرور روکتی ہے،جو موجودہ زمانہ میں کمیونسٹ ذہن کی پیداوار ہے۔

۱۰۵۔ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تمہاری فریاد کو سنتا ہے اور تمہارے حالات کو جانتا ہے۔

۱۰۶۔ مشرکین مکہ اس بات کے قائل تھے کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہی ہے۔اسی نے سورج اور چاند کو پیدا کر کے خدمت میں لگا رکھا ہے۔مگر اس حقیقت کے اعتراف کے باوجود وہ اس کے تقاضوں سے انحراف کرتے،اور شرک کے مرتکب ہوتے تھے۔یہاں اسی پر اظہار تعجب کیا گیا ہے کہ جب یہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر کیا چیز ہے جو ان کو اس سے منحرف کردیتی ہے؟اور یہ کس طرح بہک جاتے ہیں؟

۱۰۷۔ یعنی یہ اگر اپنے رزق میں کشادگی کے لئے غیر اللہ کو پکارتے ہیں،تو انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ رزق کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔اور اس کی تمام تدبیریں حکیمانہ ہوتی ہیں۔وہ اپنے بندوں کے مصالح کو خوب جانتا ہے اور یہ اس کی حکیمانہ تدبیر ہے کہ کسی کو وہ زیادہ رزق دیتا ہے اور کسی کو نپا تلا۔

۱۰۸۔ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ تم نے اللہ کی اس کارفرمائی کو تسلیم کرلیا۔اور جب تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کی کارفرمائی ہے،تو پھر اسی کے گن گاؤ اور اس کی حمد وثنا کرو۔

۱۰۹۔ یعنی اگر وہ عقل سے کام لیتے تو متضاد باتیں نہ کرتے۔ایک طرف ایک بہت بڑی حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں،اور دوسری طرف اس سے انحراف بھی کرتے ہیں۔

۱۱۰۔ یعنی حقیقی اور جاودانی زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے۔جہاں کی نعمتیں مستقل،جہاں کے باغ سدا بہار اور جہاں کی راحت وآسائش ہمیشہ کے لئے ہے۔اس کے برخلاف دنیا کی زندگی چندروزہ ہے جس کے فائدے اور اس جس کی لذتیں بالکل حقیر ہیں۔مگر دنیوی زندگی کی دلفریبیاں ایسی ہیں کہ آدمی کا دل بہل جاتا ہے اور اس کے فائدوں اور لذتوں میں وہ مگن ہوجاتا ہے۔آخرت میں جب انسان آنکھیں کھولے گا تو اسے احساس ہوگا،کہ اصل زندگی تو یہی آخرت کی زندگی تھی۔اور دنیا میں جو زندگی میں نے گزاری وہ اپنے فائدوں اور لذتوں اور اپنی آرائش کے اعتبار سے محض کھیل کود اور دل کا بہلاوا تھا۔اس حقیقت کے پیش نظر انسان کو چاہئے کہ وہ دنیا کو نہیں بلکہ آخرت کو اپنا نصب العین بنائے اور دنیا میں اس طرح زندگی گزارے کہ آخرت کی کامیابی اُسے حاصل ہوجائے۔

دنیوی زندگی کی یہ بے وقعتی اس کے خالص مادی فوائد اور اس کی چمک دمک کے پہلو سے اُخروی زندگی کے مقابل میں ہے ورنہ قرآن ہی کی صراحت کے مطابق دنیا کی زندگی ایک امتحانی زندگی ہے۔اور جو شخص ایمان لاکر صالح زندگی گذارتا ہے وہ باقی رہنے والی نیکیوں کی بہت بڑی دولت سمیٹ لیتا ہے اور یہ اس کا بہترین (Achievment) ہے۔

۱۱۱۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ یونس نوٹ ۴۲ ۔

۱۱۲۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ قصص نوٹ ۱۱۱ ۔

۱۱۳۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ انعام نوٹ ۴۰ ۔

۱۱۴۔ تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ عنکبوت نوٹ ۸ ۔

۱۱۵۔ مراد خیر کی راہیں ہیں۔ جو شخص اللہ کی راہ میں محنت و مشقت اور تکلیفیں برداشت کرتا ہے، اللہ اس پر خیر کی راہیں کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے اندر بہترین اوصاف پرورش پانے لگتے ہیں، اس کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے وہ باطل کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، اس کے اندر حکمت و بصیرت پیدا ہو جاتی ہے، اس کی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ اور وہ بتوفیق الٰہی سعادتوں پر سعادتیں حاصل کرتا ہوا اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

۱۱۶۔ یہاں محسنین (نیکوکار) سے مراد خاص طور سے وہ لوگ ہیں، جو اللہ کی راہ میں سعی و جہد کرنے والے، اس کی خاطر جانفشانی اور مجاہدہ کرنے والے اور اس کے دین پر استقامت اور اس کی دعوت و اشاعت کی راہ میں ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرنے والے ہوں۔ ایسے نیک کردار لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رفاقت کی خوشخبری سنائی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی رفاقت حاصل ہوئی، لازمی بات ہے کہ قدم قدم پر اس کی دستگیری ہوگی اور وہ کامیابی کی منزل کو ضرور پہنچے گا۔

□□□□□□

بقیہ: انڈیکس کا آخری حصہ

...... چوری کی سزا کا قانون ۷۳۸، ۷۴۰

...... کی حکمت عملی ۷۴۳

...... کا اپنے کو ظاہر کرنا ۷۴۴

...... کا اپنے بھائیوں کو معاف کرنا ۷۴۴، ۷۴۷

...... کی مہک ۷۴۶، ۷۴۷

...... اخلاق و شرافت کی اونچی مثال ۷۴۵

...... کے کُرتے سے یعقوب کی بینائی کا لوٹ آنا ۷۴۶، ۷۴۷

...... کے بھائیوں کا اپنے والد سے معافی کیلئے درخواست کرنا ۷۴۶، ۷۴۷

...... خاندان یعقوب کی مصر منتقلی ۷۴۶، ۷۴۷

...... کا اپنے والد کو تخت پر بٹھانا ۷۴۶، ۷۴۷

...... یوسف کے آگے ان کے بھائیوں کا جھک جانا اور خواب کی تکمیل ۷۴۶، ۷۴۸

...... سجدہ تعظیمی کی بحث ۷۴۷، ۷۴۸

...... کی دعا ۷۴۷، ۷۴۸

...... کی سرگزشت کی اہم کڑیاں بائبل سے غائب ۷۵۱

یہود ۲۸، ۲۹، ۳۵، ۳۹، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۸، ۵۳، ۵۴، ۶۶، ۲۹۸، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۲۴، ۳۳۲

...... میں سے بندر اور سور بنائے گئے ۳۲۰، ۳۲۱

...... کے علماء و فقہاء ۳۲۰، ۳۲۱

...... لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں ۳۲۰

...... پر ناخن والے جانور حرام کردیئے گئے تھے ۴۱۶، ۴۱۸

...... یہودیت و نصرانیت کی حقیقت ۴۵

...... کو دوست بنانے کی ممانعت ۳۱۶، ۳۱۷

...... پر کیا چیزیں حرام کی گئی تھیں ۸۷۴، ۸۷۵

Printed at:
Pixel Art Printers f/19 Match Factory
Kurla West Mumbai 400070
Mobile : 9820790615

اشاریہ

(صفحات نمبر)

آ

آخرت
...... سے مراد ۱۳، ۶۷۴
...... پر استدلال ۵
...... پر ایمان ۲۳۶، ۵۵۸، ۷۳۲
...... میں پورا پورا اجر ۱۹۸
...... جزائے عمل کا قانون ۲۶۳
...... میں حصہ ۱۹۶
...... نجات اخروی ۱۶۵، ۲۶۲، ۲۶۳
...... کو اپنا نصب العین بنانا ۴۹۱
...... کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کا سامان ۵۷۰
...... کے منکر ۷۴۸، ۹۰۰، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹
...... کا عذاب ۷۷۴، ۸۸۲، ۱۰۴۶
...... میں کون لوگ تباہ ہوں گے ۸۹۰
...... کا خواہش مند ۸۹۲، ۸۹۳
...... مقصدِ حیات ۸۹۳
...... بہتر ۸۹۲، ۸۹۳
...... میں اندھا ۹۱۲، ۹۱۳
...... کے بارے میں مشرکین کا علم گڈمڈ ۱۳۰۴، ۱۳۰۵
...... کا گھر کن لوگوں کے لئے ہے ۱۳۵۲، ۱۳۵۳

آخری نبی ۴۳

آدم ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۴۳۲، ۴۶۴، ۹۹۶، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴
...... سے انسان کی پیدائش ۲۰۴
...... سے حوا کی پیدائش ۲۰۴
...... کی جنت ۱۸، ۲۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳
...... اسماء سے مراد ۲۰
...... کو سجدہ کرنے کا حکم ۱۸، ۲۰، ۴۳۲
...... کی توبہ ۱۸
...... کی لغزش ۱۸، ۲۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳
...... کے دو بیٹوں کا قصّہ ۳۰۲، ۳۰۳
...... کی ستر پوشی ۴۳۶

ادریس (علیہ السلام) ۹۹۶، ۹۹۷، ۱۰۷۸، ۱۰۸۰

آدم
...... شیطان کا آدم کو ورغلانا ۱۰۴۲، ۱۰۴۳

آسمان وزمین
...... بغیر ستونوں کے ۷۵۸، ۷۵۹
...... کی تخلیق حق کے ساتھ ۷۸۶، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۳۰، ۸۳۱، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹
...... میں برج ۸۰۶، ۸۰۷
...... پاکی بیان کرتا ہے ۹۰۰
...... سات آسمان ۹۰۰
...... چراغ اور روشن چاند ۱۲۲۶، ۱۲۲۷
...... کے خدا کی ذات کے اندر سے وجود میں آنے کا رگ وید کا باطل نظریہ ۱۳۰۱
...... کی پیدائش چھ دنوں میں ۱۳۲۲
...... کا پیدا کرنے والا ۱۳۲۲

آل ابراھیم ۱۴۶، ۱۴۷، ۲۳۷
...... کو کتاب وحکمت ۲۳۶
...... کو عظیم سلطنت ۲۳۶

آل عمران ۱۴۶، ۱۴۸
...... عمران بن ماتان ۱۴۸
...... آل عمران کی بیوی کی دعا ۱۵۱

آواگَون
...... ایک غلط نظریہ ۴۸۸، ۱۱۵۳، ۱۳۰۵

آیاتِ الٰھی
...... کے معنیٰ ۲۳، ۷۵۹
...... کو نہ بچنا ۲۱

...... منسوخ ہونے کا مطلب ۴۳
...... آیۃ الکرسی ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶
...... کا انکار ۱۴۰، ۱۶۰، ۲۳۶
...... کائنات کی ہر چیز میں نشانی ۱۹۸
...... کا مذاق اڑایا جارہا ہوتو وہاں نہ بیٹھنا
...... کو جھٹلانا ۲۷۰، ۲۹۴، ۳۷۴، ۴۲۴، ۴۴۰، ۴۹۴
...... کے بدلہ حقیر قیمت ۵۵۴، ۵۵۵

ا

ابراھیم (علیہ السلام) ۶۸۸، ۶۹۰، ۱۱۱۴
...... اور خانۂ کعبہ کی تعمیر ۴۷، ۱۶۶
...... کا دین ۵۱
...... کی قوم ۵۸۸
...... کی حجت ۱۱۹، ۳۸۸، ۳۸۹
...... کی ذریت کی دو شاخیں ۲۳
...... اللہ کا مخلص دوست ۲۶۳
...... کا طریقہ ۴۲۴، ۴۲۶، ۸۷۴، ۸۷۶
...... کا اپنی قوم سے مباحث ۳۸۴، ۳۸۷
...... کی اپنے والد کو دعوتِ حق ۳۸۴، ۹۹۲، ۹۹۳
...... کا اپنے باپ کے لئے استغفار ۶۰۸، ۶۱۰
...... کے پاس فرشتوں کا پہنچنا ۶۸۸، ۶۸۹، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳
...... کی بیوی ۶۸۸، ۶۸۹
...... کی دعا ۷۹۲، ۷۹۳، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳
...... کے مہمانوں کا واقعہ ۸۱۴، ۸۱۵
...... مثالی شخصیت ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶
...... نہایت سچے ۹۹۲، ۹۹۳
...... کی شرک اور بت پرستی کی مخالفت ۹۹۴، ۹۹۵، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳
۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰
...... کے لئے سچائی کی زبانیں بلند کردی گئیں ۹۹۶، ۹۹۷، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳
...... کو ان کے شایان شان ہدایت ۱۰۶۸، ۱۰۶۹
...... کا اپنے باپ کو بت پرستی سے منع کرنا ۱۰۶۸، ۱۰۷۰
...... پر آگ کا ٹھنڈا ہونا ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۳۶۸
...... ابراھیم اور لوط کی ہجرت بابرکت زمین کی طرف ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۳۶۸، ۱۳۷۰
...... اس حدیث کی حقیقت جس میں حضرت ابراہیم کی طرف تین جھوٹ منسوب کئے گئے ہیں ۱۰۷۲، ۱۰۷۳
...... کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے گئے ۱۰۷۶، ۱۰۷۷
...... کیلئے بیت اللہ کی جگہ مہیا کی گئی ۱۱۰۵، ۱۱۰۶
...... کا دین ۱۱۲۸، ۱۱۲۹
...... کی اپنے باپ اور قوم کو دعوت ۱۲۴۸، ۱۲۵۰، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹
...... کی شرک اور بت پرستی کی مخالفت ۹۹۴، ۹۹۵، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۹
...... نبوت ابراھیم ہی کی نسل میں ۱۳۷۲، ۱۳۷۳
...... کو دنیا میں صلہ ۱۳۷۲، ۱۳۷۳

ابلیس ۲۰
...... کی منطق ۴۳۵
...... ابلیس کا انسان کو سجدہ کرنے سے انکار ۸۱۰، ۸۱۱، ۹۰۶، ۹۵۲
...... کا اعتراض ۹۰۶
...... انسان کا دشمن ۹۱۰، ۹۱۱
...... جنوں میں سے ۹۵۲، ۹۵۳

ابوسفیان ۵۰۷

ابوجھل ۵۰۷

ابوبکر ۵۵۱، ۹۰۷

ابوذر ۵۷۲

اتمام حجت ۲۸۴، ۲۸۸

اجتھاد وقیاس ۲۳۸

احکام عشرہ ۴۲۲

احد
...... کے لئے روانگی ۱۷۶
...... کا محل وقوع ۱۷۷
...... جنگ کی تاریخ ۱۷۷
...... میں مسلمانوں اور کافروں کی تعداد ۱۷۷

...... پہاڑ کا نقشہ ۱۷۸
...... کی تصویر ۱۷۹
...... فرشتوں کے ذریعہ مدد ۱۸۰
...... مسلمانوں کو زخم ۱۸۲، ۱۸۳
...... مسلمانوں سے کمزوری کا صدور ۱۸۳، ۱۸۶، ۱۸۸
...... وعدۂ نصرت کا پورا ہونا ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶
...... شہداء کی تعداد ۱۸۶
...... کفار کا تعاقب ۱۹۵

احسان
...... کا مفہوم ۱۸۵

احرام ۲۸۴، ۲۸۵

اختلاف نہ کرنا ۵۲۶، ۵۲۹

اریحا ۲۷

اسمٰعیل (علیہ السلام) ۱۶۲، ۲۷۲، ۳۸۸، ۴۱۳، ۱۰۸۰
...... اور خانۂ کعبہ کی تعمیر ۴۶
...... بنی اسمٰعیل ۲۳، ۴۷
......وعدے کے سچے ۹۹۶، ۹۹۷

اسحاق (علیہ السلام) ۱۶۲، ۲۷۲، ۳۸۸، ۳۸۹، ۶۸۸، ۶۸۹، ۷۹۷، ۹۹۴، ۹۹۵
...... ابراہیم کے بیٹے ۳۸۹
......ذی علم ۸۱۴، ۸۱۵

اسرائیل ۱۶۴، ۱۶۶
......یعقوب کا لقب ۲۳، ۳۸۹

اسلام ۲۸۲، ۲۸۴، ۳۹۰، ۴۱۳، ۴۲۲
......کے معنی ۴۹
......میں مکمل شمولیت ۸۷
......کا قانون تعزیرات ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۳، ۱۱۶۱
...... کا طریق زندگی ۶
...... اصل دین ۱۴۳
...... خیر ہی خیر ۱۷۱
...... کائنات کا دین ۱۶۳
...... کے واحد دین حق ہونے کی دلیل ۱۶۳
...... کسی ایک نسل یا گروہ کا دین نہیں ۱۶۳
...... حواریوں کا دین ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸
...... کے لئے سینہ کا کھل جانا ۴۰۶، ۴۰۸
...... کے سوا کوئی دین قبول نہیں۔ ۱۷۰
...... وسیع تر معنیٰ میں دین ہے ۱۱۶۱
...... اجتماعی زندگی سے متعلق ہدایت دیتا ہے ۱۱۶۱
...... یہ غلط خیال ہے کہ اسلام کا آغاز پیغمبرِ قرآن سے ہوا اور نزول قرآن کے وقت کوئی مسلم موجود نہیں تھا ۱۳۴۱
...... قبول کرنے کے بعد آزمائش ۱۳۶۰، ۱۳۶۱

اسلامی ریاست ۵۴۲
اسلامی تحریکیں اور انبیائی دعوت ۱۲۵۶

استغفار
......گناہ سرزد ہوجانے پر فوراً معافی مانگنا ۱۸۱
...... قبولیت کا وقت ۱۸

اسراف نہ کرنا ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۴۰
اسراء کا واقعہ ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴
...... رویا (مشاہدہ) ۹۰۶، ۹۰۸

اسباط (اولاد یعقوب) ۲۷۲، ۲۷۶
اشتعال انگیز باتوں کا اثر قبول نہ کرنا ۵۰۳

اصحاب الرس ۱۲۱۶
... کون تھے ۱۲۱۷

اصحاب امر (اولی الامر)
...... سے مراد ۲۳۷
...... کی اطاعت کا حکم ۲۳۶
...... کی اطاعت کے شرائط ۲۳۶
...... سے اختلاف کا حق ۲۳۸
...... تک خبریں پہنچانا ۲۴۴، ۲۴۵
...... امام کے معصوم ہونے کا غلط تصور ۲۳۸
...... لادینی حکومت پر انطباق صحیح نہیں ۲۳۷

...... کے منصب کے لئے موزوں لوگ ۲۴۵
اصلاح بین الناس ۹۶
اعتقادی گمراھیاں
...... عیسائیوں کے عقیدہ کی تردید کہ گناہوں
کے بخشنے کا اختیار چرچ کو ہے۔ ۱۸۱
اعتکاف ۴۶،۲،۴۷،۷۴
اعراف ۴۴۶،۴۴۷،۴۴
افک (بہتان کا واقعہ) ۱۱۶۶،۱۱۶۷
...... اس روایت کی تحقیق جس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عائشہ پر تہمت لگائی
گئی تھی ۱۱۶۷ تا ۱۱۷۱
اعمال کا اکارت جانا ۹۶۶
اقتدار
...... امانت ۱۵۰،۲۳۶
...... اور جمہوریت کا دعویٰ ۱۵۰
...... اور ملوکیت ۱۵۰
...... کے اہل کون لوگ ہیں ۱۱۱۴،۱۱۱۵
اکثریت
...... حجت نہیں ۴۰۳
...... کا حال ۴۰۲
اکل حرام ۷۶،۷۷
الزام تراشی ۲۵۶،۲۵۷
اللہ
...... لفظ اللہ کی تشریح ۴
...... کو ماننے کا مطلب ۲۱
...... کا رنگ اختیار کرنا ۵۱
...... کے قریب ہونے کا مطلب ۷۳
...... کے حکیم ہونے کا مطلب ۲۰
...... سے محبت اور اس کی محبت کا مطلب ۶۲،۱۴۷،۶۹۶
...... کے الٰہ واحد ہونے کا مطلب ۱۳۷،۶۹۲،۹۷۶،۱۰۹۰،
۱۰۹۱،۱۱۱۰،۱۱۵۶
...... آسمان و زمین کا مالک ۲۶۵، ۶۴۴،۶۴۶،۶۶۷،۱۰۱۰،۱۰۱۱،

۱۲۸۶،۱۲۸۷
...... اقتدار کا مالک ۱۴۴
...... سے وفاداری ہر چیز پر مقدم ہے ۲۴۱
...... سے وفاداری خاک و خون کی ۲۵۳
...... صورت گری کرنے والا ۱۳۸
...... قائم بالذّات ۱۳۷،۱۲۲۲،۱۲۲۴
...... کی طرف سے خیر ۲۴۵
...... کی بنائی ہوئی ساخت میں تبدیلی ۲۵۴
...... کی گواہی ۱۴۳،۳۶۲،۳۶۳
...... کو مضبوط پکڑنا ۱۷۱،۱۱۳۰
...... کا قرب کن لوگوں کو حاصل ہوگا۔ ۲۸۱،۹۰۶
...... کو پالینا ۲۸۱
...... کی رسی ۱۷۱
...... مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالنے والا ۱۴۶،۱۴۷،۳۹۴
...... مالک الملک ۱۴۴
...... کو حکم دینے کا مطلق اختیار ۲۸۵
...... کا علم ۳۳۹،۸۲۰،۸۳۴، ۹۴۲، ۱۱۱۸،۱۱۲۲
۱۱۸۴،۱۲۰۶،۱۳۰۴،۱۳۰۵،۱۳۷۸،۱۳۸۴
...... کی شان میں گستاخی کرنے والا ۳۲۲
...... کی رحمت ۳۷۴
...... زماں و مکاں کا مالک ۳۵۹
...... کے کلمات میں تبدیلی نہیں ۳۶۷،۹۴۲،۹۴۳
...... کی سنت ۳۶۷
...... کو پکارنے کا مطلب ۳۷۶،۷۶۶،۷۶۷
...... دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ۳۹۴
...... کے لئے پاکی ۱۸،۸۳۰،۸۳۱،۹۰۰
...... کا حق ۴۲۲
...... نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ۴۴۸
...... عرش پر متمکن ۴۴۸،۶۲۲،۹۸۸،۱۰۰۰
...... کو پکارنا خوف اور امید کے ساتھ ۴۴۸
...... سے مدد مانگنا ۴۷۴

...... کا موسیٰ سے کلام کرنا ۴۷۸،۱۰۱۰،۱۰۱۱
...... کے لئے اچھے نام ۴۹۵،۹۲۷،۱۰۱۰
...... ہی کو قیامت کا علم ہے ۴۹۷
...... پر بھروسہ ۵۰۹،۸۴۴
...... سے ڈرنا ۹۹۶،۹۹۷،۱۰۹۴،۱۰۹۵
...... کی راہ سے روکنا ۵۲۹،۱۱۰۴،۱۱۰۵
......کی اولاد ہونے کا غلط تصور ۵۶۲،۶۵۰،۶۵۱،۹۳۰،۹۳۱،۱۰۰۶،
۱۰۰۷
...... کی خوشنودی ۵۹۳
...... حکمت والا ۶۶۸، ۸۵۲، ۱۱۱۸، ۱۱۶۶، ۱۱۹۸، ۱۲۷۸، ۱۳۷۲،
۱۳۷۳، ۱۳۷۸
...... باخبر ۶۶۸
......معاف کرنے والا ۶۷۸، ۸۱۴، ۸۷۲، ۹۰۰، ۹۵۲، ۹۱۰، ۹۱۱،
۱۰۴۲، ۱۱۶۰، ۱۱۷۲، ۱۲۰۶، ۱۲۷۸
...... رحم کرنے والا ۶۷۸، ۶۹۶، ۸۱۴، ۸۱۵، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۶۰،
۱۱۷۲، ۱۱۸۴، ۱۲۰۶، ۱۲۰۱۲، ۱۲۳۶، ۱۲۵۴، ۱۲۵۸،
۱۲۶۰، ۱۲۶۶، ۱۲۶۸، ۱۲۷۲، ۱۲۷۸
...... ہی کی عبادت ۷۵۲، ۹۸۸، ۹۸۹، ۱۰۰۰، ۱۰۱۰، ۱۰۱۲
...... ہی پر توکل ۷۰۶
...... ہی کے لئے غیب ۷۰۶، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱
...... نگراں ہے ۶۷۲
...... کو ماننا اور پھر شرک کرنا ۷۵۰
...... جلانے اور مارنے والا ۶۴۴
...... لوگوں پر مہربان ۶۴۶، ۶۴۷
...... ہر چیز پر قادر ۶۶۸، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۶۰، ۹۲۲
...... کا عرش پانی پر تھا ۶۶۸، ۶۶۹
...... کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ۶۷۴، ۶۷۵
...... سے ملاقات کا یقین ۷۵۸
...... سزا دینے میں سخت ۷۵۸
...... سب سے بڑا ۷۶۲، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳
...... بلند مرتبہ ۷۸۲، ۱۱۲۲

......کے آگے سجدہ ریز ہونا ۷۶۲، ۷۶۳، ۸۴۸، ۸۴۹، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳
...... ہر چیز کا خالق ۷۶۶، ۸۲۰
...... کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ۷۷۲، ۷۷۳
...... غالب ۷۸۲، ۷۹۶، ۸۵۲، ۱۲۳۲، ۱۲۵۴، ۱۲۵۸،
۱۲۶۰، ۱۲۶۲، ۱۲۶۶، ۱۲۶۸، ۱۳۷۸، ۱۳۰۴، ۱۳۷۲، ۱۳۷۸
...... خوبیوں والا ۷۸۲، ۱۱۲۲
...... کی نعمتوں کو گن نہیں سکتے ۷۹۲، ۷۹۳، ۸۳۴، ۸۳۵
...... کے حکم سے ہر چیز وجود میں آتی ہے ۸۴۴، ۸۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷
...... شفقت والا ۸۴۸
...... سننے والا ۸۸۲، ۹۴۲، ۱۱۹۸
...... دیکھنے والا ۸۸۲، ۹۲۰، ۹۴۲
...... عرش والا ۹۰۰، ۹۰۱، ۱۰۵۶، ۱۱۵۰، ۱۱۵۶
...... بردبار ۹۰۰
...... کارساز ۹۱۰، ۹۱۱
...... یارحمٰن کہہ کر پکارنا ۹۲۶، ۹۲۷
...... کیلئے ساری تعریف ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۳۰
...... کیلئے بڑائی ۹۲۶
...... کے حکم میں کوئی شریک نہیں ۹۴۲
...... کے لئے سارے اختیارات ۹۴۸، ۹۴۹
...... ظلم نہیں کرتا ۹۵۲، ۹۵۳
...... کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر روشنائی بن جائے تو کفایت نہ کرے ۹۷۶
...... کے لئے بیٹا بنانا اس کی شایان شان نہیں ۹۹۲، ۹۹۳
...... کا وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے ۹۹۶، ۹۹۷
...... بگڑے ہوئے لوگوں کو سنبھلنے کا موقع دیتا ہے ۱۰۰۵
...... مخفی باتوں کا جاننے والا ۱۰۱۰، ۱۰۱۱
...... کے سوا کوئی خدا نہیں ۱۰۱۰، ۱۰۳۶، ۱۳۴۶
...... ہی کے لئے آسمان وزمین کی بادشاہی ۱۱۸۸، ۱۱۹۰، ۱۲۰۶
...... کا علم ہر چیز پر حاوی ۱۰۳۶، ۱۰۳۸
...... حی وقیوم ۱۰۴۰
...... متعدد خداؤں کا تصور باطل اور غیر معقول ۱۰۵۶، ۱۰۵۷

...... کسی کے آگے جوابدہ نہیں ۱۰۶۰، ۱۰۶۱
...... کے بارے میں بغیر علم کے بحث کرنا ۱۰۹۴، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹
...... ہی حق ہے ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۲۲، ۱۱۷۲، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹
...... مردوں کو زندہ کرتا ہے ۱۰۹۸، ۱۰۹۹
...... کی حرمتوں کی تعظیم ۱۱۰۴، ۱۱۰۷
...... کے نزدیک ایک دن ایک سال کے برابر ۱۱۱۴، ۱۱۱۶
...... حلیم ہے ۱۱۲۲، ۱۱۲۳
...... وسعت والا ۱۱۸۴، ۱۱۸۵
...... باریک بیں اور خبر رکھنے والا ۱۱۲۲، ۱۱۲۳
...... بے نیاز ہے ۱۱۲۲، ۱۱۲۳
...... توبہ قبول کرنے والا ۱۱۶۶
...... کی طرف سب لوٹائے جائیں گے ۱۳۴۶، ۱۳۶۸
...... توبہ قبول کرنے والا ۱۱۶۶
...... آسمانوں اور زمین کا نور ۱۱۸۷
...... بڑا ہی بابرکت ۱۲۰۶، ۱۲۰۷
...... کے نور ہونے کا مطلب ۱۱۸۷
...... کے بابرکت ہونے کا مطلب ۱۲۰۷
...... کی منصوبہ بندی ۱۲۰۶، ۱۲۰۷
...... حقیقی بادشاہ ۱۲۱۲، ۱۲۱۳
...... کا ڈراس کی عظمت کے تصور سے پیدا ہوتا ہے ۱۲۵۵
...... کے لئے حمد ۱۳۰۲، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۴۶، ۱۳۸۴
...... بے قرار کی فریاد سننے والا ۱۳۰۰، ۱۳۰۱
...... کا وجود ایک حقیقت ۱۳۰۱
...... کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۳۵۶
...... کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے ۱۳۵۶
...... ہی کو فیصلہ کا اختیار ہے ۱۳۵۶
...... کی رفاقت نیکوکاروں کو ۱۳۸۴
الہام ۳۴۶
الیاس (ایلیاہ) ۳۸۸
الیسع ۳۸۸
ام القریٰ (مکہ) ۳۹۲

امت
...... امت واحدہ ۵۹
...... امت وسط ۵۳
...... امت مسلمہ ۴۷
...... امت مسلمہ کی دعا ۱۳۳
...... امت مسلمہ کا مقصدِ وجود ۲۹۵
...... کے لئے سبق ۲۹۶
امن وعدل کا مطلب ۶۱۶
امی
...... لغوی معنی ۱۴۳
...... بنی اسمٰعیل امی ۱۴۳
...... امیوں کے بارے میں یہود کی ذہنیت ۱۷۵
امانت
...... کا مطلب ۲۳۷
...... حق داروں کے حوالہ کرنا ۲۳۶، ۲۳۷
امیہ بن خلف ۵۰۷
امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۱۷۰، ۱۷۴
...... معروف سے مراد ۱۷۲
...... منکر سے مراد ۱۷۲
...... ہر مسلمان کا فریضہ ہے ۱۷۱
...... خیر امت کا وصف ۱۷۵
...... ذمہ داریاں ۲۴۲
انبیاء ورسول
...... صرف انسانوں میں سے ۴۰۱
...... قتل انبیاء ۲۸، ۱۴۳، ۱۷۴
...... قتل انبیاء پر دردناک عذاب ۱۴۲
...... سب پر ایمان لانا ضروری ۱۶۲
...... کے درمیان تفریق نہ کرنا ۴۸، ۴۹، ۱۶۲
...... اللہ کے سوا کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیتے ۱۶۰
...... کی اطاعت اور پیروی ۲۴۰، ۲۴۴
...... خوشخبری دینے والے ۲۷۴، ۳۷۸

...... متنبہ کرنے والے ۲۷۸، ۲۷۹
...... کا دین ۳۱۴، ۳۱۵
...... سے قیامت کے دن سوال ۳۳۲، ۳۴۴
...... قرآن میں سب کا ذکر نہیں ۲۷۸
...... مقصدِ بعثت ۲۷۸
...... سب ایک ہی منبع ہدایت سے فیضاب ہوتے رہے ہیں ۲۷۶
...... کی رفاقت ۲۴۰
...... سلسلۂ رسالت ۴۴۰
...... بنی اسرائیل میں ۲۹۸، ۳۲۴
...... انعام یافتہ گروہ ۲۴۰، ۹۹۶، ۹۹۷
...... کا رحمٰن کی آیتیں سن کر سجدہ ریز ہونا ۹۹۶، ۹۹۷
...... رقت اور خوف کے ساتھ اللہ کو پکارنے والے ۹۹۷

انسان

...... کی اصل حیثیت ۱۹
...... کی تخلیق کا مقصد ۲۰، ۷۸۷
...... کی خلافت ۱۱۹۴، ۱۱۹۵
...... کمزور مخلوق ۲۲۲
...... زمین میں بااختیار ۴۳۲، ۴۲۷
...... کی تخلیق مٹی سے ۳۵۴، ۴۳۲، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۱۰، ۸۱۱
...... کی پیدائش ایک جان سے ۳۹۶، ۴۹۸
...... کا مرنے کے بعد خاتمہ نہیں ہوتا ۳۷۹
...... سب ایک امت تھے ۶۲۸، ۶۲۹
...... کا حال رحمت سے نوازے جانے پر ۶۷۲
...... کا حال تکلیف میں مبتلا کئے جانے پر ۶۷۲، ۶۷۳
......ڈرون کے نظریے کی تردید ۸۰۸
...... کا وجود محض مادی نہیں ۸۱۱
...... کی تخلیق پانی کی بوند سے ۱۲۲۲، ۱۲۲۴
...... جلد باز واقع ہوا ہے ۸۸۸، ۸۸۹، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵
...... آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۸۹۳
...... بڑا ناشکرا ۹۱۰
...... اشرف المخلوقات ۹۱۳
...... اور فرشتوں کے درمیان فضیلت کا سوال ۹۱۳
......بڑا تنگ دل ۹۲۲، ۹۲۳
...... پر جبر نہیں ۹۴۴
...... دنیا میں ہمیشگی کسی کو نہیں ۱۰۶۴، ۱۰۶۵
...... کی پیدائش کے مراحل ۱۰۵۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۱۳۲، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷
...... نسب اور سسرال کے رشتے ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴

انجیل

...... اور بائبل کا فرق ۱۳۷
...... میں تحریف ۱۵۴
...... کو قائم کرنے کا مطلب ۳۲۵
...... میں نبی ﷺ کے بارے میں پیشین گوئیاں ۴۸۲، ۴۸۳
...... میں توحید کا حکم ۵۶۷

انعام یافتہ لوگ ۲

انفاق (اللہ کی راہ میں خرچ) ۱۶۶، ۵۳۴، ۷۷۰، ۷۹۲، ۷۹۳
...... دکھاوے کے لئے کرنا ۲۳۰
...... قربت کا ذریعہ ۶۰۰
...... کو تاوان سمجھنا ۶۰۰
...... کا مطلب ۱۲۰
... اعانت کا اصل مستحق ۱۲۴

انشاء اللہ کہنا ۹۴۲، ۹۴۳

انصاف

...... کے نگراں ۲۹۴
...... پر قائم رہنے کی ہدایت ۲۶۴
...... کے ساتھ فیصلہ کرنا ۳۱۰
...... بے لاگ بات کہنا ۴۲۰
انعام کی تشریح ۲۸۵
انصار ۲۰۹، ۲۱۲
انفال ۵۰۶
اولاد
...... قیامت کے دن کام نہیں آئے گی ۱۴۰، ۱۷۴
اونٹ

اولیاءاللہ (اللہ کے دوست) ۲۴۶، ۲۴۷

اولیاء پرستی ۴۱۳، ۴۹۱

اھل کتاب

...... کے اختلافات ۱۴۲، ۳۱۴

...... کا انحراف ۱۴۲

...... کا مطالبہ ۲۷۰

...... کو دعوت ۱۵۸، ۲۳۲

...... کا حق کو چھپانا ۱۵۸

...... کا آیت اللہ سے انکار ۱۵۸، ۱۶۴

...... کی سازش ۱۵۸، ۲۳۶

...... کا اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ۱۶۰، ۲۳۲

...... کی خیانت ۱۶۰

...... کی تحریف ۱۵۸، ۲۹۹

...... میں کجی پیدا کرنا ۱۶۴

...... کا آیات کو تھوڑی قیمت پر فروخت کرنا ۱۹۸

...... میں حق پسند گروہ ۱۷۴، ۲۰۰، ۷۷۹، ۹۲۶، ۹۲۷

.... کا ذبیحہ ۲۹۰، ۲۹۱

...... کی پاکدامن عورتوں سے نکاح ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲

...... سے جنگ ۵۶۲

...... سے جزیہ لینے کا حکم ۵۶۲

...... یہود کا اپنی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ۸۲۲

...... میں سے وہ لوگ جو کتاب پر ایمان لائے ۱۳۴۰، ۱۳۴۱

...... سے بحث کا بہتر طریقہ ۱۳۷۸، ۱۳۷۹

اھل ایمان

...... صابر ۱۴۰

...... راست باز ۱۴۰

...... فرمانبردار ۱۴۰

...... انفاق کرنے والے ۱۴۰

...... اوقات سحر میں استغفار کرنے والے ۱۴۰

...... اللہ کی راہ میں لڑنے والے ۱۴۰

...... پکے اہل ایمان بن جائیں ۲۶۷

...... کا انجام ۲۸۰، ۱۱۰۲، 1103

...... کے اوصاف ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۳، ۸۱۰، ۸۱۲، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۶۹، ۸۷۸، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳

...... کی اللہ کی طرف سے مدافعت ۱۱۱۴، 1115

...... سے وعدہ کہ وہ انہیں اقتدار بخشے گا ۱۱۹۴، 1195

...... کیلئے بخشش اور عزت کی روزی ۱۱۱۸، ۱۱۱۹

...... کے لئے جنت کا وعدہ ۱۰۲۸، ۱۰۲۹

...... کے لئے کوئی اندیشہ نہ ہوگا ۱۱۴۴

...... رسول کا فیصلہ قبول کرتے ۱۱۹۲، ۱۱۹۳

اھلِ مذھب کی کتابیں

...... منوسمرتی وید وغیرہ کے بارے میں کتابِ الٰہی ہونے کا دعویٰ بے بنیاد ۱۳۳۷

ایام تشریق ۸۶

ایمان

...... وہی معتبر ہے جو شرک سے پاک ہے ۳۸۹

...... کے ساتھ کفر کرنا ۲۹۰

...... لانے کا مطلب ۱۲

...... لانے کی دعوت ۲۶۶

...... میں اضافہ ۵۰۸

...... کا ثمرہ ۶۲۷

ایوب (علیہ السلام) ۳۸۸، ۳۸۹

...... کا بیماری میں مبتلا رہنا اور پھر شفایاب ہونا ۱۰۷۸، ۱۰۷۹

ایلاء کا حکم اور اس کی تشریح ۹۷

ایلہ (عقبہ) ۴۸۷، ۴۸۹

ایکہ والے ۸۲۰، ۸۲۱، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷

ایلورا اور اجنتا کے غار

...... بت پرستی اور بے حیائی کو فروغ دینے والا آرٹ ۱۲۶۱

ب

بائبل

...... کب مرتب ہوئی ۱۳۷

...... کی حیثیت ۱۳۷، ۱۳۸

...... کے شارح کا اعتراف ۱۳۷، ۱۳۸

......کے اس بیان کی تردید کہ بنی اسرائیل نے مصریوں کو لوٹ لیا تھا ۱۰۳۴

باطن کی پاکیزگی ۴۲۱

بارانِ رحمت ۴۴۸، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱

باپ دادا کی تقلید ۶۴، ۶۵، ۳۴۰، ۳۴۲

بابل ۳۸، ۳۹

باطل کا گواہ بننا ۱۲۲۶، ۱۲۲۹

بپتسمہ ۵۸

بت

...... چڑھاوے ۴۱۳، ۴۹۵

...... کے بارے میں اعتقاد ۴۹۵

بت پرستی ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۸۱

...... قوم نوح میں ۴۴۶

...... عاد میں ۴۵۴

...... ثمود میں ۴۵۷

...... مشرکین عرب میں ۵۰۰

......بتوں کی گندگی سے بچنا ۱۱۰۴، ۱۱۰۷

...... بت شکنی ۱۰۷۲

...... کی نامعقولیت ۱۰۷۳

...... مشرکوں کے درمیان باہمی محبت کا ذریعہ ۱۳۶۸، ۱۳۷۰

بجلیوں کے ذریعہ تذکیر ۷۶۴

بخل ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۳۰

بخت نضر (نیوکدضر) ۸۸۴

بدر ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۹۲، ۵۰۶

...... اسلام کی پہلی جنگ ۱۴۲

...... جنگ کے اسباب ۵۰۶

...... کا واقعہ ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۹

...... فرشتوں کے ذریعہ مدد ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴

بدعت ۷۶

...... بدعات وخرافات ۲۶۰

...... کا دروازہ کب کھلتا ہے ۲۷۹

...... اہل بدعت کی حرکت ۱۶۱

...... امام کے معصوم ہونے کا تصور ۲۳۸

...... سے دلچسپی ۱۱۴۶

بدو عرب ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱

بدی کا بدلہ ۳۹۲

بدلہ لینے کی اجازت ۸۷۸، ۸۷۹

برأت ۵۴۷

برہنگی ۴۲۱

برائی

... برائی سے نہ روکنے پر گرفت ۳۳۸

... برائی کا عام چلن ۳۴۱

...... کو بہتر طریقہ سے دور کرنا ۱۱۵۲، ۱۱۵۳

...... برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے کا مطلب ۱۲۳۰

بزرگ

بزرگ پرستی ۴۱۳، ۴۴۹

...... بزرگوں کی عقیدت شرک کی حد تک ۱۳۰۳

......مسلمانوں کا بزرگوں کو جو قبر میں مدفون ہیں مشکل کشائی کیلئے پکارنا ۱۳۰۳

...... اولیاء سے رزق مانگنا ۱۳۶۹

...... اولیاء کو حاجت روائی کے لئے پکارنا شرک ہے ۱۳۷۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تشریح ۳

...... حضرت سلیمان کے خط کا آغاز ۱۲۸۶، ۱۲۸۸

...... کی برکات ۱۲۸۸

...... دعوتی اور تبلیغی خط کا آغاز اس متبرک کلمہ سے ۱۲۸۸

بکّہ (مکّہ) ۱۶۴، ۱۶۷

بناؤ اور بگاڑ کی حقیقت ۱۵

بنی اسرائیل ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۴۶، ۵۳،
۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۵۲، ۱۵۹، ۱۶۳، ۱۶۷، ۲۹۵، ۳۰۰،
۳۴۴، ۳۴۵، ۴۶۴، ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۸۰، ۴۸۱،
۴۸۴، ۴۸۶، ۴۸۸

...... کو ایمان لانے کی دعوت ۲۳۲

...... کی عہد شکنی ۲۷۰، ۲۹۴
...... پر لعنت ۲۳۲
...... کا بچھڑے کو پوجنا ۲۷۱، ۴۶۵، ۴۷۹
...... کا حضرت عیسیٰ پر الزام اور ان کے خلاف سازش ۱۵۶، ۱۵۷، ۲۷۲
...... کی تحریفات ۱۶۶
...... کا ناجائز طریقہ سے مال کھانا ۲۷۲
...... کے جرائم کی شہادت بائبل میں ۱۷۴
...... کا نبیوں کو قتل کرنا ۱۹۶
...... کا بات کو اصل جگہ سے پھیرنا ۲۳۲
...... کا دین پر طعن کرنا ۲۳۲، ۲۳۳
...... سے عہد ۳۲۴
...... کا حسد ۲۳۴
...... پر پاک چیزیں حرام ۲۷۲
...... کا سود لینا ۲۷۲
...... کا حضرت عیسیٰ کو سولی دینے کا جھوٹا دعویٰ ۲۷۳
...... پر دشمنوں کا تسلط ۸۸۲، ۸۸۴، ۵۸۸
...... کے خروج کا راستہ ۶۵۹، ۱۰۶۸، ۱۰۲۹
...... کی بابل میں اسیری ۸۸۵
...... پر اللہ کے احسانات ۱۰۳۲، ۱۰۳۳
...... کی گئو پوجا ۱۲۴۴، ۱۲۴۵
...... نعمتوں کے وارث بنائے گئے ۱۲۴۴، ۱۲۴۵
......مصر میں کہاں رہتے تھے ۱۲۴۵

بنی اسمٰعیل

...... میں آخری پیغمبر سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا ۱۳۳۶، ۱۳۳۸
...... کا مریم پر بہتان ۲۷۳
...... کا نماز اور زکوٰۃ کو ترک کرنا ۲۷۶
...... کے حق پسند علماء ۲۷۶
...... کا باہمی عناد کی وجہ سے اختلاف کرنا ۱۴۲
...... حق کو چھپانا اور باطل کے ساتھ گڈمڈ کرنا ۱۵۸، ۲۳۲
...... میں حق پسند گروہ ۱۷۴، ۱۷۵، ۲۰۰، ۴۸۴
...... کا آیات کو تھوڑی قیمت پر فروخت کرنا ۱۹۸
...... کے خروج کا راستہ ۴۶۱

...... کی رہائی کا مطالبہ ۴۶۶، ۴۶۷
...... کی سنگدلی کی تصویر بائبل میں ۲۹۶
...... کی بادیہ پیمائی ۳۰۰، ۱۳۰
...... کے سمندر پار کرنے کا قصہ ۷۶۵

بنی آدم

...... سے توحید کا عہد ۴۹۰، ۱۴۹

بنو بکر ۵۵۵

بنو قریضہ ۳۱۳، ۸۸۶

بنی نضیر ۳۱۳، ۸۸۶

بنی قینقاع ۸۸۶

بنی اسمٰعیل

بیت لحم ۹۸۶، ۹۸۷

بیت اللہ ۵۲، ۵۳، ۱۶۴، ۱۶۶
...... پہلا گھر ۱۶۴، ۱۶۶
...... مقام ابراہیم ۱۶۴، ۱۶۷
...... کا حج ۱۶۴، ۱۶۷
...... کے معمار ۱۶۶
...... کی تعمیر کے سلسلہ میں غلط روایتیں ۱۶۶
...... کیلئے اللہ کی طرف سے جگہ مقرر کی گئی ۱۱۰۴، ۱۱۰۵
...... کو پاک رکھنے کی ہدایت ۱۱۰۴، ۱۱۰۵
...... قدیم گھر ۱۱۰۴، ۱۱۰۵

بیت المقدس ۳۰۰

بے حیائی کی باتیں حرام ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۴۱، ۴۶۰
بے حیائی کے کام ۱۲۹۸، ۱۲۹۹
...... ہم جنس پرستی ۱۲۹۸، ۱۲۹۹
بیوی اور اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کی دعا ۱۲۳۲، ۱۲۳۳
...... ہم جنس ۱۳۷۲، ۱۳۷۴

بھلی بات کہنے کا حکم ۵۰۲

بھیڑ بکری ۴۱۲، ۴۱۴

پ

پاک چیزیں ۶۴، ۶۵، ۲۶۶

پاکیزہ بیویاں ۱۶

پانسے کے تیر ۲۸۴، ۳۸۷

پوجے جانے والے پتھروں کا حشر ۱۶، ۱۷

پونر جنم کا عقیدہ ۳۶۷

پوتس (پال) ۳۲۹

...... **پال اور مسیحیت** ۵۶۵، ۵۶۶

پیشوا

...... جہنم کی طرف دعوت دینے والے ۱۳۳۶، ۱۳۳۷

ت

تبوک

...... کا غزوہ ۵۴۷

...... کا فاصلہ مدینہ سے ۵۴۹

تحدید نسل ۴۱۸

...... کے لئے نسبندی ۲۶۰

...... خصی کرنا ۲۶۰

تزکیہ ۴۸، ۴۹، ۵۸، ۷۳

...... پاکیزگی اختیار کرنے والا ۱۰۲۸، ۱۰۲۹

تصوف ۳۳۵

تعداد ازدواج ۲۰۴، ۲۶۴، ۲۶۵

تعلّق باللّٰہ ۲۶۸، ۲۸۰

تفرقہ سے بچنا ۴۲۰، ۴۲۲

تقلید

...... اندھی ۴۵۷

...... کے لئے غلط استدلال ۸۴۶

تقویٰ ۱۹۸، ۲۹۰، ۳۲۶، ۳۳۸، ۳۶۶، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۸۲، ۴۹۰
۵۰۲، ۷۷۴، ۷۷۵، ۱۰۵۱، ۱۲۵۵

...... اختیار کرنے والے ۱۴۰، ۱۴۱، ۷۴۴، ۷۴۵

...... اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے ۱۶۰

...... کا معیار ۱۷۱

...... متقی کون ہیں ۲۰۱

...... تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید ۲۰۴

...... معاشرتی ذمہ داریوں کے لئے بمنزلۂ اساس ۲۰۵

...... کی برکتیں ۴۶۴، ۴۶۵

...... اختیار کرنے کا مطلب ۴۸۱

...... انجام کار متقیوں کے لئے ۴۷۲، ۷۴۴، ۷۴۵، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱

...... اور نیکی کا دنیا میں بدلہ ۸۴۳

تکبر کرنے والے ۴۴۴، ۴۴۵

تمدنی نظام کی صحیح اساس ۱۵

تنگ دلی ۲۶۴، ۲۶۵،

توبہ ۲۶۸، ۳۷۴، ۴۸۰، ۵۴۹، ۵۵۴، ۵۶۲، ۵۶۶، ۵۹۲، ۸۷۴

...... کرنیوالوں کے لئے بخشش ۱۶۲

...... سچی توبہ ۱۶۳

...... کس کی توبہ قبول نہیں ہوتی ۱۶۲، ۲۱۸، ۲۱۹

...... کس کی توبہ قبول ہوتی ہے ۲۱۸، ۲۱۹

...... توبہ کی حقیقت ۲۱۹، ۱۲۶۶، ۱۲۲۹

...... کرنے کا حکم ۱۱۷۶، ۱۱۸۲

...... سورۂ توبہ کا آغاز بغیر بسم اللہ کے ۵۴۷

توحید کا تصور اور شرک کا ابطال ۱۶، ۱۷، ۴۴، ۶۲، ۶۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۴۳
۱۵۸، ۱۶۶، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۲۸،

...... توحید کے دلائل کی تشریح ۶۳، ۷۲

تحلیل وتحریم کا حق ۶۵، ۶۶

توہمات اور غیر شرعی پابندیاں ۶۵

...... کے دلائل ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷،
۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۸۸، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۲۰،
۱۲۲۱، ۱۲۲۶، ۱۲۳۷، ۱۲۴۸، ۱۲۵۰، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷

...... کی تعلیم تورات میں ۸۸۴

...... کی نشانیاں ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۸۰۷، ۸۳۰، ۸۳۱،
۸۳۲، ۸۳۵، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۶۰، ۸۶۲، ۸۶۳

...... عہد فطرت ہے ۴۹۲، ۴۹۳

...... کے معاملہ میں ہر شخص ذمہ دار ہے ۴۹۲

تورات ۲۳، ۲۴، ۲۷، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۶، ۳۷، ۵۱، ۱۳۶، ۱۵۲، ۱۶۴
۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۴۶، ۳۹۳، ۴۲۰، ۴۲۱، ۸۸۴

...... اور بائبل کا فرق ۱۳۷

...... میں تحریف ۱۵۹

...... کو قائم کرنے کا مطلب ۳۲۵

...... تختیاں ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰

...... میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیشین گوئی ۴۸۲، ۴۸۳

...... میں توحید کا حکم ۵۶۶

...... عام انسانوں کے لئے کتابِ ہدایت تھی ۱۳۳۷

...... کا وہ نسخہ جو نزولِ قرآن کے وقت موجود تھا ۱۳۴۱

توکل

...... توہم پرستی ۸۷۵

ترازو

...... صحیح ترازو سے تولنا ۱۲۶۶

تزکیہ

...... پاکیزگی اختیار کرنے والے ۱۰۲۸، ۱۰۲۹

تبرج کا مطلب ۱۱۹۹

تاویل احادیث کا مطلب ۷۱۲

تاریخ کی موجودہ کتابوں کا بہت بڑا نقص ۱۲۵۹

تسبیح

...... کائنات کی ۹۰۰، ۹۰۱، ۱۱۸۸، ۱۱۹۰

...... کرنے کا حکم ۱۰۴۶، ۱۰۴۷

...... کے کلمات اور ان کی فضیلت ۱۰۴۸

تیمم ۲۳۰، ۲۳۱

...... کی مصلحت ۲۳۱

تھان ۳۳۴

تہمت

...... پاک دامن عورتوں پر لگانے والوں پر لعنت ۱۱۷۲، ۱۱۷۳

ٹ

ٹیٹس رومی ۸۸۵

ث

ثمود کی سرگذشت ۴۵۶، ۴۵۷، ۵۸۸
۶۸۶، ۶۸۸، ۶۹۸، ۷۸۴، ۱۲۱۶، ۱۲۶۰، ۱۲۹۴، ۱۲۹۶، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹

......حجر والے ۸۲۰، ۸۲۱

...... کے آثار ۸۲۴

......کیلئے نشان اونٹنی ۹۰۶

ج

جادو ۳۸، ۳۹، ۴۰

...... جادوگروں کا ایمان لانا ۴۰۷، ۴۱۷، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵

......کا حضرت موسیٰ کے معجزہ کے سامنے باطل ہو جانا ۱۰۲۴، ۱۰۲۵

...... میں یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو پاگل بنا دے ۱۰۲۴، ۱۰۲۵

جالوت ۱۱۲، ۱۱۳

جاهلیت کا فیصله ۳۱۶، ۳۱۷

جان کو بچانا بهت بڑی نیکی ۳۰۶، ۳۶۷

جانوروں کو غیر الله کے نام پر چھوڑنا ۳۴۰، ۳۴۱

جانوروں کی امتیں (انواع) ۳۷۰، ۳۷۱

جانداروں کی جانیں ۳۷۱

جان کنی کا وقت ۳۹۲، ۳۹۳، ۴۴۴، ۴۴۵

جبرئیل ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۵۴

جبت

...... اوہام وخرافات پر اعتقاد رکھنے والے ۲۳۲

...... سے مراد ۲۳۴

...... جوتش، فال گیری، بدشگونی، جادو ۲۳۴، ۲۳۵

جزیه کا مطلب ۵۶۴

جمهور

...... حجت نہیں ۴۰۳

...... کو حکم دینے کا مجاز سمجھنا ۲۸۵

جن ۳۹۶، ۳۹۷، ۴۰۲، ۴۱۰، ۴۹۴، ۴۹۵

......جن کی پیدائش ۸۱۰، ۸۱۱

...... عفریت ۱۲۹۰، ۱۲۹۱

......جنوں کا لشکر ۱۲۸۲، ۱۲۸۳

جنت ۲۰ ، ۲۳، ۳۲، ۸۸، ۹۲، ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۶۲، ۲۹۴، ۳۲۴ ،
۳۳۴، ۳۵۰، ۴۴۶، ۵۹۲، ۵۹۸، ۶۲۶، ۶۲۷، ۷۰۰، ۷۷۰، ۷۷۴،
۷۷۵، ۷۸۸، ۷۸۹، ۸۴۲

...... میں مخصوص درخت ۱۸، ۲۱

...... آدم وحوا کو اس سے اترنے کا حکم ۲۲

...... میں پاکیزہ بیویاں ۱۴۰، ۲۳۶

...... اللہ کی خوشنودی ۱۴۰، ۱۴۱

...... کی وسعت ۱۸۰، ۱۸۱

...... میں گھنی چھاؤں ۲۳۶

...... کی سوسائٹی ۲۴۱

...... کس پر حرام ہے ۳۲۸

...... سلامتی کا گھر ۴۰۶، ۴۰۷، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۷۴

...... جنت اور دوزخ والوں کی گفتگو ۴۴۶، ۴۴۷

...... کی زندگی ۸۱۵، ۹۴۶، ۹۴۷

...... فردوس ۹۷۶

...... میں کوئی لغوبات سننے میں نہیں آئے گی ۹۹۶، ۹۹۷

...... میں صبح وشام رزق ۹۹۶، ۹۹۷

...... میں بلند درجے ۱۰۲۸، ۱۰۲۹

...... میں صرف سلامتی کی باتیں ہوں گی ۹۹۶

...... والے آرامگاہ میں ۱۲۱۲

...... متقیوں کے لئے قریب لائی جائے گی ۱۲۵۲، ۱۲۵۳

...... کی بلند منزلیں ۱۳۸۲

جنسی تعلقات ۴۶۱

جہاد (مجاہدہ) ۸۸، ۱۸۲، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۴۹، ۵۳۸، ۵۳۹
۵۵۴، ۵۵۶، ۵۹۲، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۱۲، ۶۱۵، ۸۷۲، ۸۷۳، ۱۲۲۳

...... کرنے والے ۱۸۲

...... میں کمزوری نہ دکھانا ۱۸۵

...... کی تیاری ۲۰۱، ۵۳۴، ۵۳۵

...... بلا عذر بیٹھ رہنے والے ۲۴۸

...... دارالکفر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے جہاد کا حکم ۲۴۲، ۲۴۳

...... سے ٹال مٹول کرنے والے ۲۴۰، ۵۷۷

...... اللہ کی راہ میں لڑنے والے ۲۳۶

...... اسلام میں جنگ کا مقصد ۲۴۹

...... سے مراد ۳۰۸

...... جنگی قیدی ۵۳۸، ۵۳۹

...... نہ کرنے کی صورت میں فتنہ وفساد ۵۳۸، ۵۴۰

...... کفر کے لیڈروں سے لڑنا ۵۵۴، ۵۵۵

...... اصلاحی اور انقلابی جنگ ۵۶۴

...... اللہ کی راہ میں نکلنے کا حکم ۵۷۰، ۱۳۸۴، ۱۳۸۶

...... فرض کب ہوتا ہے ۵۷۲

......کرنیوالوں پر اللہ کی راہیں کھلتی ہیں ۷۵۰، ۷۵۴، ۸۶۸، ۸۶۹،
۱۳۴۸، ۱۳۸۶

...... کرنے کا حکم ۱۱۲۸، ۱۱۲۹

جودی ۶۸۰، ۶۸۱

جزا وسزا

...... جنس عمل سے ۷۸۷

...... کے وقوع پر دلیل ۶۲۵

جعفر بن ابی طالب

...... کی شاہ حبش کی دربار میں تقریر ۹۷۹

جنگ

...... کی اجازت ۱۱۱۰، ۱۱۱۱

...... کی مصلحتیں ۱۱۱۴، ۱۱۱۵

...... برابری کا بدلہ لینا ۱۱۲۲، ۱۱۲۳

جہنم (دوزخ) ۳۳۲، ۳۳۸، ۳۳۴، ۴۱۰، ۴۴۴، ۴۴۵، ۵۸۰،
۵۸۲، ۵۸۸، ۵۹۲، ۵۹۴، ۶۲۶، ۶۷۲، ۶۷۴، ۷۰۰، ۷۰۶، ۷۵۸،
۸۳۸، ۸۸۲، ۹۰۰، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۷۲، ۹۷۶

...... کا نچلا طبقہ ۲۶۸

...... کی راہ ۲۴۸

...... میں منافقوں اور کافروں کو جمع کیا جائے گا ۲۶۶

...... آگ کا ایندھن ۱۴۰

...... سے بچنے کی دعا ۱۴۰

...... برا ٹھکانا ۱۴۰، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۶۲۲۵۸، ۷۸۸

...... کی بھڑکتی آگ ۳۶۲

...... میں کھالیں پک جائیں گی ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۷۹

...... میں پیپ لہو ۷۸۶، ۷۸۷

...... کے دروازے ۸۱۴، ۸۱۵

...... کی قناتوں نے جہنم کو گھر رکھا ہے ۹۴۲، ۹۴۴

...... پروار دہونے والے ۱۰۰۰، ۱۰۰۱

...... میں مجرم نہ جئیں گے اور نہ مریں گے ۱۰۲۸، ۱۰۲۹

...... بت جہنم کا ایندھن ۱۰۸۶، ۱۰۸۷

...... میں کافروں کی سزا ۱۱۰۲، ۱۱۰۳

...... میں داخل ہونے والوں کا حال ۱۱۵۴، ۱۱۵۵

...... کی طرف کافر منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے ۱۲۱۶

...... کا عذاب چمٹ کر رہ جانے والا ۱۲۲۶، ۱۲۲۷

...... بے نقاب کردی جائے گی ۱۲۵۲، ۱۲۵۳

...... میں اوندھے منہ ڈالے جانے والے لوگ ۱۳۱۲

جوا ۹۲، ۳۳۴

...... کی مضرتیں ۹۳، ۹۴

...... لاٹری ۳۳۵

...... ریس ۳۳۶

جینا اور مرنا اللہ کے لئے ۴۲۴

چ

چاند کی منزلیں ۶۲۲، ۶۲۴

ح

حادثات وواقعات کے پیچھے عظیم مصلحتیں ۹۴۲

حج وعمرہ ۶۰، ۶۷، ۷۷، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۷، ۱۶۴، ۱۶۷، ۲۸۶

...... عمرہ کی تشریح ۶۱

...... شعائر کی تشریح ۵۸، ۶۰

...... حج کے مناسک اور مہینے ۸۱، ۱۱۰۴، ۱۱۰۶، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱

...... حج کی روح ۸۱

...... ابراھیم کو حج کا اعلان کرنے کی ہدایت ۱۱۰۴، ۱۱۰۵

...... عرفات ۸۰، ۸۲

...... جبل الرحمۃ ۸۲

...... مشعر حرام ۸۰

...... مزدلفہ منیٰ ۸۲

...... وقوف عرفات ۸۱

...... ایام تشریق ۸۷

...... رمی جمار ۸۷

...... حرم مکہ ۷۶، ۷۷

...... حج اکبر ۵۵۰، ۵۵۱

...... حاجیوں کو پانی پلانا ۵۵۸

حدیبیہ ۵۵۵

حدیث

... تلک الغرانیق موضوع حدیث ۱۱۱۹

حرمت والے مہینے ۲۸۴، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۷۰، ۵۷۱

حرام چیزیں ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۸

...... سے مراد خون، سور ۶۴، ۶۵

...... غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ ۶۴، ۶۵

...... ان چیزوں کی حرمت کی مصلحتیں ۶۴، ۶۵

...... حرام ٹھہرانے کا مطلب ۲۶۵

...... حرام مال کھانا ۳۱۰، ۳۲۰، ۳۲۱

...... حروف مقطعات کی تشریح ۱۱، ۴۳۳، ۷۱۱، ۷۵۹، ۹۸۱، ۱۰۱۱

...... کے بارے میں امام رازی کا بیان کردہ ایک اہم نکتہ ۱۳۶۱

حسن وخوبی کے ساتھ کام کرنا ۲۲

حِطّۃ کے معنی ۲۷

حق وباطل کو گڈمڈ کرنا ۲۲

حق وباطل کی کشمکش کی مثال ۷۶۶، ۷۶۷

حکمت ۴۸، ۴۹، ۵۸، ۱۱۲، ۱۲۴، ۱۲۵، ۹۰۰

حکم خداوندی کی جگہ انسان کا حکم چلانا

حلت وحرمت ۴۸۲، ۵۷۰، ۵۷۳

...... ملت ابراہیم میں ۴۱۸

حلال جانور ۲۸۴
حلال چیزیں ۲۹۰
حلال وحرام کا حکم اپنی طرف سے نہ لگاؤ ۸۷۵،۸۷۴
حلال کو حرام ٹھہرانے کی ممانعت ۴۱۳،۴۱۲،۳۳۵،۳۳۴
حرام کو حلال ٹھہرانا ۸۴۷،۶۴۶
حلول کا فلسفہ ۳۵۵
حمد کی تشریح ۳
حنین ۵۶۰،۵۵۸
حواری ۳۴۷،۳۴۶،۱۵۴،۱۵۲
حیض ۹۷،۹۶
حیات بعد الموت کا انکار کرنے والے ۳۵۳

خ

خبردار کرنے کا مطلب ۱۳
خبیث جانور ۴۱۷
خدا
...... کا مشاہدہ انسان نہیں کرسکتا ۴۷۸
......اس مقصد کے لئے صوفیوں کی ریاضتیں اور جوگیوں کے یوگا آسن بے کار ہیں ۴۷۹
...... کے بارے میں اہل مذاہب کی فلسفیانہ باتیں ۱۲۲۴
...... کے بارے میں مشرکین کا گھٹیا تصور ۱۳۰۲
...... کے بارے میں مشرکین کا یہ دعویٰ بھی کہ وہ ایک ہے اور ساتھ میں تین خداؤں کا عقیدہ بھی اور ساتھ ہی بیشمار خداؤں کا تصور بھی ۱۳۰۲
...... کے دوسرے خداؤں کو جنم دینے کا تصور بھی ۱۳۰۲
خزاعہ ۵۵۵
خشوع ۱۱۳۳،۲۲
خلافت ۱۱۹۵
...... اسلامی ۱۱۳
خلیفہ ۴۷۲،۴۲۹،۴۲۸،۲۰،۱۹،۱۶
...... کے معنی ۱۹
ارضی ۶۲۷،۶۲۶،۱۶

خلع ۹۶
خوش حالی و بدحالی ۴۸۶،۴۶۴
خوش آئند نعرے ۴۰۳
خوان (مائدہ) کا آسمان سے اترنا ۳۴۶، ۳۴۷
خونی رشتہ دار ۵۴۵،۵۴۴
خون ۴۱۷،۴۱۶،۲۸۴
...... کی حرمت ۸۷۴
خودداری ۱۲۴
خودکشی کی حرمت ۷۸
خرچ میں اعتدال ۱۲۲۷،۱۲۲۶
خضر
...... نبی تھے ۹۵۹
...... کے فرشتے ہونے کی نفی ۹۵۹
خیانت ۵۱۸،۵۱۶،۲۵۷،۲۵۶
...... کرنے والے اللہ کو پسند نہیں ۱۱۱۱،۱۱۱۰

د

داؤد ۱۱۲، ۱۱۳، ۲۷۲، ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۸۸، ۳۸۹، ۹۰۶، ۹۰۷
...... اور سلیمان کا ایک مقدمہ میں فیصلہ کرنا ۱۰۷۹،۱۰۷۸
...... کی ہمنوائی کے لئے پہاڑ اور پرندے مسخر ۱۰۷۹،۱۰۷۸
...... کوزرہ بنانے کی تعلیم ۱۰۸۰،۱۰۷۹،۱۰۷۸
دانشمند
...... کی صفات ۱۹۸
...... کی دعائیں ۱۹۸
...... کون لوگ ہیں ۱۹۹
...... کو علم ۱۲۸۳،۱۲۸۲
دابۃ الارض
...... (زمین سے جانور کا خروج) قیامت کی بڑی نشانی ۱۳۰۹،۱۳۰۸
دریاؤں کے درمیان پردہ ۱۲۲۲، ۱۲۲۳
درگذر سے کام لینا ۵۰۲
درگاہ

...... کارخ کرنا نذر ونیاز کے لئے ۴۹۹

دعا

...... کی قبولیت ۷۲، ۷۳، ۲۰۰

...... گڑگڑاتے ہوئے ۴۴۸،۴۴۹

...... دعائے ابراہیمی ۴۶،۴۷

...... اللہ کی راہ میں لڑنے والوں کی دعا ۱۸۴

...... دانشمندوں کی دعا ۱۹۸،۱۹۹،۲۰۰

...... بخشش اور رحم کی دعا ۱۱۵۶،۱۱۵۷

...... تزکیہ کے لئے دعا ۱۱۷۳

دعوت و تبلیغ

...... کا طریقہ ۱۱۶

...... خیر کی طرف ۱۷۰

...... کے لئے موثر پیرایۂ بیان ۲۴۰،۲۴۱

...... داعی گروہ ۱۷۰

دل

...... کا اندھاپن ۱۱۱۴،۱۱۱۶

...... کے درست ہونے کی اہمیت حدیث میں ۱۱۱۶

...... کی باتوں پر گرفت ۱۳۲

...... کی سختی ۳۱، ۲۹۴،۲۹۶

...... پر مہر ۱۵، ۵۹۸

...... میں روگ ۱۴،۱۵،۱۱۶

دعوت

...... کا قرآنی انداز ۶۴۱،۶۸۵،۱۲۰۷

...... دعوت الی اللہ ۷۵۰،۱۲۵۲

...... پیش کرنے میں نرمی برتنے کی ہدایت ۱۰۱۸،۱۰۲۰

...... مشرک حکومت کو چیلنج کے انداز میں ۱۲۸۸

...... شرک اور بت پرستی پر ضرب لگانے سے گریز کرنا طریقہ دعوت نہیں ہے ۱۲۹۶

...... قرآن کے بیان فلسفیانہ نہیں بلکہ سادہ ۱۳۰۱

...... قرآن کے ذریعہ دعوت ۱۳۱۳

...... جاہلوں سے نہ الجھنا ۱۳۴۰،۱۳۴۱

دفن کرنا (لاش کو) ۳۰۶، ۳۰۷

دنیا

...... کی زندگی کا سامان ۱۴۰،۱۴۱،۱۹۸

...... چندروزہ زندگی ۲۰۰، ۳۶۶، ۳۶۷

...... میں رسوائی ۳۱۰

...... کے فائدے بٹورنا ۴۹۰،۴۹۱

...... کے کتے ۴۹۰، ۴۹۱

...... کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں ۷۷۰،۷۷۱،۸۷۲، ۸۷۳

...... کی مثال ۹۴۸،۹۴۹

...... کو مقصد بنا کر زندگی بسر کرنا ۹۴۹

...... ہی کے لئے جدوجہد ۹۷۲

...... قیامت کے دن احساس ہوگا کے دنیا میں صرف چند دن رہے ۱۰۴۰،
۱۰۴۱، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵،

...... کو عشرت کدہ سمجھنا ۱۲۵۹

...... دنیوی زندگی کا سامان ۱۳۴۴،۱۳۴۵

...... کی زندگی لہو ولعب ۱۳۸۴،۱۳۸۵

...... کی زندگی کی بے وقتی آخرت کے پیشِ نظر ۱۳۸۵

دولت

...... جمع کر کے رکھنا ۵۷۱

...... کی تحدید کے بارے میں ابوذر کی رائے ۵۷۱

دیوتا

...... دیوتاؤں کے سوما پینے کا تصور ۱۱۵

...... کے اوتار ۱۱۵

...... عقیدۂ تثلیث ۱۱۵

...... شفاعت کا غلط تصور ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶

...... دیوی کا وجود مشرکین کی خام خیالی ۶۳

دیت (خون بہا) ۶۸،۶۹

دین (اسلام) ۴۸،۸۹،۹۰،۲۵۸،۲۵۹

...... دین کا اللہ ہی کے لئے ہونا ۴۸،۵۲۲، ۵۲۳،۵۲۴

...... میں جبر کی نفی ۱۱۵،۱۱۶

...... میں اختلاف ۸۸

...... میں اٹکل کی باتیں کرنا ۳۲

...... اصل دین ۱۴۳،۱۵۹،۱۶۲،۱۶۳

...... کائنات کا دین ۱۶۲،۱۶۳

...... میں غلو ۱۵۳،۲۷۸،۲۷۹

...... تفرقہ میں نہ پڑنا ۱۷۰،۱۷۱

...... اخوت کی بنیاد ۱۷۰،۱۷۱

...... کی تکمیل ۲۸۴،۲۸۷،۲۸۸

...... سے پھرنا ۳۱۶

...... میں الگ الگ راہیں نکالنا ۴۲۴،۴۲۵

...... بالکل صحیح دین ۴۲۴،۴۲۵،۵۶۲

...... کو کھیل تماشہ بنانا ۴۴۸،۴۴۹

...... پر طعنہ زنی کرنا ۵۵۴،۵۵۵

...... کو غالب کرنا ۵۶۲،۶۴۱

...... اسلام مکمل نظام بندگی ۵۶۷،۵۶۸

...... اظہار دین کا مطلب ۵۶۷،۵۶۸

...... کا سیاسی غلبہ ۵۶۸

...... کا فہم حاصل کرنا ۶۱۲،۶۱۴،۶۱۵

...... و دنیا کی مثال ۶۳۲،۶۳۳

...... کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے ۱۰۸۲،۱۰۸۳،۱۱۴۴،۱۱۴۵

ذ

ذبیحہ

...... ذبح کرنے کا مطلب ۲۸۵

...... غیر اللہ کے نام کا ۲۸۴،۴۱۶،۴۱۷

...... تھان کا ۲۸۴،۲۸۵

...... بزرگوں کے نام کا ۲۸۵

...... مشینی ۲۹۲

...... کو الکٹرک شاک ۲۸۵

...... جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو ۴۰۶،۴۰۷،۴۱۲

...... پر اللہ کا نام لینے کی حکمت ۴۰۷

ذکر الٰہی ۳۳۴،۳۳۵،۵۰۲،۱۰۱۳

...... صبح و شام ۵۰۲،۵۰۴

...... تسبیح گھمانا ۵۰۴

...... کی حقیقت ۵۰۴

...... کس طرح مطلوب ہے ۵۰۴

...... اللہ کے ذکر سے منہ پھیرنے والے کیلئے تنگ گزران ۱۰۴۶،۱۰۴۷

...... ذکر الٰہی کے سلسلہ میں مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے مختلف نقطہ نظر ۱۰۴۸

...... اللہ کے ذکر سے دل دہل جانا ۱۱۱۰،۱۱۱۱

...... و دعا صبح اٹھتے ہی ۱۲۱۱

...... ذکر بہت بڑی چیز ۱۳۷۸،۱۳۷۹

ذوالکفل ۱۰۷۸،۱۰۸۱

ذوالنون (یونس) ۱۰۸۲،۱۰۸۳

ذوالقرنین ۹۶۴،۹۶۵

ر

رائے اور قیاس کو قرآن و سنت پر ترجیح نہ دینا ۵۰۴

رات اور دن

...... کا تسلسل یاددہانی کیلئے ۱۲۲۲،۱۲۲۷

...... سکون حاصل کرنے اور فضل تلاش کرنے کے لئے ۱۳۴۸،۱۳۴۹

رب

...... کی تشریح ۴

...... سے ملاقات ۲۲

...... سے ڈرنا ۲۰۰،۲۰۴

...... غیر اللہ کو رب بنانے کا مطلب ۱۵۹

رجوع ۹۶،۱۰۰

رحمٰن و رحیم

...... کی تشریح ۴

...... کو سجدہ کرنے کا حکم ۱۲۲۲،۱۲۲۴

...... کے بندے ۱۲۲۶،۱۲۲۷

رزق

...... اللہ کے رزاق ہونے پر بھروسہ ۱۳۸۴

رسول
...... رسولوں میں فضیلت ۱۱۴، ۱۱۵
...... رسولوں میں تفریق نہ کرنا ۴۸، ۴۹
...... کی اطاعت ۲۳۸، ۵۰۸، ۵۲۶
...... کی ذمہ داری ۳۳۸، ۱۱۹۴
...... پر اعتراضات ۳۵۶، ۳۵۷
...... کی توہین کرنا سنگین جرم ۵۵۵
...... کا مشن ۵۶۸
...... کو اذیت پہنچانا ۵۸۲
...... اہل ایمان کے لئے رحمت ۵۸۲
...... سے وفاداری ۵۹۸
...... مؤمنوں کے لئے شفیق و رحیم ۶۱۴، ۶۱۵
...... ہر امت کے لئے ۶۴۰، ۶۴۱
...... صرف مردوں میں سے ۷۵۰، ۷۵۱
...... اور نبی کا فرق ۹۹۵، ۱۱۱۹
...... سنت رسول کی اہمیت ۱۱۹۳
......رسولوں کو پاک چیزیں کھانے اور اللہ سے ڈرنے کی ہدایت ۱۱۴۴، ۱۱۹۸
...... کا بلانا ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہیں ہے ۱۲۰۲، ۱۲۰۳
...... کی اجازت کے بغیر مجلس چھوڑ کر نہ جانا چاہیے ۱۲۰۲، ۱۲۰۳
...... کی شخصیت پر اعتراض کی صورت میں صبر کرنا ۱۲۱۳
......مرکزی بستی میں ۱۳۴۴، ۱۳۴۵
رسموں کی شریعت ۴۱۷
رشوت ۷۶، ۷۷، ۳۱۱
رشتوں کا کاٹنا ۱۷
رشدی کی شیطانی آیات ۱۲۷۳
رضائے الٰہی ۸۶
رضاعت ۱۰۴، ۱۰۵
رقص و سرور ۴۲۱
رکوع کے معنی ۲۴
رگ وید اور خالق کائنات کا تصور ۳۵۵
رگ وید میں پرکرتی کے ازل سے ہونے کا تصور ۱۳۰۱

رمضان ۷۰، ۷۱
روح القدس ۱۱۴، ۳۴۶
روح الامین (جبریل) ۱۲۱۹
روزہ ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۸۰، ۸۱
...... کا مطلب ۶۹
...... کا مقصد ۶۹
رہبانیت ۱۱۳

ز

زبور ۲۷۲، ۳۳۶، ۹۰۶، ۹۰۷، ۱۰۸۶، ۱۰۸۹
زرپرستی ۱۹۶، ۱۹۷
زرتشتیوں کا تصور خدا ۳۵۵
زکریا
......کی بیٹے کے لئے دعا ۹۸۰، ۹۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳
زکوٰۃ ۲، ۴۲، ۱۲۶، ۲۴۲، ۲۷۶، ۳۱۶، ۳۱۷، ۴۸۲، ۵۵۰، ۵۵۴، ۵۵۸، ۵۹۲
...... مقصود بالذات ۲۴۳
...... ادا کرنے والے ۲۷۲
...... کے مصارف کی تشریح ۵۸۲، تا ۵۸۷
...... کا حکم گھر والوں کو دینا ۹۹۶، ۹۹۷
...... دینا اہل ایمان کی صفت ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۲۷۸
...... سے غفلت نہ برتنے والے ۱۱۸۸، ۱۱۸۹
...... دینے کا حکم ۱۱۹۶
زمین
...... میں چل پھر کر دیکھنا ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۶
......کا پھیلاؤ ۷۶۰
...... قیامت کے دن بدل دی جائے گی ۷۹۶، ۷۹۷
...... پر اکڑ کر نہ چلو ۹۰۰، ۹۰۱
...... کی آزمائش کے لئے ۹۳۰، ۹۳۱
...... کے وارث ۱۰۸۶، ۱۰۸۹
...... میں فساد برپا کرنا ۱۲۶۰، ۱۲۶۱

......اللہ کی تخلیق کا مشاہدہ کرنے کیلئے زمین میں سفر کرنیکی دعوت ۱۳۶۸، ۱۳۶۹

زنا ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۴، ۴۲۱

...... کی ممانعت ۸۹۶، ۸۹۷

...... کے مقدمات ۸۹۷، ۸۹۸

...... کی سزا ۱۱۶۰، ۱۱۶۳

...... زانی سے نکاح حرام ۱۱۶۰، ۱۱۶۳

...... کی تہمت لگانے والوں کے لئے سزا ۱۱۶۰، ۱۱۶۳

...... ایک سنگین گناہ ۱۱۶۳

...... زنا بالجبر ۱۱۸۶، ۱۱۸۷

...... کے گواہوں کا نصاب ۱۱۶۴

...... شادی شدہ زانی اور زانیہ کیلئے سنگسار کرنے (رجم) کرنے کا حکم سنت سے ثابت ہے ۱۱۶۲، ۱۱۶۳

...... یہ روایت کہ رجم کی آیت قرآن میں تھی باطل ہے ۱۱۶۳

...... کی تہمت اپنی بیوی پر لگانا ۱۱۶۰، ۱۱۶۷

...... کی اخروی سزا ۱۲۲۶، ۱۲۶۷

زیادتی کرنے کی ممانعت ۸۴، ۴۴۰، ۴۴۱

زینت (عورتوں کی)

...... کا مفہوم ۱۱۷۸

...... ظاہر ہونے والی زینت کو چھپانے کا حکم ۱۱۷۶، ۱۱۷۸

...... کن لوگوں پر ظاہر کی جاسکتی ہے ۱۱۷۶

...... ستر عورت ۱۱۷۹

...... چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھلا رہنا ۱۱۷۹، ۱۱۸۰

...... دوپٹہ کا حکم ۱۱۷۶، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱

...... گھر کا پردہ ۱۱۸۰

...... زیور کی جھنکار ۱۱۷۶، ۱۱۸۱

...... کی نمائش کرنا جائز نہیں ۱۱۹۸، ۱۱۹۹

...... بوڑھی عورتوں کیلئے دوپٹہ نہ لینے کی رخصت ۱۱۹۸، ۱۱۹۹

س

سات آسمان ۱۶

سابقون اوّلون ۶۰۲

سائرس

...... کا بابل کو فتح کرنا ۸۸۵

...... کا تعارف ۹۶۵

...... کی مغربی مہم ۹۶۵، ۹۶۶

...... کی مشرقی مہم ۹۶۶، ۹۶۸

...... کی تیسری مہم ۹۶۷، ۹۶۸

سایہ کا اللہ کو سجدہ کرنا ۸۴۸، ۸۴۹

سامری

...... کا بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا ۱۰۳۲، ۱۰۳۴

...... کا بچھڑے کو ڈھالنا ۱۰۳۶، ۱۰۳۷

...... کا گول مول جواب ۱۰۳۷، ۱۰۳۸

......رسول کے نقش قدم سے مٹھی بھر لینے کا مفہوم ۱۰۳۶، ۱۰۳۹

...... کے بچھڑے کا ریزہ ریزہ کیا جانا ۱۰۳۶، ۱۰۳۹

سبت

...... والوں پر لعنت ۲۳۲، ۲۳۳

...... کو توڑنے والوں کا واقعہ ۴۸۶، ۴۸۸

......کا حکم کن لوگوں کو دیا گیا تھا ۸۷۸، ۸۷۹

سبا

...... کا دارالسطنت ۱۲۸۷

...... کی ملکہ ۱۲۸۶، ۱۲۸۷

...... سورج کو سجدہ کرنے والی قوم ۱۲۸۶، ۱۲۸۷

...... حضرت سلیمان کا ملکہ سبا کو مسلم ہو کر حاضر ہونے کا حکم ۱۲۸۶، ۱۲۸۸

...... کی حکومت جمہوری حکومت نہیں تھی ۱۲۸۸

...... ملکہ سبا کی معاملہ فہمی ۱۲۹۱

...... ملکہ سبا کا قبول اسلام ۱۲۹۴، ۱۲۹۵

ستارے

...... ستارہ پرستی کی تردید ۳۸۴

سجدہ ۲۷۰

...... کی آیت ۵۰۴

سچے متقی ۶۸

سریہ کسے کہتے ھیں ۲۴۱

سرگوشیاں ۲۵۸،۲۵۹

سرکشوں کا حشر ۱۰۰۰،۱۰۰۱

سعد بن وبی وقاص کا واقعہ ۱۳۶۲

سورہ

...... سورتوں کی ترتیب ۵۴۸

...... سورۂ بقرہ کی تلاوت ۹

...... مریم کا شاہ حبش کے دربار میں سنایا جانا ۹۷۶

سزائے موت ۷۰

سفر

...... عبرت کے مقام دیکھنے کے لئے ۳۵۸،۳۵۹

...... کی مسافت ۷۳

سفارش

...... نیک کام کی ۲۴۶

...... برے کام کی ۲۴۶

سکینت کا نزول ۵۶۲،۵۷۶

سکندر مقدنی ۹۶۵

سلیمان ۲۷۲،۳۸۸،۳۸۹

...... پر جادو کے الزام کی تردید ۲۳،۳۸،۴۰

...... کے لئے تیز ہوا مسخر ۱۰۷۸،۱۰۷۹

...... کو علم ۱۲۸۲،۱۲۸۳

...... کے لئے شیطان مسخر ۱۰۷۸،۱۰۷۹

...... کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی تھی ۱۲۸۲،۱۲۸۳

...... کے لئے جنوں کا لشکر ۱۲۸۲،۱۲۸۴

...... کا چونٹی کی بات سن کر ہنسنا ۱۲۸۲،۱۲۸۴

...... کی دعا ۱۲۸۲،۱۲۸۴

...... کا ہُدہُد ۱۲۸۲،۱۲۸۵

...... ہُدہُد کا سبا سے خبر لیکر آنا ۱۲۸۶،۱۲۸۷

......ملکہ سبا کا عظیم الشان تخت اور اس تخت کو حاضر کرنے کا معجزہ ۱۲۹۰،۱۲۹۱

...... ہُدہُد کا نامہ بری ۱۲۸۶،۱۲۸۷

...... کے خط کا مضمون ۱۲۸۶،۱۲۸۸

...... کا اقتدار کو اسلام کی اشاعت کیلئے استعمال کرنا ۱۲۸۸

...... کا ملکۂ سبا کے ہدیہ کو قبول کرنے سے انکار ۱۲۹۰،۱۲۹۱

...... کے دربار میں کتاب کا علم رکھنے والا شخص جس نے ملکۂ سبا کے تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کیا ۱۲۹۰،۱۲۹۲

...... کا شیش محل ۱۲۹۴،۱۲۹۵

سلام

...... کرنا ۲۴۶ تا ۲۴۹

...... کا طریقہ اسلامی تہذیب ۲۴۷

...... اللہ کے بندوں پر جن کو اللہ نے چن لیا ۱۳۰۰،۱۳۰۱

سموئیل ۱۰۹،۱۱۱

سود ۱۲۶،۱۲۷،۱۲۹

...... کی حرمت بائبل میں ۱۲۷،۲۷۶

...... کاروباری ۱۲۷

...... کافروں سے سود لینا ۱۲۷

...... کی حرمت کے وجوہ ۱۲۹

...... غیر سودی قرض ۱۲۹

...... غیر مسلموں سے لینے کے لئے غلط فتووں کا سہارا ۱۶۱

...... دوگنا چوگنا ۱۸۰،۱۸۱

...... یہود کے لئے سود لینے کی مذمت ۲۷۲

سنت ثابتہ ۲۴۵

سنن الٰہی ۱۸۲،۱۸۳

سُنی سُنائی باتیں بیان کرنا ۱۱۷۱

سُمیہ ۸۷۳

سمندر

...... دو سمندر کے درمیان پردہ ۱۳۰۰،۱۳۰۱

سُوّر ۲۸۴،۴۱۶،۴۱۷

...... کا گوشت حرام ۸۷۴

سوالات

...... غیر ضروری نہ کرو ۳۴۰،۳۴۱

...... فقہی موشگافیاں ۳۴۱

سورج

......کا متحرک ہونا ۷۵۹

سیدھا راستہ ۴۲۰

سیاست

...... کو خدا اور مذہب سے الگ کرنا ۱۲۷۹

ش

شراب ۹۲، ۳۳۴، ۳۳۵، ۸۵۶، ۸۵۷

...... کے مفاسد ۹۳

...... کی حرمت ۲۳۰

...... ہر نشہ آور چیز حرام ۲۳۱

...... منشیات ۲۳۶

شرک ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۴۸۱

...... دیوی دیوتا کا تصور ۱۳۸، ۱۴۷

...... اللہ کے اولاد ہونے کا تصور ۲۷۸

...... دیومالا ۲۶۰

...... غیر اللہ کو رب بنانے کا مطلب ۱۵۹، ۱۶۰، ۷۶۷

...... تباہی کا موجب ۱۵۹، ۱۱۰۴، ۱۱۰۸

...... ایک بے سند بات ۱۸۴

...... شریک ٹھہرانے کی ممانعت ۲۲۶، ۸۹۲، ۸۹۳، ۹۰۰، ۹۰۱

...... ناقابل معافی گناہ ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۵۸

...... کیا ہے؟ ۲۳۲

...... وبت پرستی ۲۵۸، ۶۲۸، ۶۲۹، ۷۵۰، ۷۵۱

...... شرک کرنے والے ۲۵۸

...... دیویوں کو پکارنا ۲۵۸، ۲۶۰

...... حاجت روائی کیلئے کسی کو پکارنا اس کو معبود بنانا ہے ۲۶۰، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳

...... سے بیزاری ۳۶۲، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰

...... حرام ۴۲۰، ۴۲۱

...... مشرکانہ مذاہب کی بنیاد ۶۴۸

...... شرک والحاد کے خلاف دلیل ۶۷۰

...... اللہ کے ہمسر بنانا ۷۸۸، ۷۹۰

...... کی تردید ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۸، ۸۶۰، ۸۶۱، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۷، ۹۱۰، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۳۰، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۲۰۶، ۱۲۲۲، ۱۲۲۴، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱

...... اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہرانا ۸۴۸، ۸۴۹، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷

...... دو خداؤں کا تصور ۸۴۹

...... تثلیث ۸۴۹

...... غیر اللہ کی پرستش ۱۱۲۶، ۱۱۲۷

...... کی سخت سزا ۱۲۷۲، ۱۲۷۳

...... کے اڈوں اور مندروں کی سیر کرنا اور پوجا پاٹ کے موقعوں پر موجود رہنا ۱۲۹، ۱۲۳۰

...... دوسروں کو کارساز بنانا ایسا ہی ہے جیسے مکڑی کا گھر بنانا ۱۳۷۶، ۱۳۷۷

شریعت

...... بھاری ذمہ داری ۱۳۲، ۱۳۳

...... شرعی نظام کا قیام ۱۳۳

...... کے بالمقابل قانون سازی ۵۵۷

...... سے گریز ۲۹

...... سادہ شریعت ۲۲۴

...... شرعی قوانین ۲۸۵

...... شرعی قید کی پابندی ۲۸۴، ۲۸۵

...... مذہب کے نام پر جھوٹی شریعت سازی ۴۱۳

...... شعائر ۲۸۴، ۳۲۱

شعیب (علیہ السلام)

...... کی سرگذشت ۴۶۰، ۴۶۴، ۶۹۲، ۶۹۶

...... کی دعوت ۶۹۶، ۱۲۶۷

شکر ۲۶۸، ۲۶۹

...... دین کی اساس ۳، ۷۸۵

...... کرنے والے ۴۵۲

شر و فساد سے روکنے کی ذمہ داری ۷۰۲، ۷۰۳

شرم گاہوں کی حفاظت کرنا ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸

شعائر اللہ کی تعظیم ۱۱۰۴، ۱۱۰۸

شکار ۳۳۸، ۳۳۹

...... کے حلال ہونے کا طریقہ ۲۹۱

...... حالتِ احرام میں ممنوع ۳۳۸، ۳۳۹

...... سمندر کا شکار ۲۸۴، ۲۸۵، ۳۳۸، ۳۳۹
...... شکاری جانور ۲۹۰، ۲۹۱
شفاعت
...... وہی کر سکے گا جس نے رحمٰن سے فرمان حاصل کر لیا ہو ۱۰۰۴، ۱۰۰۵
...... کے غلط تصور کی تردید ۱۰۰۴، ۱۰۰۵
شہاب ۸۰۶، ۸۰۷
شہادت (گواہی) ۱۳۰، ۳۴۴، ۳۴۵
...... حلفیہ بیان ۳۴۵
...... گواہ غیر مسلم ۳۴۵
...... حالات کی شہادت ۳۴۵
...... اللہ کی خاطر ۲۵۸، ۲۵۹
شہد
... کی مکھی پر الہام ۸۵۶، ۸۵۷
...... میں شفاء ۸۵۶، ۸۵۷
شہید
...... کون ہے ۱۷۷
...... کو مردہ نہ کہو ۱۸۸
...... رزق پا رہے ہیں ۱۸۹
...... کے لئے خاص طرح کی زندگی ۱۸۹
...... کے لئے خوف نہیں ۱۸۸
شعراء
...... کی پیروی کرنے والے ۱۲۷۰، ۱۲۷۴
...... ہر وادی میں بھٹکنے والے ۱۲۷۰، ۱۲۷۵
...... بے عمل ۱۲۷۰، ۱۲۷۵
...... امراء القیس، فرزدق، خیام، میر اور غالب کی شاعری ۱۲۷۴، ۱۲۷۵
...... وہ شاعر مستثنیٰ ہیں جو صالح ہوں ۱۲۷۵
...... دربار رسول کے شاعر حضرت حسان ۱۲۷۵
شیطان ۴، ۱۵، ۱۸، ۲۱، ۶۰، ۶۲، ۸۲، ۸۳، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۵۲، ۲۵۳، ۳۳۲، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۴۰۰، ۴۰۷، ۴۰۸
...... کی چھوٹ کا مطلب ۱۲۳
...... کے وعدے ۲۵۶، ۹۱۱
...... برا ساتھی ۲۲۴، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷
...... کی چال ۲۳۶
...... کے پیچھے چلنا ۲۳۸
...... کو پکارنا ۲۵۲
...... کے پرستار ۲۵۴
...... کون ہے ۴۳۱
...... ابلیس ۲۵۴
...... کا منصوبہ ۲۵۴
...... کا اختیار ۲۵۴
...... کو رفیق بنانا ۲۵۲، ۱۰۹۴
...... نہیں چاہتا کہ انسان دین کے معاملہ میں حقیقت پسند بنے ۲۵۴
...... کی آدم وحوّا کے دل میں وسوسہ اندازی ۴۲۸، ۴۲۹
...... کا کاموں کو خوشنما بنا دینا ۳۶۴، ۳۶۵، ۵۲۲، ۸۵۲
...... کا بھلاوے میں ڈالنا ۳۷۴، ۳۷۵
...... کھلا دشمن ۴۳۰، ۴۳۱، ۹۰۴
...... کو شر کا دیوتا سمجھنا صحیح نہیں ۴۳۱، ۴۳۲
...... کا دکھائی نہ دینا اس کے وجود کی نفی نہیں کرتا ۴۳۲، ۹۵۳
...... کی طرف سے اکساہٹ ۴۹۴، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵
...... کا اعتراف قیامت کے دن ۷۸۸
...... مردود ۸۰۶، ۸۰۷
...... کا زور کن لوگوں پر چلتا ہے ۸۶۸، ۸۶۹، ۹۱۰
...... کے ڈالے ہوئے شبہات ۱۱۸، ۱۱۲۰
...... کے وسوسوں سے پناہ مانگنا ۱۱۵۲، ۱۱۵۳
...... کس پر اترتے ہیں ۱۲۷۲، ۱۲۷۴
شیبہ ۴۹۹

ص

صابی ۲۸، ۲۹، ۱۱۸، ۱۱۰۲
صالح (علیہ السلام) ۴۵۰، ۴۵۱
...... کی سرگذشت ۶۳۶، ۶۳۷
...... کی دعوت ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۹۴، ۱۲۹۶

...... کی اونٹنی کا معجزہ ۱۲۶۲، ۱۲۶۳

صبر ۵۶، ۵۷، ۶۷، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۹۲، ۱۹۴، ۲۱۶، ۲۵۱، ۴۶۴، ۴۶۶،
۵۱۸، ۵۲۱، ۶۷۲، ۷۰۲، ۷۴۴، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۸۲، ۷۸۴
۸۴۴، ۸۶۸، ۸۷۸، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، 1051

...... کے بدلے جنت کے بالا خانے ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۳۸۲

...... ایمان لانے کے بعد صبر آزما حالات ۱۳۶۰، ۱۳۶۱

صحابہ

...... سابقون اولون ۶۰۲

...... کے خلاف تبرّ ابازی ۶۰۲، ۱۱۱۵

صدقہ

...... کے لئے پاکیزہ کمائی ۱۱۹

...... صدقات کے مصارف ۵۷۴، ۵۷۹

...... وصول کرنے کا حکم ۵۹۶، ۵۹۷

...... اور تزکیہ ۵۹۷

صراط مستقیم

...... کی تشریح ۶

صفامروہ ۵۶، ۵۸

صفائی معاملات ۱۲۶

صفات الٰہی کا مشرکانہ تصور ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶

صلح کے لئے جھکنا ۵۲۶، ۵۲۷

صلیب ۱۰۶، ۱۰۷

صندوق ۱۰۶، ۱۰۷

صور ۱۰۴۰

ض

...... ضالین کی تشریح ۶

...... ضبط ولادت ۹۳

ط

طاغوت

...... کا انکار ۱۱۰، ۱۱۲

...... کی تشریح ۱۱۲، ۳۱۴، ۳۱۵

...... پر اعتقاد رکھنے والے ۳۳۲

...... سے مراد ۲۳۴، ۲۳۸، ۸۴۳

...... کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کرنا ۲۳۶، ۲۳۸

...... کی راہ میں لڑنے سے مراد ۲۴۳

...... سے بچنا ۸۴۲، ۸۴۳

طالوت ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳

طلاق ۹۶، ۱۰۰،، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۰۶

...... کے معنی ۱۰۱

...... کا ناپسندیدہ ہونا ۱۰۱

...... کا حکم موسیٰ کی شریعت میں ۱۰۱

...... نصاریٰ کے نزدیک ۱۰۱

...... کے مسئلہ میں اعتدال کی راہ ۱۰۱

...... طلاق رجعی ۱۰۱

...... کے معنی جاہلیت میں ۱۰۱

...... دینے کا صحیح طریقہ ۱۰۲

...... طلاق مغلظہ ۱۰۲

...... تین طلاق ایک ساتھ نہ دینا ۱۰۲

...... طلاق بائنہ ۱۰۲

...... ایک مجلس کی تین طلاق ایک طلاق کے حکم میں ۱۰۲

...... تیسری مرتبہ کی طلاق کا مطلب ۱۰۳

...... عدالت کو اختیار دینا ۱۰۵

...... مطلقہ کا حق ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸

طور ۲۷۰

طواف ۴۶، ۴۷

ظ

ظالم ۱۶۲، ۱۸۰، ۲۷۸، ۳۰۲، ۳۱۴

...... کا صحیح استعمال شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے میں ۱۱۹۸، ۱۲۰۰

ظاھر پرستی ۶۷

ع

عالم برزخ ۱۹۹

عاد ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۸۸، ۶۸۶، ۷۸۴، ۱۲۱۶، ۱۲۵۸، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷

عائلی قوانین

...... میں ترمیم و تنسیخ کی ممانعت ۱۰۲

...... کی مصلحتیں ۱۱۹

عبداللہ بن عبدالمطلب ۴۱۳

عبادت وبندگی ۲، ۵، ۱۶، ۱۷، ۳۲، ۴۸

...... اللہ ہی کی کرو ۳۹۶، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۶، ۶۸۴، ۶۶۸،

۶۶۹، ۶۷۶، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۹۲، ۸۹۲، ۸۹۳، ۱۰۸۲، ۱۱۶۲، ۱۱۲۷

...... کا مطلب ۶۶۹، ۸۲۷

...... اپنے رب کی ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۴۲

...... واطاعت کا فرق ۸۹۳

...... اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا ۹۷۶

...... کی حقیقت ۱۰۱۲

...... ایک کنارے پر رہ کر اللہ کی عبادت کرنا ۱۰۹۸، ۱۰۹۹

...... کا طریقہ اللہ نے مقرر کیا ہے ۱۱۲۶، ۱۱۲۷

عدل ۲۹۴، ۴۴۰، ۴۴۱

...... کا تصور ۵

...... کرنے کا حکم ۸۶۴، ۸۶۵

عدت ۹۶، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۳

عذابِ الٰہی

... اچانک آسکتا ہے ۴۳۲، ۴۳۳

......عذاب دینا ۷۷۵

...... سے بے خوف ہونے والی بستیاں ۴۶۴، ۴۶۵

عربوں کا بیٹیوں کو عار سمجھنا ۸۵۲، ۸۵۳

عریاں تصویریں

عرش

... پر متمکن ہونے کا مطلب ۴۳۵

عرش الٰہی

...... پانی پر تھا ۶۷۰

عزیر (علیہ السلام) ۵۶۲، ۵۶۳

عشق لڑانا ۴۲۱

عُشر ۴۱۴

عقل

...... سے کام لینے کی ہدایت ۴۲۰، ۴۲۱، ۷۵۸

...... سے کام نہ لینا ۵۱۶، ۵۱۷، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵

...... کا صحیح استعمال ۷۷۰

عقائد

...... غلط عقائد پر جمے رہنا ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ۲۷۱

علم

...... کی تشریح ۵۴

...... سے مراد ۱۰۴۳

...... میں رسوخ ۱۳۵، ۱۳۷، ۲۷۲

...... اہل علم کی گواہی ۱۳۲، ۱۳۳، ۲۷۶

...... میں افزونی کے لئے دعا ۱۰۴۲، ۱۰۴۳

علماء و مشائخ

...... کو رب بنانا ۵۶۲، ۵۶۴

...... کی اندھی تقلید ۵۶۴

...... کا باطل طریقہ سے مال کھانا ۵۷۰، ۵۷۱

...... کا اللہ کی راہ سے روکنا ۵۷۰، ۵۷۱

علی (رضی اللہ عنہ) ۵۵۱، ۵۷۲، ۹۰۷

عورت ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۶۴

...... کے حقوق ۱۰۰، ۱۰۱

...... زمانۂ جاہلیت میں میراث سے محروم ۲۰۹

...... مردوں کا درجہ ۱۰۰، ۱۰۱

...... کی گواہی ۱۳۰

...... کی نفسیات ۱۳۰

...... کھیتی سے تشبیہ ۹۶، ۹۷

...... کو اسلام نے وارث بنایا ۲۰۸، ۲۰۹

...... عورتوں کا زبردستی وارث بن جانا ۲۱۸

...... عدت کے بعد آزاد ہے ۲۱۹
...... کو مال دینے کے بعد واپس نہ لینا ۲۱۸
...... بدچلنی کی صورت میں ایذا دہی ۲۱۸،۲۱۹
...... جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ۲۱۸،تا۲۲۱
...... مرد عورت میں خلقی لحاظ سے مکمل یکسانیت نہیں ہے ۲۲۷
...... مرد عورت کے سربراہ ۲۲۶،۲۲۷
...... نیک عورتیں کون ہیں ۲۲۶،۲۲۷
...... مساوات کا غلو آمیز نظریہ ۲۲۸
...... کا مرد نما بننا ۲۶۰
...... بعض عورتیں مردوں سے زیادہ سوجھ بوجھ والی ہوتی ہیں ۱۲۹۱
...... ملکہ سباء کی معاملہ فہمی ۱۲۹۱
...... کی سربراہی کا مسئلہ ۱۲۹۶

عہد
...... کی خلاف ورزی ۳۵،۱۶۰،۱۶۲،۵۳۰،۵۳۶
...... کو پورا کرو ۴۲۰،۷۷۰،۷۷۱،۸۶۴،۸۶۵،۸۶۶
...... عہد فطرت ۴۶۷
...... کو توڑنا ۸۵۶،۸۵۷،۸۶۸

عمارتیں بنانا
...... فخر کے لئے ۱۲۶۰،۱۲۶۱

عیدالفطر ۷۳

عید ۳۴۶،۳۴۷

عیسیٰ (علیہ السلام) ۱۹،۳۴،۳۵،۴۸،۴۹،۵۱،۱۱۱،۱۴۷،۱۵۲
۱۵۶،۱۵۷،۲۷۸،۳۴۰،۲۹۶،۳۱۴،۳۴۶،۳۴۷،۳۸۸،۳۸۹
...... کلمۃ من اللہ ۱۵۱،۱۵۲،۲۷۸
...... کے خدا ہونے کی تردید ۲۷۸،۲۷۹،۲۹۸،۳۲۸،۳۲۹
...... اللہ کی جانب سے ایک روح ۲۷۸
...... کا گہوارہ میں بات کرنا ۱۵۲،۱۵۴،۲۷۳،۹۸۸،۹۸۹
...... کی جائے پیدائش ۹۸۶،۹۸۹،۱۱۴۴،۱۱۴۵
...... کی پیدائش غیر معمولی طریقہ پر ۲۷۳،۳۴۶
...... کی دعا نزول مائدہ کے لئے ۳۴۶
...... کو اللہ کا بندہ ہونے سے عار نہیں ۲۸۰
...... لفظ ابن مریم کی صراحت بغیر باپ کے ہونے پر دلالت کرتی ہے ۱۵۳
...... کے معجزے ۱۵۲،۳۴۶،۳۴۷
...... کے قبر سے اٹھ کھڑے ہونے کا قصہ ۲۷۳
...... کی پکار ۱۵۲
...... کا آخری کھانا ۳۴۸
...... صفی عیسیٰ ۱۵۲
...... رفع عیسیٰ ۱۵۲،۲۷۲،۲۷۵،۳۴۷
...... کی پیروی کرنے والوں کا غلبہ ۱۵۲
...... متوفی کی تشریح ۱۵۷
...... دین اسلام کے ساتھ آنا ۱۵۳
...... کا اللہ کو اپنا رب کہنا ۱۵۳
...... کا نزول نئے نبی کی حیثیت سے نہ ہوگا ۲۷۶
...... کو قتل نہیں کیا گیا اور نہ صلیب پر چڑھایا گیا ۲۷۲،۲۷۳
...... کی موت سے پہلے اہل کتاب کا ایمان لانا ۲۷۲،۲۷۵
...... نزولِ عیسیٰ ۲۷۵،۲۷۶
...... کی گواہی قیامت کے دن ۳۴۶،۳۴۷
...... نزول عیسیٰ کے بعد اسلام اور صرف اسلام ہوگا ۲۷۵
...... دجال کو قتل کرنا ۲۷۵
...... کی موت کے بعد نصاریٰ نے عجب فلسفہ ایجاد کیا ۲۷۳
...... تثلیث خودسالی عقیدہ ۲۷۹
...... نے اللہ کی عبادت کا حکم دیا تھا ۳۲۸
...... صرف رسول تھے ۳۲۸،۳۲۹
...... کی زبان سے لعنت ۳۲۸
...... کے حواری ۳۴۷

غ

غارِ ثور ۵۷۶،۵۷۷،۵۷۹

غریبوں کی مدد ۶۶

غسل کا حکم ۲۹۰،۲۹۳

غضبِ الٰہی ۳۲۰

غلام

...... غلامی سے آزاد کرنا ۶۴، ۶۹، ۲۴۸

...... غلامی کے رواج کا خاتمہ ۷۷

...... اور باندی سے متعلق اسلام کے احکام ۲۶۳

...... ان کو دولت ایمان کا نصیب ہو جانا ۲۶۳

...... کے ساتھ سلوک ۲۲۸

...... جو آزاد ہونا چاہتے ہوں ان سے تحریری معاہدہ کرنا ۱۱۸۴، ۱۱۸۵

غلبہ

...... غلبۂ دین ۷۸

...... کی دعا ۸۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۹۱۶، ۹۱۷

...... چھوٹے گروہ کا غالب آنا ۱۱۲

...... مؤمنین غالب رہیں گے ۱۸۲، ۱۸۳

...... کافروں کے دلوں میں رعب ۱۸۴، ۱۸۵

...... نصرت الٰہی کا مشروط ہونا ۱۸۴

...... واقتدار دین کیلئے مطلوب ہے ۹۱۷

غلو ۲۷۹، ۳۲۸

...... غیب ۱۰، ۱۱، ۱۲

...... کا مطلب ۱۲

غیر اللہ کی پرستش ۳۲۸

...... کو پکارنا ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰

...... کے لئے کھو کھلے القاب مشکل کشا وغیرہ ۳۶۰

غیر اسلامی نظام میں مجبوریاں ۳۲۲

ف

فال گیری ۲۸۷

فتنہ ۷۶، ۷۷، ۹۲، ۹۳

فتنہ باقی نہ رہے ۵۲۲، ۵۲۳

فخر کرنے والے ۲۲۶، ۲۲۸

فحش گوئی ۴۲۲

فرشتے ۱۱، ۱۹، ۲۰، ۳۸، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۹۲، ۳۹۳، ۴۰۴، ۴۲۴، ۴۴۴، ۴۴۵، ۷۶۳، ۹۲۱

...... فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنا ۴۳۲، ۹۰۶، ۹۵۲

...... مقرب ۵۰۲

...... اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں ۵۰۲

...... روحوں کو قبض کرنا ۵۳۰، ۵۳۱، ۸۳۸، ۸۴۰

...... کا نزول جنگ کے موقع پر ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۷۷

...... ملائکہ سے عداوت کے معنی ۱۹، ۲۰، ۳۹

...... میکائیل ۳۸، ۳۹

...... مہمانوں کی شکل میں ۸۱۴، ۸۱۵

...... فرشتوں کو روح کے ساتھ بھیجنا ۸۳۰، ۸۳۱

...... سرکشی نہیں کرتے ۸۴۸

...... اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ۸۴۸، ۴۹

...... کو بیٹیاں قرار دینا ۹۰۰، ۹۰۱

...... عبادت سے تھکتے نہیں ہیں ۱۰۵۶، ۱۰۵۷

...... اگر خدائی کا دعویٰ کریں تو جہنم میں جھونک دئے جائیں ۱۰۶۰، ۱۰۶۱

...... میں سے پیغامبر ۱۱۲۸، ۱۱۲۹

...... اتارے جانے کا مطالبہ ۱۲۱۲، ۱۲۱۳

فرقہ پرست کون ھیں ۴۲۲

فرعون ۴۶۶، ۴۶۸، ۵۶۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۹۸، ۹۲۲، ۹۲۳

...... لفظ کے معنی ۴۷۳

...... کے معبود ۴۷۲، ۴۷۳

...... کا موسیٰ کو چیلنج ۴۷۲

...... کی ظالمانہ حکومت میں تبدیلی مذہب کی آزادی نہیں تھی ۴۷۴

...... کا دعوئے ربوبیت ۴۷۳

...... کا غرق ہونا ۴۷۶، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۳۳۶، ۱۳۷۶

...... کی قوم پر عذاب کا نزول ۴۶۷، ۴۷۶

...... کا تمدن تباہ ۴۷۶

...... کا ڈوبتے وقت ایمان لانا ۶۵۶، ۶۵۷

...... کی لاش بچالی گئی ۶۵۷، ۶۵۸

...... سرکش ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۸، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷

...... سے یہ مطالبہ کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک سے جانے دے اور ان کو تکلیف نہ پہنچائے ۱۰۲۲، ۱۰۲۳

......کا جادوگروں کو اکٹھا کر کے حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں آنا ۱۰۲۴، ۱۰۲۵
...... کا جواب موسیٰ کو ۱۲۳۸، ۱۲۳۹
...... کا رب العالمین کو ماننے سے انکار ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳
...... کا دعویٰ محض سیاسی حاکمیت کا نہیں تھا ۱۲۴۳
...... کے پاس جانے کا موسیٰ کو حکم ۱۲۸۲، ۱۲۸۳
...... کی طبقوں میں تقسیم کرنے کی پالیسی ۱۳۱۶، ۱۳۱۷

فرقان ۵۲۰، ۵۲۱
...... کی تشریح ۵۲۱، ۱۲۰۷

فسق ۲۸۴

فاسق ۱۰، ۳۲۰، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۸۲
...... کی تشریح ۱۹، ۴۶۷
...... کا گھر ۴۷۸، ۴۷۹

فساد فی الارض ۱۶، ۳۲۰، ۴۶۶
...... کا مطلب ۱۷
...... برپا کرنے والوں کے لئے سزا ۲۷۶، ۳۵۰

فطرت کے احکام ۹۷

فضول خرچی کی ممانعت ۸۹۶، ۸۹۷

فقہی تفصیلات کے لئے احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کرنا ۵۰۴

فلسطین ۴۷۷، ۶۵۸

ق

قانون مکافات عمل ۱۳۳
...... قانون الٰہی کی پابندی ۲۲۳
...... جدید سول کوڈ کے نام پر باطل قانون ۲۲۳
...... قانونِ الٰہی کے مطابق فیصلہ کرنا ۳۱۳، ۳۱۴

قادیانیت کا فتنہ ۲۷۶

قارون
...... کون تھا ۱۳۴۸، ۱۳۵۰
...... کے خزانے ۱۳۴۸، ۱۳۵۰
...... کی سرمایا پرستی ظلم اور فساد ۱۳۴۸، ۱۳۵۰
...... اسلام تجوریاں بھرنے کی اجازت نہیں دیتا ۱۳۵۰
...... حاصل شدہ دولت کو اپنی قابلیت کا نتیجہ سمجھنا ۱۳۵۱
...... دولت کی نمائش اور شان وشوکت کا مظاہرہ ۱۳۵۲، ۱۳۵۳
...... قارون کا عبرت ناک انجام ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۷۶

قبر پرستی ۴۱۳، ۹۴۰

قبیلہ
...... خروج ۱۷۷
...... اوس ۱۷۷
...... اسد وغطفان ۲۴۷
...... بنی خزیمہ ۲۴۹
...... ہوازن ۵۶۰
...... ثقیف ۵۶۰

قبلہ ۵۲، ۵۳، ۵۴

قتل اولاد
...... معبودوں پر بھینٹ چڑھانا ۴۱۲، ۴۱۳
...... مفلسی کے ڈر سے ۴۲۰، ۴۲۱

قتل ۲۲۲، ۲۲۳، ۴۲۰، ۴۲۱
...... خطا ۲۴۸، ۲۴۹
...... عمد ۲۴۸، ۲۴۹
...... انبیاء کا قتل ۳۲۴، ۳۳۵

قتل نفس ۸۹۶، ۸۹۸
...... حرام ہے ۱۲۲۶، ۱۲۲۸
...... حق کی بنا پر جائز ہونے کی تشریح ۱۲۲۸، ۱۲۲۹
...... کافر قوم کے فرد کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں ۱۳۳۲

قتال فی سبیل اللہ ۷۶، ۷۷، ۸۸، ۹۲، ۱۰۶، ۱۱۰

قرض کا لین دین ۱۳۰
...... مقروض کے لئے مہلت ۱۲۶
...... کی دستاویز ۱۳۰

قربانی
...... قربانی اللہ کے لئے ۴۲۴
...... کے جانور ۸۰، ۸۱، ۲۸۴، ۲۸۵، ۳۳۸، ۳۳۹
...... سوختنی قربانی ۱۹۶، ۱۹۷

...... صرف متقیوں کی قربانی قبول ۳۰۲، ۳۰۳
...... قدیم زمانہ سے ۳۰۳
...... کی اصل تقویٰ ہے ۱۱۱۰، ۱۱۱۱
قرآن (کتاب الٰہی) ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۱۲، ۳۴۰، ۳۵۶
۳۶۳، ۳۷۵، ۳۹۲، ۴۰۳، ۴۹۵، ۴۹۶
...... افتتاحی آیت ۳
...... کے ہدایت ہونے کا مطلب ۱۱، ۱۲
...... کا چیلنج ۱۶، ۱۷، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۹۱۶، ۹۲۱
...... کے نزول کا مقصد ۴۳۲، ۴۳۳، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱
...... کی اصل دعوت ۱۷، ۸۰۱
...... کی عظمت کے پہلو ۱۷
...... کے نزول کا آغاز ۷۲، ۷۳
...... کتاب برحق ۱۳۶، ۹۲۲، ۹۲۳
...... سابقہ کتابوں کی تصدیق ۱۳۶
...... فرقان ۱۳۶، ۱۳۸
...... میں محکمات ومتشابہات ۱۳۶، ۱۴۰
...... الفاظ کے ساتھ نازل شدہ ۱۳۷
...... حکمت بھرا ذکر ۱۵۶، ۶۲۲، ۶۲۳، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷
...... پرارتکاز ۱۸۰
...... جب پڑھا جارہا ہوتو توجہ کے ساتھ سننا ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴
...... نور ۴۸۲
...... ہدایت ورحمت ۴۸، ۴۴۹، ۵۰۲، ۵۰۳، ۶۴۴،
۶۴۵، ۷۵۰، ۷۵۵
...... کے بہترین مفہوم کی پیروی کرنا ۴۷۹
...... امام جب جہری قرأت کررہا ہوتو توجہ کے ساتھ سننا ۵۰۳
...... کی پیروی ۴۳۲، ۴۳۳
...... انذار وتبلیغ کے لئے قرآن کو براہ راست پیش کرنا ۳۷۵
...... کو قائم کرنا ۳۲۴، ۳۲۵
...... کے مطابق فیصلہ کرنیکا حکم ۳۱۶
...... کی کوئی آیت منسوخ نہیں ۲۱۳
...... مکمل کتاب ۲۳۳
...... حق کی کسوٹی ۲۳۷
...... پرغور کرنے کی دعوت ۲۴۴، ۲۴۵
...... کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ۲۴۴
...... پرغور کرنے سے حکمت کے دروازے کھلتے ہیں ۲۴۵
...... صرف عالموں کے لئے نہیں ۲۹۳
...... رفعت بخشنے والی کتاب ۴۹۳
...... محض رٹنے کے لئے نہیں ۴۹۱، ۷۱۱
...... کی تاثیر ۳۳۴، ۳۳۵
...... عرب وعجم سب کے لئے ۳۶۳، ۹۴۴، ۱۲۶۹
...... بصیرت افروز کتاب ۵۰۲، ۵۰۳
...... معیار حق ۳۱۴
...... سے غیر مسلموں کو متعارف کرانا ۵۵۱، ۷۷۳
...... برکت والی کتاب ۳۹۲، ۳۹۳، ۴۲۴، ۴۲۵
...... میں نبی بھی ردوبدل نہیں کرسکتا ۶۲۶، ۶۲۷
...... من گھڑت نہیں ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۵۰، ۶۵۳، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷
...... رب العالمین کی طرف سے ۶۲۶، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹
...... نصیحت ۶۴۴، ۶۴۵
...... شفاء اور رحمت ۶۴۴، ۶۴۵، ۹۱۶
...... کی آیتیں پختہ ۶۶۸، ۶۶۹
...... روشن کتاب ۷۱۰، ۷۱۱، ۸۰۴، ۸۰۵، ۱۲۷۸
...... عربی میں ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۷۴، ۷۷۵، ۱۰۴۲، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹
...... کا غیب کی خبریں بتانا ۷۵۰، ۷۵۱
...... مسلم وغیر مسلم سب کے سمجھنے کی چیز ۷۷۳
...... روشنی میں لانے والی کتاب ۷۸۲، ۷۸۳
...... ایک پیغام ۸۰۰، ۸۰۱
...... کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶
...... کے لفظی معنیٰ ۸۰۵
...... اپنی اصل شکل میں محفوظ ۸۰۹
...... سبع مثانی ۸۲۰، ۸۲۱
...... قرآن عظیم ۸۲۰، ۸۲۱
...... کی تبیین کا کام رسول کے سپرد ۸۴۴

...... پڑھتے وقت شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا ۸۶۸، ۸۶۹

...... کی رہنمائی سیدھی راہ کی طرف ۸۸۸، ۸۸۹

...... میں ہر طرح سے وضاحت ۹۰۰، ۹۰۱

...... کے اور کافروں کے درمیان پردہ حائل ۹۰۰، ۹۰۲

...... کی قرأت فجر کی نماز میں ۹۱۲، ۹۱۳

...... میں باتوں کو دہرانے کی حکمت ۹۱۶، ۹۱۸

...... کا نزول بتدریج ۹۲۲، ۹۲۳، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷

...... کو پڑھتے ہوئے رقت اور سجدہ ۹۲۶، ۹۲۷

...... راست کتاب ۹۳۰، ۹۳۱

...... کی امتیازی خصوصیت ۹۳۱

...... میں طرح طرح کی مثالیں ۹۵۲، ۹۵۴

...... ایک یاددہانی ۱۰۱۰، ۱۰۱۱

...... سے رخ پھیرنے والے ۱۰۴۰، ۱۰۴۱

...... میں تنبیہات ۱۰۴۲، ۱۰۴۳

...... ایک بابرکت ذکر ۱۰۶۸، ۱۰۶۹

...... روشن دلیل ۱۱۰۲

...... کو چھوڑ دینا ۱۲۱۶، ۱۲۱۷

...... کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا ۱۲۱۷

...... کے ذریعہ جہاد ۱۲۲۲، ۱۲۲۳

...... کا ترجمہ اس کے مفہوم کو ادا کرنے کی ایک کوشش ہے ۱۲۶۹

...... پچھلے صحیفوں میں موجود ہے ۱۲۶۸، ۱۲۶۹

...... کو سننے سے شیاطین دور رکھے گئے ہیں ۱۲۷۲، ۱۲۷۳

...... شاعری نہیں ۱۲۷۵

...... یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ تفسیر کے بغیر قرآن کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا ۱۲۷۹

...... پڑھ کر سنانے کا حکم ۱۳۱۲، ۱۳۱۳

...... قرآن کا علم حاصل کرنا فرض ہے ۱۳۵۲، ۱۳۵۳

...... کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا ۱۳۷۹

...... کی آیات اہلِ علم کے دلوں میں ہیں ۱۳۷۸، ۱۳۸۱

قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک ۲۲۶

...... کی مدد ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۹۶، ۸۹۷،

قرعہ اندازی ۱۵۳

قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرانے کا حکم ۱۲۷۲، ۱۲۷۳

قسمیں ۹۶، ۹۷، ۳۴۴، ۳۴۵

...... قسم کا کفارہ ۳۳۴، ۳۳۵

...... توڑنا ۵۵۴، ۵۵۵

...... جھوٹی ۵۷۶، ۵۷۸، ۵۸۲

...... کو خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ ۸۶۴، ۸۶۵

قسامہ ۳۱

قصاص ۶۸، ۶۹، ۳۱۲، ۳۱۳

...... کا مطلب ۶۹

قلب سے مراد ۴۹۵

قلب سلیم ۱۲۵۲، ۱۲۵۳

قمری ماہ

...... کا اعتبار ۵۷۰، ۵۷۱

...... کے نام ۵۷۹

...... کے مہینوں کی ترتیب میں تبدیلی کی ممانعت ۵۷۰، ۵۷۱

قوم

...... لوط ۵۹۰

...... قوموں کے عروج و زوال کا قانون ۵۳۱

...... کی ہلاکت ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۴۲

قومی یادگاروں کو قائم کرنا ۱۲۵۹

قیامت

۴، ۳۴، ۴۴، ۴۵، ۵۱، ۶۲، ۲۰۰، ۲۵۶، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۸،
۳۵۹، ۳۶۴، ۳۶۷، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۷۰

...... کے دن سب کو جمع کیا جائے گا ۱۴۶، ۲۴۶، ۹۴۸، ۹۴۹

...... کے دن پورا پورا اجر ۲۷۲

...... کے دن عیسیٰ گواہی دیں گے ۲۷۲

...... کب آئے گی ۴۹۴

...... کے آثار ۴۹۶

...... کا دن ۶۵۶، ۷۰۰

...... کے دن کافروں کے پیشواؤں کی بےبسی کی تصویر ۸۸۷

...... کے دن حساب قائم ہونا ہے ۷۹۶

...... کی ہولناکی ۷۹۶،۷۹۸،۸۰۰
...... کے دن کافروں کا گناہوں کے بوجھ اٹھانا ۸۳۸،۸۳۹
...... کے دن کافروں کے لئے رسوائی ۸۳۸،۸۴۰
...... کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی طرح ۸۶۰،۸۶۱
...... کے دن نوشتہ نکالا جائے گا ۸۸۸،۸۸۹
...... سے پہلے کوئی آبادی ایسی نہیں جو ہلاک نہ ہو ۹۰۶،۹۰۷
...... کے دن ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہوگا ۹۱۲
...... کے دن کافر اندھے اٹھائے جائیں گے ۹۲۰،۹۲۱
...... کے دن زمین چٹیل میدان ۹۳۰،۹۳۱
...... کے دن پہاڑ چلائے جائیں گے ۹۴۸،۹۴۹
...... کے دن خدا کے حضور پیشی ۹۴۸،۹۴۹
...... کا دن ظالموں کے لئے حسرت کا دن ہوگا ۹۹۲، ۹۹۳
...... کے دن سب اکیلے اکیلے حاضر ہونگے ۱۰۰۴
...... کی گھڑی آنے والی ہے ۱۰۰۶،۱۰۰۷
...... کے دن صور کا پھونکا جانا ۱۰۴۰،۱۰۴۱،۱۱۵۲، ۱۱۵۳
...... کے دن پہاڑ گرد بن کر اڑیں گے ۱۰۴۰،۱۰۴۱
...... کے دن زمین ہموار میدان ۱۰۴۰،۱۰۴۱
...... کے دن سب کی آوازیں پست ۱۰۴۰،۱۰۴۱
...... حساب کی گھڑی قریب آ لگنے کا مطلب ۱۰۵۵
...... کے دن انصاف کے ترازو ۱۰۶۸،۱۰۶۹
...... کے دن آسمان لپیٹ دے جائیں گے ۱۰۸۶، ۱۰۸۷
...... کی گھبراہٹ مؤمنین مخلصین کو پریشان نہیں کرے گی ۱۰۸۶
۱۰۸۸، ۱۳۱۰، ۱۳۱۳
...... کا زلزلہ ۱۰۹۴،۱۰۹۵
...... کے دن بادشاہی اللہ ہی کی ۱۱۱۸
...... کے دن اختلافات کا فیصلہ ۱۱۲۶
...... کے دن زبانیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے ۱۱۷۲
...... کی گھڑی کو جھٹلانے والوں کا انجام ۱۲۱۰،۱۲۱۱
...... کے دن آسمان کا پھٹ جانا ۱۲۱۲، ۱۳۱۳
...... نشانیاں دکھائی جائیں گی ۱۳۱۲، ۱۳۱۳
...... کے دن ہر امت سے ایک گواہ پیش کیا جائیگا ۱۳۴۸،۱۳۴۹
...... کے دن کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ۱۳۶۴، ۱۳۶۵

ک

کافر ۲۷۸، ۳۲۵، ۳۶۲، ۵۶۳
...... کا انجام ۱۴۰، ۱۷۴، ۱۹۷، ۲۰۰، ۲۷۸، ۳۰۶، ۳۰۸، ۵۱۲،
۵۱۴، ۵۵۰
...... کو دوست نہ بنانے کا مطلب ۱۴۶، ۱۴۷
...... کو دوست بنانے کی ممانعت ۱۷۶، ۱۷۷، ۲۶۷، ۲۶۸، ۳۱۶، ۳۳۲،
۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶
...... کی دوڑ دھوپ ۲۰۰
...... معاف نہیں کئے جائیں گے ۲۷۸
...... بدترین جانور ۵۳۰، ۵۳۱
...... کافروں سے جنگ کا حکم ۶۱۲، ۶۱۵
...... کے اعمال کی مثال ۷۸۶، ۷۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹
...... کا ایک دن مسلم ہونے کی تمنا کرنا ۸۰۴، ۸۰۵، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵
...... کافروں کے لئے جہنم کی سزا ۱۱۰۲، ۱۱۰۳
...... کافروں کے لئے رسوا کن عذاب ۱۱۱۸، ۱۱۱۹
...... کے اعمال غبار کی طرح اڑا دئے جائیں گے ۱۲۱۲، ۱۲۱۳
...... کا پچھتاوا ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۵۲
...... خدا کی نشانیوں کو جھٹلانے والے کافر ہی ہیں اگرچہ ان پر کسی نبی کے
ذریعہ حجت قائم نہ ہوئی ہو ۱۲۱۸
...... کو کفر کے علاوہ دیگر جرائم کی بھی سزا ملے گی ۱۲۲۹
...... اللہ کی رحمت سے مایوس ۱۳۶۸، ۱۳۷۰
کائنات
...... بے مقصد نہیں ۳۸۵
...... کی منصوبہ بندی ۳۹۶
...... کھیل کے طور پر نہیں بنائی گئی ہے ۱۰۵۶، ۱۰۵۷
...... ہندو فلسفی لیلا کی تردید ۱۰۵۷
...... اپنی ابتدائی حالات میں کیا تھی ۱۰۶۰، ۱۰۶۱
...... میں جو کوئی ہے اللہ ہی کی تسبیح کر رہا ہے ۱۱۸۸، ۱۱۹۰
...... کا ریکارڈ رکھنے والی کتاب ۶۴۷، ۶۶۸، ۶۷۰

کاھن

...... پامسٹری کہانت کی ایک قسم ۱۲۷۴
...... باواؤں کی طرف رجوع کرنا ۱۲۷۴

کرامتیں دکھانا ۳۶۸

کرامت کی حقیقت ۹۴۳

کتاب الٰھی

...... کے ایک حصہ سے کفر کرنا ۳۴
...... میں اختلاف کرنا ۶۲
...... تمام کتابوں پر ایمان ۱۰،۱۳۶
...... وحی الٰہی ۶۹
...... کی طرف دعوت ۱۴۲
...... کو بیچنے والے ۱۹۸
...... کے مطابق فیصلے کرنا ۲۵۶
...... حق کی کسوٹی ۲۳۸
...... روشن کتاب ۱۹۶
...... کو اس کے اصل محل سے ہٹانا ۳۱۰
...... کو مضبوط تھامنا ۴۹۰
...... میں تحریف کرنا ۳۲،۳۳

کتمانِ حق ۶۶

کشتئ نوح ۴۵۲،۴۵۳

کعبہ ۳۳۸،۳۳۹

کعب بن مالک ۶۱۳،۶۱۴

کعب بن اشرف ۳۳۸

کفارہ کا مطلب ۳۳۵

کفر

...... کی حقیقت ۲۱
...... کی حالت میں مرنا ۶۲،۱۶۴
...... کے ساتھ ساز باز ۸۷
...... ایمان لانے کے بعد کفر ۱۷۰
...... ناقابل معافی گناہ ۲۷۸
...... کی دو شکلیں ۲۶۷

...... اللہ اور رسول کے درمیان تفریق کرنا ۲۷۰

کلمہ گو کی تکفیر نہ کرنا ۲۴۸

کلمہ طیبہ کی مثال ۷۸۸،۷۸۹

کلمہ خبیثہ کی مثال ۷۸۸،۷۸۹

کوہ طور ۲۷،۲۸،۲۹،۳۶،۴۸۱

کنز کے معنی ۵۷۱

کوّا ۳۰۶

کھیتی میں غیر اللہ کا حصّہ ۴۱۰،۴۱۱

کمیونزم

...... کی طرف دوڑنا ۱۲۷۹

کہف اور رقیم والے ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴

گ

گائے

...... ذبح کرنے کا حکم ۲۹ تا ۳۱
...... گؤ پرستی ۳۱،۳۶،۴۸۱
...... بچھڑا ۴۷۸،۴۷۹
...... گائے بیل ۴۱۶،۴۱۷
...... بھینس ۴۱۷

گانا ۴۲۱

گمان پر چلنا ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۱۶، ۴۱۸، ۶۳۶، ۶۳۷

گمراہ کن پیشوا ۶۲

گناہ ۴۴۰

...... کے کاموں میں تعاون نہ کرنا ۲۷۸،۲۸۰
...... کھلے اور چھپے ۴۰۶،۴۰۷
...... کبیرہ سے مراد ۲۲۷

گوشت خوری ۶۵

گواہی

...... تہمت لگانے والوں کی قبول نہ کرنا ۱۱۶۰،۱۱۶۴

گھر

...... اجازت لیکر گھر میں داخل ہونے کی ہدایت ۱۱۷۶، ۱۱۷۷
...... میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی ہدایت ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۹۸
...... بچوں کیلئے تین اوقات میں اجازت لینے کی ہدایت ۱۱۹۴، ۱۱۹۶
......معذوروں کو گھروں سے کھانے کی رخصت ۱۱۹۸
......رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں
۱۱۹۸، ۱۱۹۹

ل

لادینیت پسند مسلمان ۳۸۱
...... لامذہبیت ۴۱۲

لباس
...... کا مقصد ۴۳۶، ۴۳۷
...... برہنگی کو تقدس کا درجہ دینے کی تردید ۴۳۷
...... ہپی ازم کی تردید ۴۳۷
...... تقویٰ کا لباس ۴۳۶
...... کے معاملہ میں زاہدانہ تصور کی نفی ۴۴۱

لعنت ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۸
...... بائبل میں لعنت کا ذکر ۳۲۱، ۳۳۰
...... جہنم میں ایک امت کا دوسری امت پر لعنت بھیجنا ۴۴۴
لعان کا حکم ۱۱۶۰، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷

لغو
...... باتوں سے بچنا نماز کا فیضان ۱۱۲۶، ۱۱۳۰
...... چیز سے شائستہ انداز میں گزر جانا ۱۲۳۲، ۱۲۳۳
...... موجودہ دور میں لغو باتیں تہذیب جدید کا لبادہ اوڑھ کر ۱۲۳۰

لکھنے پڑھنے کی ترغیب ۱۴

لوط (علیہ السلام) ۳۸۸، ۳۸۹، ۸۱۸، ۸۱۹، ۱۱۱۴
...... لوط علیہ السلام کی سرگذشت ۴۶۰، ۴۶۱، ۶۹۲، ۶۹۳
...... کا زمانہ ۴۶۱
...... کا مسکن ۴۶۱
...... کو علم وحکمت ۱۰۷۶، ۱۰۷۷
...... کی دعوت ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۷۲
...... قومِ لوط کا انجام ۱۲۹۸، ۱۲۹۹

لین دین باہمی رضامندی سے ۲۲۲، ۲۲۴
...... فریب سے پاک ۲۲۴
...... نے ابراھیم کی تصدیق کی ۱۳۷۲، ۱۳۷۳
...... کی قوم کی تباہی کی واضح نشانی ۱۳۷۶، ۱۳۷۷

لونڈیاں ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۲۲، ۲۳۰
...... جو جنگ میں گرفتار ہو کر آئیں ۲۲۲، ۲۲۳
...... کو آزاد کرنے کی ترغیب ۲۰۶
...... کو قحبہ گری کا ذریعہ بنانے کی ممانعت ۲۲۲، ۲۲۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۶
...... اپنی لونڈی سے جنسی تعلق ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴

م

مال غنیمت ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۳۸
...... کی تقسیم ۵۲۶، ۵۲۷

مادہ پرستی ۱۹۷

مال ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۶، ۲۲۲، ۲۲۳
...... آزمائش ۵۱۶، ۵۱۸
...... سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھنا ۵۷۰، ۵۷۱
...... کا گھمنڈ ۵۸۱
...... کے دردناک عذاب ۵۹۴

ماشاءاللہ کہنا ۹۴۶، ۹۴۷

مایوسی
...... اللہ سے ۱۰۹۸، ۱۱۰۰

ملامت سے نہ ڈرنا ۳۱۶

مباهله ۱۵۶، ۱۵۷

متقی ۳۱۲، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۷۰، ۵۷۱
...... کون ہیں ۱۰، ۱۲
......رحمٰن کے حضور شاہی مہمانوں کی طرح جمع کئے جائیں گے ۱۰۰۴، ۱۰۰۵
...... متقیوں کے لئے خوشخبری ۱۰۰۴
...... متقیوں کو امام بنانے کی دعا ۱۲۳۲، ۱۲۳۳

متعہ

...... کی حرمت ۱۱۳۴
...... کی اجازت کبھی نہیں دی گئی ۱۱۳۴، ۱۱۳۵
...... کی رخصت والی روایتوں پر نقد ۱۱۳۴، ۱۱۳۵
مجلس
...... ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت جہاں اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہو ۳۸۱
مجمع البحرین ۹۵۶، ۹۵۷
مجرمین کا حشر ۱۰۰۶
محرم ۳۹۶، ۳۹۷
محمد ﷺ ۲۴، ۳۳، ۳۵، ۳۹، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۵۱، ۵۲، ۱۱۳
۱۵۹، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۶، ۱۹۰، ۲۷۸، ۲۹۹، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۶۳، ۴۹۴
...... اللہ کے رسول ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۴۴، ۲۴۵
...... کی پیروی اللہ کی محبت کے لئے اشد ضروری ہے ۱۴۶
...... کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ۲۴۴
...... کی رسالت کے بارے میں بنی اسرائیل سے عہد ۱۶۳
...... قیامت کے دن گواہی دیں گے ۲۳۰، ۲۳۱، ۸۶۴، ۸۶۵
...... کی بعثت اقوام عالم کے لئے ۲۳۱، ۲۴۵، ۲۶۳، ۱۲۰۷
...... کا دور قیامت تک کے لئے ۲۳۱
...... آخری نبی ۲۳۱، ۲۷۵، ۲۸۱
...... کی شان میں گستاخی کرنا ۲۳۳
...... کی اطاعت کا حکم ۲۳۳
...... کو فیصلہ کرنیوالا ماننا ۲۴۰، ۲۴۱
...... پر ایمان لانے کی دعوت ۲۶۶
...... پر وحی ۲۷۲
...... آپ کو قتل کرنیکی سازش ۲۸۹
...... بشیر ونذیر ۲۹۸، ۱۲۲۲، ۱۲۲۴
...... کے اختیار میں نفع ونقصان پہنچانا نہیں ہے ۴۹۹
...... کی بعثت کب ہوئی ۲۹۹
...... علم غیب کا دعویٰ نہیں ۳۷۴، ۳۷۵
...... فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں ۳۷۴، ۳۷۵
...... کے غیب داں ہونیکی بحث ۳۷۵
...... کو غیب کا علم نہیں ۴۹۸
...... نبی امی ۴۸۲
...... کے بارے میں تورات وانجیل میں پیشین گوئیاں ۴۸۲
...... کا بوجھ اور طوق اتارنا ۴۸۲
...... کی حمایت اور مدد ۴۸۲
...... ہندوستان کے لوگوں کے لئے بھی رسول ہیں ۴۸۴
...... کے خلاف سازشیں ۵۲۰
...... کی دعا باعث تسکین ۶۰۴
...... کے لئے معافی کا اعلان ۶۱۲، ۶۱۳
...... کا دین ۶۶۰، ۶۶۱
...... کو قرآن کا معجزہ ۷۷۹
...... خبردار کرنے والے ۸۲۰، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۲۰۶
...... پر سکھانے کا الزام ۸۶۸، ۸۷۰
...... اور واقعہ اسراء ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴
...... پر سحر زدہ ہونے کا الزام ۹۰۴، ۹۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۸
...... کیلئے مقام محمود ۹۱۶، ۹۱۷
...... ایک بشر ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۷۶
...... کی رسالت پر سابقہ صحیفوں کی شہادت ۱۰۵۰، ۱۰۵۱
...... آپ پر شاعر ہونے کا الزام ۱۰۵۴، ۱۰۵۵
...... دنیا والوں کے لئے رحمت ۱۰۹۰، ۱۰۹۱
...... پر جنوں کا شبہ ظاہر کرنے والے ۱۱۴۸، ۱۱۴۹
...... پر قرآن گڑھنے کا جھوٹا الزام ۱۲۰۶، ۱۲۰۷
...... نے معاوضہ طلب نہیں کیا ۱۲۲۲، ۱۲۲۴
...... کو لوگوں کے ایمان نہ لانے کا سوز وغم ۱۲۳۶، ۱۲۳۷
...... کا نامۂ گرامی قیصر روم کے نام ۱۳۱۴
...... پہلے سے کتاب نازل ہونے کی امید نہیں رکھتے تھے بلکہ اس کا نزول یکایک ہوا ۱۳۵۶، ۱۳۵۷
...... نہ کتاب پڑھتے تھے نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ۱۳۷۸، ۱۳۸۱
مدین والے ۴۶۰، ۵۸۸
مذہب
مذہب کی حقیقت ۴۹
مذہبی تعصبات ۱۱۵

...... کے نام پر کھوٹے سکے چلانا ۳۳

...... مذاہب کے درمیان کشمکش ۶۶

...... نسل انسانی کا اولین مذہب ۸۹

......مذہب پرستی ۱۵۷

...... مذہب ایجاد کرنیوالی ۱۳۷، ۳۹۳

...... کے معاملہ میں جبر نہیں ۴۶۴، ۴۶۵

...... مذاہب کے اختلافات ۸۲۸، ۶۲۹

...... کا دائرہ ۶۹۷

...... محدود تصور ۶۹۷

مرد

...... عورتوں کے سر براہ ۲۲۶، ۲۲۷

...... تادیبی اختیارات ۲۲۸

...... کا عورت نما بننا ۲۵۴

...... کو احسان وتقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب ۲۶۵

مُردوں کو زندہ کرنا ۴۴۸، ۴۵۰

مُردے سنتے نہیں ھیں ۳۶۶، ۳۶۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹

مُردار ۴۸۴، ۴۱۶، ۴۱۷

...... کی حُرمت ۸۷۴

معجزہ

...... کا مطلب ۱۵۳

...... حسی ۳۶۸، ۴۰۳

معراج کی شب منانا ثابت نہیں ۸۸۴

مریم

...... کی پیدائش ۱۵۰

...... کے لئے رزق ۱۵۰، ۱۵۱

...... کی عفت ۱۴۸، ۱۵۰

...... کو دنیا کی عورتوں پر فضیلت ۱۵۰، ۱۵۱

...... پر بہتان ۲۷۲، ۲۷۳

...... کے خدا ہونے کا عقیدہ ۳۴۶، ۳۴۸

...... صداقت شعار ۳۲۸، ۳۲۹

...... کی مشرقی جانب گوشہ نشینی ۹۸۴، ۹۸۶

...... کے سامنے فرشہ کا نمودار ہونا ۹۸۴، ۹۸۶

...... کا رحمٰن کی پناہ مانگنا ۹۸۴، ۹۸۶

...... کی پاک دامانی ۹۸۸، ۹۹۰، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳

...... کا حمل کی حالت میں دور کے مقام کو چلا جانا ۹۸۸، ۹۸۹

...... بائبل کے بیان کی تردید کہ مریم کی منگنی یوسف نام کے ایک شخص سے ہوئی تھی ۹۸۶

...... ولادت مسیح ۹۸۸، ۹۸۹

...... کو وضع حمل کیلئے پُرسکون ٹیلہ کی جگہ مہیا کی گئی ۱۱۴۵

مسیح ابن مریم ۵۶۲، ۵۶۶

مسلم ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۳۴۶، ۴۲۴، ۴۷۰

...... مسلمان اقلیت کے مسائل اور دعوتی کام ۴۶۸

...... اللہ کا رکھا ہوا نام ۱۱۲۸، ۱۱۲۹

مسلم اور مشرک کا فرق ۳۵۹

...... مسلمان ۳۲۴

...... مسلمان نام ونہاد ۵۸۹

مسلمانوں کا شرک میں مبتلا ہو جانا ۵۸۹

مسجد حرام ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۸۰، ۲۷۸

...... کے متولی ۵۲۰، ۵۲۱

...... کے پاس معاہدہ ۵۵۰

...... کی خدمت ۵۵۸، ۵۵۹

...... کے پاس مشرکین نہ آنے پائیں ۵۶۲، ۵۶۳

مسجد

...... کی بے حرمتی ۴۴، ۴۵

...... کی حاضری کے آداب ۴۴۰، ۴۴۱

...... کو آباد کرنا ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۸، ۵۵۹

...... مسجد ضرار ۶۰۴

...... مسجد تقویٰ ۶۰۸

...... مسجد قبا ۶۰۵، ۶۰۶

...... مسجد نبوی ۶۰۶

...... کو بلند کرنے کا حکم ۱۱۸۴، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷

...... کی تعظیم ۱۱۸۷

...... کی تعمیر کا مقصد ۱۱۸۶، ۱۱۸۷

...... مسجدِ اقصیٰ (اصطلاحی نام) ۸۸۳

...... مسجد حرام ۸۸۲، ۸۸۳، ۱۱۰۵

...... مسجد حرام سے استفادہ کا سب کو یکساں حق ہے ۱۱۰۵، ۱۱۰۶

مسکین کے ساتھ حسن سلوک ۲۲۶

...... کا حق ادا کرنا ۸۹۶، ۸۹۷

مسافر کے ساتھ حسن سلوک ۲۲۶

...... کا حق ادا کرنا ۸۹۶، ۸۹۷

مسخر ۴۴۸، ۴۴۹

...... تسخیر کا مطلب ۴۴۹

مشورہ کرنے کی ہدایت ۱۹۰، ۱۹۱

...... شورائیت ۱۹۱

...... حقیقی جمہوریت ۱۹۱

...... فیصلہ کے لئے معیار ۱۹۱

مشرکین ۳۳۲، ۳۷۹، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۶

...... اس لائق نہیں کہ مسجدوں کو آباد کریں ۵۵۴

...... کا حال قیامت کے دن ۳۶۲

...... کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہو ۴۰۰، ۴۰۱

...... کے خدا قیامت کے دن غائب ۳۶۳

...... کی خواہشات پر چلنے کی ممانعت ۳۷۴

...... کی نماز ۵۲۰، ۵۲۱

...... سے لڑنے کا حکم ۵۲۲، ۵۲۳

...... سے اعلان برأت ۵۵۰، ۵۵۱

...... کو قتل کرنے کا حکم ۵۵۰، ۵۵۱

...... کو کلام الٰہی سننے کے لئے امان دینا ۵۵۰، ۵۵۲

...... کے قتل کے حکم کے بارے میں غلط فہمی کا ازالہ ۵۵۲

مشرکین ہند ۳۳۵، ۴۰۴

...... کا تصور خدا ۳۹۸

...... کے دیوی دیوتا ۴۹۵، ۴۹۶

معاہد قوم ۵۳۸

معاشی خوشحالی کا انحصار ۴۶۵

معاشی تنگی میں مبتلا کرنیکی مصلحت ۳۷۱

مقدور سے زیادہ ذمہ داری نہیں ۴۲۰، ۴۲۲

مقدس زمین (فلسطین) ۲۹۸، ۳۰۰

مکہ کا جغرافیائی وقوع ۵۹

...... امن والا شہر ۷۹۲، ۷۹۳

...... حرمت والا شہر ۱۳۱۲، ۱۳۱۳

...... امن والا حرم ۱۳۴۴، ۱۳۴۵ ۱۳۸۴، ۱۳۸۵

مکڑی کی مثال ۱۳۷۶، ۱۳۷۷

ملت اسلامیہ کے لئے غلبہ واقتدار ۱۷۷

...... سے غداری کرنے والے ۲۶۷

منت ماننا ۴۱۳

منافقین ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵
۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۶، ۲۵۹، ۲۶۸، ۲۶۹، ۳۱۸، ۳۸۰، ۵۸۲، ۵۸۸

...... سے جہاد ۵۹۲، ۵۹۳، ۶۰۰، ۶۰۱

...... دور جدید کے منافقین ۲۵۹

...... کا جہاد سے جی چرانا ۵۷۴، ۵۹۸

...... کی مسلمانوں کے خلاف سازشیں ۵۷۶، ۵۷۷

...... نفاق کی حقیقت ۵۷۷

...... کی نماز کاہلی کے ساتھ ۵۸۰، ۵۸۱

...... عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ ۵۹۵، ۵۹۷

...... کے لئے دعائے مغفرت بے سود ۵۹۴، ۵۹۵

...... کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت ۵۹۵، ۵۹۶

...... اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے رخ پھیرنے والے ۱۱۹۲، ۱۱۹۳

...... رسول کی مجلس سے کھسک کر نکل جانے والے ۱۱۹۸، ۱۲۰۰

مؤمنین کی راہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کرنا ۲۵۸

مؤمن ۵۴۴، ۵۴۵

...... کے اوصاف ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۸۸، ۶۰۸، ۶۱۰

...... ایک دوسرے کے رفیق ۵۸۸

...... عورتیں ۵۹۲

...... حقیقت میں کون ہیں ۱۱۹۸، ۱۱۹۹

مہاجرین ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۱۲

مویشی ۲۷۸، ۲۷۹، ۴۱۲، ۴۱۳

...... میں غیراللہ کا حصہ ۴۱۲

......ممنوع ۴۱۲، ۴۱۴

موت ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۹، ۱۹۸، ۱۹۹

...... کا مطلب ۵۷

...... کے بعد زندگی ۱۶

...... کے بعد اٹھائے جانے کا واقعہ ۲۶، ۱۰۰

...... کا مزا ہر شخص کو چکھنا ہے ۱۳۸۲، ۱۳۸۳

من وسلویٰ ۲۶، ۲۷، ۴۸۲

موسیٰ ۲۳، ۲۶، ۲۷، ۳۰، ۳۱، ۳۶، ۴۲، ۴۸، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۸، ۲۷۹، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۱۴، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۶۶، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۸۲، ۷۸۲، ۷۸۳، ۸۸۲

...... کی فرعون کو دعوت ۴۶۶، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳

...... کا فرعون سے مطالبہ کہ بنی اسرائیل کو جانے دے ۴۶۶

...... کو نو نشانیاں ۹۲۲، ۹۲۳

......اور خضر کا قصہ ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۴

...... چنے ہوئے بندے ۹۹۴، ۹۹۵

...... کو نبوت عطا کئے جانے کا واقعہ ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲

...... کے لاٹھی کے سانپ بن جانے کا واقعہ ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲

...... کے ہاتھ کے روشن ہونے کا معجزہ ۱۰۱۴، ۱۰۱۵

...... کی دعا ۱۰۱۴، ۱۰۱۵

...... کی ماں کی طرف وحی ۱۳۱۶، ۱۳۱۷

...... کے دربار میں چھوڑ دئے جانے کا واقعہ ۱۰۱۸، ۱۰۱۹

...... کی پرورش اللہ کی نگرانی میں ۱۰۱۸، ۱۰۱۹

...... کی سامری کو سرزش ۱۰۲۶، ۱۰۳۷

...... کا بچھڑے کو خاک بنا کر دریا میں بہا دینا ۱۰۳۶، ۱۰۳۷

...... اور ہارون کو فرمان اور روشنی ۱۰۶۸، ۱۰۶۹

...... موسیٰ کو فرعون کی طرف بعثت ۱۱۳۸، ۱۱۳۹

...... کو کتاب عطا کی گئی ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷

...... کا قتلِ خطا کے بارے میں اعتراف ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱

...... کی لاٹھی کے ذریعہ سمندر کے پھٹ جانے کا معجزہ ۱۲۴۸، ۱۲۴۹

...... کو اللہ رب العالمین کی ندا ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۳۲۸، ۱۳۳۱، ۱۳۳۶

...... کا معجزہ ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳

...... کی ولادت ۱۳۱۶، ۱۳۱۷

...... کو علم وحکمت ۱۳۲۰، ۱۳۲۱

...... کا مدین کی طرف سفر ۱۳۲۴، ۱۳۲۵

...... کو نکاح کی پیشکش ۱۳۳۰

...... کا عورتوں کے جانوروں کو پانی پلانا ۱۳۲۴، ۱۳۲۶

...... مدئن کے بزرگ شعیب نہیں تھے ۱۳۲۹

...... کو طور کی جانب آگ کا دکھائی دینا ۱۳۲۸، ۱۳۳۱

مہر ۱۰۶، ۱۰۷، ۲۰۴، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۸۴

...... کی حیثیت ۲۰۸

...... عورت کا حق ۲۰۹

...... غلو آمیز مہر ۲۲۳

میراث

...... کا جدول ۲۱۴، ۲۱۶

...... مرد وعورت دونوں کا حصہ ۲۰۸

...... کلالہ ۲۱۲، ۲۸۰، ۲۸۱

...... جن سے عہد وپیماں ہے ان کا حصّہ ۲۲۶، ۲۲۷

...... والدین اور اقرباء کے وارث ۲۲۶، ۲۲۷

...... بچوں کا حق وراثت ۲۵۷

...... لڑکا اور لڑکی کا حصہ برابر نہ رکھنے کی وجہ ۲۱۰

...... اولاد کا حصہ زیادہ رکھنے کی وجہ ۲۱۱

...... وصیت ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۲

...... وارث کے لئے وصیت نہیں ۲۱۰

...... یتیم پوتے کو کچھ نہ دینا ۲۰۹

...... صلبی اولاد کی موجودگی میں پوتے وارث نہیں ۲۱۰

...... یتیم ومسکین کو کچھ دینا ۲۰۸، ۲۰۹

...... قرض کی ادائیگی ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۲

...... جاہلیت کے قوانین میراث کی اصلاح ۲۰۹

...... مذاہب کے بے اعتدالیاں ۲۱۱

......میراث کے لئے قوانین بنانا خدا کا حق ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۳

...... بچے وارث ۲۰۹

...... اہلیت کے قانون کا ابطال ۲۰۹

...... نپولین کا سول کوڈ ۲۱۱

...... ہندو کوڈ ۲۱۱

...... انڈین سیکشن ایکٹ ۲۱۱

...... غیر اسلامی ضابطہ وراثت لانے کی کوشش سنگین جرم ۲۱۲

ن

نام

...... بچوں کے مشرکانہ نام رکھنا ۴۹۹

ناپ تول میں انصاف ۴۲۰

...... میں کمی ۶۹۲، ۶۹۴

...... صحیح ترازو سے ۸۹۶

نامۂ عمل ۸۸۸، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۴۸، ۹۵۲

ناانصافی دشمن کے ساتھ بھی نہ کرنا ۲۸۸

نبی امی ۴۸۲، ۴۸۳

نبوت

......اور کہانت میں فرق ۸۰۷

......عطیہ خداوندی ۸۳۱

...... کوششوں سے حاصل نہیں کی جا سکتی ۱۲۷۹

نجاشی ۳۳۵

نجوی ۲۵۸، ۲۵۹

نحوست کی حقیقت ۴۷۲، ۴۷۴

نذر و نیاز غیر اللہ کے لئے ۴۰۶، ۴۱۳

نرم خوئی ۱۹۱

نزاع

...... کی صورت میں اللہ و رسول کی طرف رجوع ۲۳۶، ۲۳۸

...... کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنیکا مطلب ۲۳۸

نسل انسانی کی افزائش ۹۷

نشانیاں آفاق میں ۱۹۸، ۱۹۹

...... قیامت سے پہلے مخصوص نشانیوں کا ظہور ۴۲۴، ۴۲۵

...... سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ۴۲۵

نشانی (معجزہ) کا مطالبہ ۷۷۲، ۷۷۳، ۹۱۶، ۹۱۸

نصاریٰ ۲۸، ۲۹، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۴۸، ۵۱، ۵۳، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۹۴، ۲۹۶، ۳۲۴

...... کے فرقے ۳۲۶، ۳۵۱

...... مسلمانوں کی دوستی میں قریب تر ۳۳۲، ۳۳۳

...... میں عالم اور راہب ۳۳۲، ۳۳۳

...... کے اختلافات ۹۹۲، ۹۹۳

نضر بن حارث ۵۰۷

نفاق ۱۳

...... کی حقیقت ۵۷۸

...... اور جھوٹ میں رشتہ ۵۹۲

نفقہ ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۰۹

نقش سلیمانی، جادو ۳۹

نکاح ۱۰۲، ۱۰۵، ۲۸۴

...... پختہ عہد ۲۱۸، ۲۱۹

...... مشرکوں سے نکاح کی ممانعت ۹۲، ۹۳

...... بیواؤں کا نکاح ۱۰۵

...... کی عمر ۲۰۸، ۲۰۹

...... جن عورتوں سے حرام ہے ۲۱۸ تا ۲۲۱

...... چند شوہری فطرت کے خلاف ۲۲۳

...... ''احصان'' کا مطلب ۲۲۳

...... متعہ کی ممانعت ۲۲۴

...... تعدد ازواج کے لئے شرط ۲۶۴، ۲۶۵

...... زانی اور مشرک سے حرام ۱۱۶۰، ۱۱۶۲

...... کے لئے موزونیت (کفادت) ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴

...... مجرد لوگوں کو نکاح کر دینے کی ہدایت ۱۱۸۴، ۱۱۸۵

...... صالح غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کر دینے کی ہدایت ۱۱۸۴، ۱۱۸۵

...... لمبی عمر تک نکاح نہ کرنا ۱۱۸۵

نگاہیں نیچی رکھی جائیں (مردوں و عورتوں دونوں کو ہدایت) ۱۱۷۶، ۱۱۷۸

نماز ۱۲، ۲۲، ۲۴، ۳۲، ۴۲، ۵۸، ۵۹، ۱۰۵، ۲۸۴، ۲۸۶، ۳۲۰، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۶

...... قائم کرنے کی ہدایت ۲۴۲، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۵۰، ۵۵۴، ۶۵۲،
۶۵۳، ۷۷۰، ۷۹۲، ۷۹۶، ۷۹۷، ۱۱۹۴، ۱۲۷۸
...... قائم کرنے والے ۲۷۲
...... کا سنت طریقہ ۱۰۹
...... سے مدد لینے کا مطلب ۱۵
...... نماز باجماعت کی اہم مصلحت ۲۴، ۹۴۴
...... صلوٰۃ خوف ۱۰۸، ۱۰۹، ۲۵۲ تا ۲۵۴
...... صلوٰۃ وسطیٰ ۱۰۳، ۱۰۷
...... نشہ کی حالت میں قریب نہ جانا ۲۳۰، ۲۳۱
...... جنابت کی حالت میں قریب نہ جانا ۲۳۰، ۲۳۱
...... کے لئے ہوش اور بیداری ضروری ۲۳۱
...... مقصود بالذات ۲۴۳
...... جہاد پر مقدم ۲۴۳
...... قصر ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴
...... جہاد کی روح ہے ۲۵۴
...... کب قضا کی جاسکتی ہے ۲۵۴
...... حالت جنگ میں ۲۵۴
...... وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ۲۵۴، ۲۵۷
...... کے لئے کاہلی کے ساتھ کھڑا ہونا ۲۶۶
...... مسلمانوں کے موجودہ بے نمازی قائد ۲۶۷
...... دکھاوے کی نماز ۲۶۷
...... کی بدولت قبول حق کی توفیق ۲۷۶
...... تورات سے غائب ۲۸۹
...... کے لئے اذان ۳۱۶، ۳۱۷
...... کی روح ۳۱۷
...... کے اثرات ۷۰۲، ۷۰۳
...... کے اوقات ۹۱۲، ۹۱۴
...... فجر کی قرأتِ قرآن ۹۱۲، ۹۱۴
...... تہجد ۹۱۶، ۹۱۷
...... میں قرأتِ کے آداب ۹۲۶، ۹۲۷
...... کا حکم گھر والوں کو دینا ۹۹۶، ۹۹۷، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱

...... ضائع کرنے پر وعید ۹۹۶، ۹۹۷
...... اللہ کی یاد کے لئے قائم کرنا ۱۰۱۰، ۱۰۱۱
...... قائم کرنے کی ہدایت انبیاء کو ۱۰۷۶، ۱۰۷۷
...... میں خشوع ۱۱۳۲، ۱۱۳۳
...... سے غفلت نہ برتنے والے ۱۱۸۸، ۱۱۸۹
...... بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے ۱۳۷۸، ۱۳۸۰
نوح (علیہ السلام) ۱۴۶، ۱۴۷، ۵۸۸، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۸۴،
۸۸۲، ۸۸۴، ۹۹۶
...... کی سرگزشت ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۷۸، ۶۸۰،
۱۰۷۶، ۱۱۳۰
...... کا زمانہ ۴۵۳
...... کی قوم کا مسکن ۴۵۳
...... کی کشتی ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۷۸، ۶۸۰
...... کیا طوفانِ نوح پوری زمین پر آیا تھا ۶۸۱
...... کی دعا قبول ۱۰۷۶، ۱۰۷۷
...... کی قوم کو غرق کیا گیا ۱۲۱۶، ۱۳۶۴
...... کی اپنی قوم کو دعوت ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶
...... اور اہلِ ایمان کا نجات پانا ۱۲۵۸، ۱۲۵۹
نو مسلم کے ساتھ معاشرتی مساوات ۵۵۵
نور
...... معرفت الٰہی کا ۱۱۸۵
...... ایمان کا ۱۱۸۶
نوشتۂ تقدیر ۳۷۰، ۳۷۱
نیکی کا مقام ۱۶۴، ۱۶۵
...... کے کام میں تعاون ۲۷۸، ۲۷۹
...... کا بدلہ ۲۲۴
...... نیک عمل کرنا ۲۸۴، ۲۸۶، ۳۸۸، ۴۴۴
...... نیشنلزم کو اپنی منزل قرار دینا ۱۲۷۹

و

والدین

...... کے ساتھ حسن سلوک ٢٢٦، ٢٢٨، ٤٢٠، ٤٢١، ٨٩٢، ٨٩٣

...... شرک کے معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کرنا ١٣٦٠، ١٣٦٢

وارث ٥٤٥

وزن اعمال کا ٤٣٢

واثق باللہ خلیفہ ٩٧٣

وحی

...... کا انکار کرنے والے ٦٤١

...... کو نہ چھوڑنے کی تاکید ٦٧٢، ٦٧٣

وسیلہ کا مفهوم ٣٠٧، ٣٠٨

وصیت ٦٨، ٦٩، ١٠٧، ٢٠٨، ٢٠٩، ٢١٠

...... جب موت آکھڑی ہو ٣٤٤، ٣٤٥

...... کے گواہ ٣٤٤، ٣٤٥

...... زبانی ٣٤٥

وضو

...... کا حکم ٢٨٤

...... کا مسنون طریقہ ٢٨٦

وضعی قوانین ٢٧٩، ٤٢٢

وطن

...... وطن پرستی کی تردید ١٣٨٣

...... حب الوطن من الایمان ایک موضوع حدیث ١٣٨٣

ولی

...... کے معنی ٥٤١

...... وہم پرستی ٤١٧

وحدانیت میں خالقِ کائنات کے بارے میں تصور ٦٤٨

ھ

ھاروت وماروت ٣٨، ٣٩، ٤٠

...... کے بارے میں بیہودہ قصے ٣٩، ٤٠

ھارون علیہ السلام ٢٧٢، ٣٠٣، ٣٨٨، ٤٠٧، ٤٦٧، ٤٧٧، ٦٥٠

...... پر بچھڑا بنانے کے الزام کی تردید ٤٨١

...... نبی تھے ٩٩٥، ٩٩٦

...... موسیٰ کے وزیر ١٠١٤، ١٠١٥، ١٢١٦، ١٢١٧

...... پر بائبل کا غلط الزام ١٠٣٤

...... کو رسول بنانے کیلئے موسیٰ کی دعا ١٢٣٦، ١٢٣٧، ١٣٣٢، ١٣٣٣

ھامان ١٣١٦، ١٣١٧، ١٣٣٢، ١٣٣٣

ھبل (بت) ٤١٣

ہجرت ٩٢، ٩٣، ٢٥٢، ٢٥٣، ٥٤٤، ٥٤٥، ٥٥٨، ٨٤٤، ٨٤٥، ٨٧٢، ٩١٧

...... مہاجرین ٥٤٥

...... ہجرت حبشہ ٨٤٥

...... کونسی معتبر ہے ١١٢٣

...... اللہ ہی کی عبادت کی جائے خواہ وطن چھوڑ دینا پڑے ١٣٨٢، ١٣٨٣

ھدایت ٢، ١٠، ١١، ١٣، ١٦، ٢٢، ٢٧، ٣٦، ٥١، ٧٢، ٨٠، ١٣٦، ١٤٢، ١٥٦، ١٥٨، ١٦٢، ١٧٠، ٢٨٠، ٣١٥، ٣٨٨، ٣٩٢، ٤٠٦، ٤٨٢، ٤٩٠، ٤٩٤

...... کو چھپانا لعنت کا موجب ٦٢، ٦٣

...... کا مطلب ٥٦٢

...... دینا اللہ کے ہاتھ میں ٩٢٠

...... میں اضافہ ١٠٠٤، ١٠٠٥

...... دینا صرف اللہ کا کام، رسول جس کو چاہے ہدایت نہیں دے سکتا ١٣٤٤، ١٣٤٥

همنشین کے ساتھ حسن سلوک ٢٢٦، ٢٢٨

ہم جنسی ٦٩٣

ھمسایہ کے ساتھ حسن سلوک ٢٢٦، ٢٢٨

ھمہ اوست کا تصور ٣٥٥

ہندوستان میں قوموں کے تباہی کے آثار ٧٨٥

ھود (علیہ السلام) ٤٥٢، ٤٥٤، ٦٨٤، ٦٨٥

...... کی سرگزشت ۶۸۴، ۶۸۵
...... کی دعوت ۱۲۵۸، ۱۲۵۹

ی

یاددھانی۔حاصل کرنے والے ۱۳۶

یاجوج ماجوج ۹۶۴، ۹۶۷
...... کا امڈ پڑنا ۱۰۸۶، ۱۰۸۷
...... کے بارے میں بے سروپا روایتیں ۱۰۸۷

یاسر (رضی اللہ عنہ) ۸۷۳

یتیم
...... کی تعریف ۲۰۶
...... کا مال اس کے حوالہ کرنا ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۰۹
...... کا مال کھانا ۲۰۴، ۲۰۸
...... بچیوں سے نکاح کے لئے شرط ۲۰۶
...... کے حقوق ادا کرنے کی تاکید ۲۰۴، ۲۰۵
...... کا سرپرست ۲۰۹
...... کے ساتھ حسن سلوک ۲۲۶
...... کے مال کی حفاظت ۴۲۰
...... کے مال کے قریب نہ جانا ۸۹۶

یحییٰ (علیہ السلام) ۲۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۳۸۸، ۳۸۹، ۱۰۸۲
...... بائبل میں یوحنا ۱۵۱
...... کی ولادت کی بشارت ۹۸۰
...... نام کی خصوصیت ۹۸۲
...... کی غیر معمولی طریقہ پر پیدائش ۹۸۴، ۹۸۵
...... کو مضبوطی کے ساتھ کتاب پکڑنے کی ہدایت ۹۸۴، ۹۸۵
...... کو بچپن ہی میں حکمت کا عطاء ہونا ۹۸۴، ۹۸۵
...... کے اوصاف ۹۸۴، ۹۸۵

یروشلم ۳۰۰

یعقوب (علیہ السلام) ۴۸، ۳۸۸، ۳۸۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳،
۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۲، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۱۳۷۲

یونس (علیہ السلام) ۲۷۲، ۳۸۸
...... قومِ یونس کی آبادی ۶۶۲

یوسف (علیہ السلام) ۳۸۸، ۳۸۹
...... کی سرگزشت ۷۰۸ تا ۷۵۱
...... کی سرگزشت بہترین ہونے کی وجہ ۷۱۱
...... کا خواب اور اس کی تعبیر ۷۱۰، ۷۱۱
...... کا سلسلۂ نسب ۷۱۱، ۷۱۲
...... اور اس کے بھائیوں کی سرگزشت میں نشانیاں ۷۱۰، ۷۱۳
...... کا غلام بنالیا جانا ۷۱۶
...... کا اندھے کنویں میں پھینک دیا جانا ۷۱۴
...... بیگم عزیز کا ڈورے ڈالنا ۷۱۶، ۷۱۷
...... کے برہان دیکھ لینے کا مطلب ۷۱۹
...... کی بے گناہی ۷۲۰، ۷۲۱
...... خواتین مصر کی مجلس ۷۲۰، ۷۲۱
...... قید خانہ میں ۷۲۰، ۷۲۲
...... کی قید خانہ میں تبلیغ ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶
...... کا دونوں جوانوں کو ان کے خواب کی تعبیر بتانا ۷۲۴، ۷۲۶
...... بادشاہ کا خواب ۷۲۸
...... کا بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتانا ۷۲۸، ۷۳۰
...... سچا خواب خدا کی نشانی ۷۳۰
...... کا رہا ہونے سے انکار اور خواتین مصر کی سازش کی تحقیق کا مطالبہ
۷۲۸، ۷۳۰
...... بیگم عزیز کا اعتراف قصور اور یوسف کا بے گناہ ثابت ہو جانا
۷۳۲، ۷۳۳
...... کو مصر میں اقتدار ۷۳۲، ۷۳۳
...... کے اقتدار کی نوعیت ۷۳۴، ۷۳۵
...... برادرانِ یوسف کا مصر آنا ۷۳۲، ۷۳۵
...... مصر میں راشننگ سسٹم ۷۳۵
...... شاہی پیمانہ کا گم ہو جانا ۷۳۸
...... کا بن یمین کو مصر میں روک لینا ۷۳۸، ۷۳۹

بقیہ صفحہ ۱۳۸۸ پر